ذکرِ عظیم

باہتمام

حضرت سائیں پیر سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ کھریپڑ شریف

ذکرِ عظیم

سوانح حیات

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ

جامعۃ الحبیب

چونیاں روڈ حبیب آباد پتوکی ضلع قصور

سوانح حیات

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ کھریپڑ شریف

مطلع مہر عارفاں، منبع علم و عرفان

عارف رموز حقیقت فیاض ولایت، حامل دُرِ شریعت

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری

رحمۃ اللہ علیہ

اَشرفُ الاتقیاء، زُبدۃ العارفین، لمعِ نُورِ وفا

مُربی و مُرشدِ اہلِ صفا، عاشقِ مولائے روم

حضرت خواجہ

سائیں محمد اشرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

لالہ پاک

پروردۂ آغوشِ ولایت، آفتابِ علم و حکمت، ماہتابِ طریقت و شریعت، سرچشمۂ ہدایت، منبعِ جود و سخا
خوشبوئے رومی سوزِ جامی، واقفِ رموزِ عشق، شارحِ مثنوی، متکلم العصر، یادگارِ اسلاف، عالمِ ربانی

حضرت سائیں

پیر سید ابرار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ کھرے پڑ شریف

پیر طریقت و شریعت، جانشین حضور خُوشبوئے رُومی
پیکر مہر و وفا مُشفق و مہربان

صاحبزادہ
سائیں پیر محمد اُویس قادری مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ کھرپیڑ شریف

ذکرِ عظیم

سوانح حیات

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام

حضرت سائیں پیرسردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ کھریپڑ شریف

تحقیق و تدوین

محمد جنید

مؤلف

محمد افتخار سیال

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب: **ذکرِعظیم** (سوانح حیات) حضرت خواجہ سائیں **محمد عظیم قادری** رحمۃ اللہ علیہ (کھر پیڑ شریف)

باہتمام: خوشبوئے رومی حضرت خواجہ سائیں **سردار احمد عالم قادری** رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق وتدوین: محمد جنید

مؤلف: محمد افتخار سیال

تصحیح وترتیب: محمد علی قادری

محققین: مفتی محمد اعظم اشرفی، حافظ عطاءاللہ قادری، صدام حسین الازہری

معاونین: عامر شفیق، عدنان حسن، نعمان شفیع

کمپوزنگ: محمد ابرار

پروف ریڈنگ: حافظ محمد ساجد

خطاطی وتزئین: محمد آصف مشتاق پتوکی

خطاطی اشعار: محمد قمرالدین نورانی مرتجز مولوی

اشاعت: اگست 2024ء

تعداد: 1100

ہدیہ:

پبلشر: ورلڈ ویو پبلشرز، لاہور

دستیابی کتاب:

آستانہ عالیہ عظیمیہ قادریہ کھر پیڑ شریف چک نمبر 10 پتوکی

جامعۃ الحبیب، چونیاں روڈ، حبیب آباد تحصیل پتوکی

برائے رابطہ: 3008985010 92+

حُسنِ ترتیب / Contents

- ❖ انتساب 16
- ❖ اظہارِ تشکر 17
- ❖ مقدمہ 19
- ❖ شجرۂ طریقت 21
- ❖ خاندانی و تاریخی احوال: 23
- ❖ **باب اول 25**
- ❖ قبل از بیعت و خلافت 25
- ❖ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم رحمۃ اللہ علیہ 26
- ❖ ولادت باسعادت 27
- ❖ ابتدائی تعلیم 27
- ❖ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت 27
- ❖ تعلیمی سفر کا آغاز 27
- ❖ اعلیٰ تعلیم 28
- ❖ درسِ نظامی 28
- ❖ اساتذہ کی شفقت و محبت 28
- ❖ قابلِ فخر مشغلہ؛ پہلوانی 29
- ❖ علمِ دین سے محبت 29
- ❖ رحم دلی 29
- ❖ تکمیلِ علومِ دین کے بعد گھر واپسی 30
- ❖ ماہر طبیب 30
- ❖ اولاد 32
- ❖ خواجہ سائیں محمد اشرف لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ 32

❖ پیر محمد فاضل پہلوان رحمۃ اللہ علیہ 32
❖ پیر محمد افضل اول رحمۃ اللہ علیہ 33
❖ پیر محمد افضل ثانی رحمۃ اللہ علیہ 33
❖ حاجی محمد اشہب صاحب 33
❖ کرنل محمد ارشد صاحب 34
❖ اولاد کی تربیت 35
❖ مشترک خصائص 35
❖ راہِ سلوک 36
❖ تلاشِ مرشد 37
❖ **باب دوم** 39
❖ بعد از بیعت وخلافت 39
❖ حضرت پیر سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ 40
❖ ولادت 40
❖ بچپن 40
❖ تعلیم 40
❖ علمی مقام 40
❖ بیعت وخلافت 41
❖ والہانہ عشق 41
❖ اولاد 41
❖ خلفاءِ کرام 42
❖ وصالِ باکمال 42
❖ کششِ مرشد 43
❖ مکتوباتِ عشق 43
❖ فتح پور شریف کی طرف رختِ سفر 43

❖ سیّد شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات 43
❖ سیّد شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کو ملاقات کیلئے طلب کرنا 44
❖ سیّد شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کا مکالمہ 44
❖ بیعت و خلافت 45
❖ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے آپ کی ولایت کی مقبولیت ... 46
❖ قبُولیتِ مرشد 47
❖ یک در گیر و محکم گیر 48
❖ عکسِ مرشد 48
❖ دُرویشوں کو تلقین 49
❖ کھرپیڑ شریف 50
❖ سلسلۂ بیعت 50
❖ معمولات 50
❖ پیر خانے سے عقیدت و محبت 51
❖ سائیں سیّد غلام رسول شاہ گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت و محبت: 51
❖ **باب سوم** 53
❖ علم و فضل 53
❖ درسِ مثنوی مولوی معنوی 55
❖ عقیدۂ وحدۃ الوجود 55
❖ درسِ فتح الرّبانی 55
❖ خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ 56
❖ مناظرہ 57
❖ کمالِ علم 57
❖ ذکرِ الٰہی میں محویت 58
❖ درویشوں کی تعلیم و تربیت 58

❖ غیر مسلموں کا حلقہ بگوشِ اسلام ہونا 59
❖ حلقہ ارادت 59
❖ سائیں مست رحمۃ اللہ علیہ 60
❖ فیضانِ نظر 60
❖ مریدین کی دستگیری 62
❖ تاثیرِ تعلیمات 65
❖ دنیا سے بے رغبتی 67
❖ مکارمِ اخلاق 68
❖ فضلِ باری تعالیٰ 68
❖ مستجاب الدعوات 69
❖ سخاوت 69
❖ چوروں کی تربیت 69
❖ پیغامِ حق کی اشاعت کیلئے سفر 71
❖ 20 ون اے۔ ایل 71
❖ 20 چک وسطی حبیب آباد 71
❖ خلیفہ یعقوب 72
❖ بونگہ سوڈھی والا 72
❖ بصیر پور شریف 72
❖ عمر سکھالا دھوکا۔ منڈی احمد آباد 72
❖ بابا خوشی محمد گہلن 73
❖ ٹھٹھہ سید علی 73
❖ 9 چک رینالہ خورد 73
❖ بھٹہ محبت حجرہ شاہ مقیم 73
❖ داؤکے چک نمبر 9 73

❖ جمن شاہ عارف والا 73
❖ منگو تارو نزد موڑ کھنڈا 74
❖ دھوکا منڈی فیض آباد 74
❖ لاہور 74
❖ کرنل ارشد صاحب کی زبانی 74
❖ کندووال، حجرہ شاہ مقیم 74
❖ **باب چہارم** 75
❖ وصالِ باکمال 75
❖ علالت 76
❖ آخری کلام، وصیت 77
❖ وصالِ باکمال 78
❖ تجہیز و تکفین، جنازہ 78
❖ دستارِ سجادگی 79
❖ سیّد غلام رسول گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری 79
❖ **باب پنجم** 80
❖ آستانہ عالیہ عظیمیہ کھرپیڑ شریف 80
❖ لنگر خانہ 81
❖ خدامِ لنگر خانہ 81
❖ لنگر خانہ کی تعمیر و ترقی 82
❖ دربارِ عالیہ کی تعمیر 84
❖ ذوق شوق 84
❖ خدّامِ تعمیر 85
❖ خلفاء کرام 87
❖ خلافت 87

❖ حافظ محمد علی قادری عظیمی بصیرپوری رحمۃ اللہ علیہ 88
❖ حضرت یعقوب رحمۃ اللہ علیہ 89
❖ مولوی عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ 90
❖ حضرت میاں غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ 90
❖ مولوی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ 90
❖ مولانا عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ 91
❖ حافظ شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ 91
❖ حاجی دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ 92
❖ مولوی درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ 92
❖ میاں شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ 93
❖ مولوی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ 93
❖ حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ 93
❖ حافظ چراغ دین قادری رحمۃ اللہ علیہ 94
❖ حافظ لال دین قادری رحمۃ اللہ علیہ 95
❖ حضرت علم الدّین رحمۃ اللہ علیہ 95
❖ مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ 96
❖ مولوی کرم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ 96
❖ مولوی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ 97
❖ سیّد ذوالفقار شاہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ 97
❖ **باب ششم** 99
❖ تصنیف وتالیف 99
❖ آفتاب قادری 100
❖ **باب: حیات النبی** صلی اللہ علیہ وسلم 104
❖ **باب: تصوّرِ شیخ** 107

❖ نماز میں حضور ﷺ کا تصور: 107
❖ تصورِ شیخ 110
❖ **باب: بیان ندائے یارسول اللہ ﷺ** 111
❖ **باب: ثبوت علمِ غیب** 118
❖ **باب: ایصالِ ثواب** 126
❖ ثبوت مولود شریف وگیارہویں غوثِ اعظم اور نذرونیاز 126
❖ **باب الذِّکر** 130
❖ مسئلۂ ذِکر کا ثبوت 130
❖ **باب: ثبوتِ بیعتِ مستورات** 134
❖ **باب العلم** 137
❖ حضور علیہ السلام کے نور مبارک کا بیان 141
❖ **باب: بوسۂ ابہامین** 146
❖ **باب: وحدۃُ الوجود** 151
❖ **باب: خواتین کا باجماعت نماز ادا کرنا** 157
❖ **باب: داڑھی کترانے کا مسئلہ** 159
❖ **سی حرفی منظوم** 161
❖ خطوط 179
❖ نمونہ جات خطوط 195
❖ منظوم شجرہ عالیہ قادریہ عظیمیہ 198

انتساب

عاشق پرودگار، سید السادات، مصدرِ تجلیاتِ ذات

سراج الاولیاء، عارف باللہ، فناء فی اللہ، سید الاصفیاء

حضرت سید سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

بن

مخزنِ علمِ حقیقت، شمسِ معرفت، واقفِ سرِّ احدیّت، قبلہ عاشقاں، قطبِ ربّانی

غوث الاتقیاء والسالکین، سید الاولیاء والصالحین، غوث صمدانی، شہباز لامکانی

حضرت سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

بن

عارف باللہ، ولی کامل، واصل بحق، سالک راہ حقیقت، عارف حقیقت

حضرت سید موج دریا گیلانی بغدادی قادری رحمۃ اللہ علیہ

وللأرضِ من كأسِ الكِرامِ نصيبُ

اظہارِ تشکر

الحمد للہ علی منّہ واحسانہ والصلوۃ و السلام علی سید ولد آدم و خاتم النبیین و علی آلہ الطیبین و اصحابہ المکرمین و علی اولیاء الطاھرین الی یوم الدین۔

ناچیز سراپا عجز خالق حقیقی کی بارگاہ خاص میں شکر گزار ہے کہ جسکی توفیق خاص سے ذکر صالحین ممکن ہوا جو نزول رحمت کا سبب ہے اور اِن مساعی جمیلہ کی طرف میری رہنمائی کا موجب:

پروردہ آغوشِ ولایت، آفتاب علم و حکمت، ماہتاب طریقت و شریعت، سرچشمہ ہدایت،

منبع جود و سخاء، سوزِ جامی، واقف رموزِ عشق، متکلم العصر، یادگارِ اسلاف، عالم ربانی، شارح مثنوی رومی

خوشبوئے رومی حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ

بن

زبدۃ العارفین، اشرف الاتقیاء، لمع نور و وفاء، مربی و مرشد اہل صفاء

عاشق مولائے روم حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ

بن

مطلع مہر عارفاں، منبع علم و عرفاں، عارف رموزِ حقیقت، فیّاض ولایت، حامل درّ شریعت

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ

کی نگاہِ عنایت اور میرے اساتذہ کرام، والدین اور راہِ دین و خلوص میں میرے ہم سفر حضرات بالخصوص صاحبزادہ محمد جنید اور مفتی محمد اعظم اشرفی، محمد علی قادری، صدام حسین الازہری، حافظ عطاءاللہ قادری، حافظ محمد ساجد، محمد ابرار، حافظ عدنان حسن، قاری عامر شفیق، نعمان شفیع، قاری راشد علی، یاسر علی اور محمد وقاص سرائیکی، جن کے تعاون اور مسلسل رابطہ سے کارِ خیر تکمیل کو پہنچا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الإهداء

اس مختصر اور جہد عقیدت کو اپنے محسن و مشفق تاجور کھرپیڑ شریف خادم آستانہ عالیہ و لنگر خانہ

پیر طریقت و شریعت، جانشین حضور خوشبوئے رومی، پیکر مہر و وفاء، مشفق و مہربان

صاحبزادہ پیر سائیں محمد اویس قادری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ عظیمیہ و مہتمم جامعہ الحبیب

کی پر خلوص ذات عالیہ کی نذر کرتا ہوں۔ جن کی محبت و خلوص بچپن سے تاحال مرے ساتھ سایہ رحمت بن کر رہی آپ کی رفاقت و شفقت رب لم یزل بطفیل حسن ازل خاتم الانبیاء والمرسلین ہم پر تا ابد قائم و دائم رکھے۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

مقدمہ

الحمد للہ المتفرد بجلال الاحدیۃ والصلوۃ علی نبیہ محمد سید البریۃ وعلی آلہ وصحبہ وعترتہ الطاھرۃ الزکیۃ وبعد

خالق ارض و سماء نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ بنی نوع انسان کی مادی ضروریات کے پیشِ نظر اس کائنات کو مسخر کر دیا۔ جو مختلف امور کو بروئے کار لا کر اپنی ضروریات کو پورا کر سکے۔

اس کے ساتھ ساتھ حضرت انسان کی مذہبی و روحانی تکمیل کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آخر الزماں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہٰی ہوا۔ نورِ ہدایت کی انہیں تعلیمات کو بعد از سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کائنات میں پھیلایا۔ انہیں تعلیمات کی نشر و اشاعت میں متقدمین و متاخرین نے اپنی زندگیاں راہ خدا میں وقف کر دیں۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں بزرگانِ دین نے حضرت انسان کی مذہبی و اخلاقی تربیت اپنے حسن اخلاق اور اعلیٰ قدروں سے کی۔ یہ کتاب حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نہ صرف سوانح عمری ہے بلکہ ان کی روحانی تعلیمات اور خوارقِ عادات کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ کتاب حضرت کی شخصیت پر ایک بصیرت افروز بحث ہے۔ حضرت کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمات کو بھی نہایت ہی احسن انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے 1960ء میں منصب جانشینی پر فائز ہوتے ہی حالات و واقعات اور تعلیمات کو تحریری شکل میں لانے کا اہتمام کیا۔ جن کے وہ عینی شاہد تھے۔ علاوہ ازیں حضرت کی زندگی میں ہی آپ کے خلیفہ اول حضرت خواجہ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے روزنامچہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال لکھے۔

حالات و واقعات اور مصروفیت کے پیشِ نظر یہ کام کتابی شکل میں نہ آسکا۔ بعد ازاں آپ کے پوتے حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زیر نگرانی اس کتاب کا مسودہ تیار کروایا۔

اس کتاب کے مؤلف محمد افتخار سیال نے اس مواد کو اکٹھا کیا۔ انتہائی محنت اور لگن سے بکھرے

ہوئے موتی اکٹھے کیے اور اس کو احسن انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ مؤلفِ کتاب نے نہ صرف بکھرے ہوئے مواد کو یکجا کیا، بلکہ صدری روایات کو بھی علمی جامہ پہنایا۔ صدری روایات کو انتہائی دقیق اور احسن انداز سے تحقیق کے بعد اس کتاب میں درج کیا۔

اس کتاب کو چھ ابواب میں منقسم کیا گیا ہے:

- پہلے باب میں قبل از بیعت و خلافت کے احوال و آثار کو بیان کیا گیا ہے۔
- دوسرے باب میں ابتدا حضرت پیر سائیں شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کو اختصار کے ساتھ ضبط تحریر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد پیر سید شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات بیعت و خلافت اور بعد کے احوال و آثار کو بیان کیا گیا ہے۔
- باب سوم میں حضرت کے علم و فضل کو سپرد قلم کیا گیا ہے۔ جس میں آپ کی تعلیمات، درس و تدریس کے طریقہ کار، اعلیٰ اخلاق اور حلقہ احباب کی تربیت کے ساتھ ساتھ پیغام حق کی اشاعت کے لئے اسفار کو مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔
- باب چہارم میں آپ کے ایام علالت علاج و معالجہ، وصال باکمال اور جملہ امور کو بیان کیا گیا ہے۔
- باب پنجم جس کا موضوع آستانہ عالیہ کھرپیڑ شریف رکھنے کا مقصد یہ تھا کہ لنگر کی تعمیر و ترقی، دربارِ عالیہ کی تعمیر کا مفصل بیان اور خلفاء کرام کے مختصر احوال کا ذکر کیا جائے۔
- باب ششم میں آپ کی کتب آفتاب قادری اور سی حرفی کا خلاصہ کیا گیا ہے اور خطوط کو بعینہٖ شامل کیا گیا ہے۔ آخر میں منظوم شجرہ طریقت کو لکھا گیا ہے۔

M. Junaid

محمد جنید

18 اگست 2024

شجرۂ طریقت

1. سیدُالکونین حضرت محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
2. اسد اللہِ الغالب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
3. سیدُالشہداء سبطِ رسول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
4. حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
5. حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
6. حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
7. حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
8. حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ
9. حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ
10. حضرت شیخ سرّی سقطی رضی اللہ عنہ
11. حضرت جناب جنید بغدادی رضی اللہ عنہ
12. حضرت شیخ شبلی رضی اللہ عنہ
13. حضرت شیخ ابو الفضل عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ
14. حضرت ابو الفرح یوسف طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ
15. حضرت شیخ ابو الحسن علی الہنکاری رحمۃ اللہ علیہ
16. حضرت شیخ ابو سعید مبارک المخزومی رحمۃ اللہ علیہ
17. حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
18. حضرت سیدنا سیفُ الدین عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ
19. حضرت سیّد فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ
20. حضرت سیّد ابو الفرح رحمۃ اللہ علیہ
21. حضرت سیّد گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
22. حضرت سیّد احمد رحمۃ اللہ علیہ

23. حضرت سیّد مسعود رحمۃ اللہ علیہ
24. حضرت سیّد نورُ الدین علی رحمۃ اللہ علیہ
25. حضرت سیّد شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ
26. حضرت سیّد شمسُ الدین رحمۃ اللہ علیہ
27. حضرت سیّد محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
28. حضرت سیّد عبد القادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ
29. حضرت محمد غوث بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ
30. حضرت سیّد عبد القادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ
31. حضرت سیّد عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ
32. حضرت سیّد زینُ العابدین رحمۃ اللہ علیہ
33. حضرت سیّد عبد الرّزاق رحمۃ اللہ علیہ
34. حضرت سیّد مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ
35. حضرت محمود جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
36. حضرت سیّد مجتبیٰ المعروف چراغ شاہ رحمۃ اللہ علیہ
37. حضرت سیّد حیدر بخش رحمۃ اللہ علیہ
38. حضرت سیّد غلام غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
39. حضرت سیّد امانُ اللہ المعروف سلطان ہاتھیوان رحمۃ اللہ علیہ
40. حضرت سیّد علی شیر رحمۃ اللہ علیہ
41. حضرت سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
42. حضرت پیر سیّد قطب علی شاہ بخاری پیر محلوی رحمۃ اللہ علیہ
43. حضرت پیر سیّد شیر محمد گیلانی فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ
44. حضرت پیر خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کھرپیڑ شریف
45. حضرت سائیں خواجہ محمد اشرف لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ
46. حضرت سائیں خواجہ سردار احمد عالم رحمۃ اللہ علیہ
47. صاحبزادہ سائیں محمد اویس قادری (موجودہ سجادہ نشین)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

اللہ رحمٰن و رحیم مُبدع ذات پاک کے نام نامی سے ابتداء ہے جو ابدی سعادت اور لایزال حکم کا حاکم ہے، ایسا بے مثل ہے جس نے ہر ایک چیز کو بے مثل و بے مثال بنا دیا۔ تمام درود و سلام نیاز اس ذاتِ پاک پر جن کا وجودِ مسعود کُل کائنات پر بُرہانِ تام ہے جو باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں، اُن پر بے حد درود و سلام ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اطہار و اصحابِ کبار اور اولیاءِ اُمت پر بھی بے شمار عقیدتوں اور محبتوں سے سلام ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿اِهۡدِ نَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ﴾ کی جستجو ہر مومن پر حالت نماز میں ہی لاگو کر دی گئی ہے۔ جس کی وضاحت ﴿صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ﴾ اور ﴿اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِيۡقًا﴾ سے ہوتی ہے۔

ان صلحاءِ اُمت کی معرفت و اطاعت کا اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا ہے ان مقربین و محبینِ الٰہی میں سلسلہ عالیہ قادریہ قطبیہ شیریہ کے روحِ رواں، قافلۂ عشق و محبت کے سالار حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

خاندانی و تاریخی احوال

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد ملک نبی بخش بڑے وضع دار، خدا ترس اور محنتی مزاج انسان تھے۔ آپ کی وفات جامع مسجد کھرپیڑ شریف میں دورانِ نماز حالتِ سجدہ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ بڑی نیک سیرت خاتون تھیں۔ جن کا نام امام بی بی تھا۔ آپ آرائیں قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

نین سکھ گاؤں کی نمبرداری آپ کے بڑے بھائی حاجی محمد صاحب کے پاس تھی۔ اسی طرح کھرپیڑ شریف کی نمبرداری بھی انہی کی اولاد کے پاس تھی اور آج بھی ہے۔ آپ کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔

1: حاجی محمد نمبر دار

2: حاجی محمد دین

3: خواجہ محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ

4: عبد المجید

آپ کے ننھیال قادر آباد ضلع فیروز پور انڈیا کے رہنے والے تھے۔ آپ کے آٹھ ماموں اور تین خالائیں تھیں۔

آپ کے سسر حکیم غلام جیلانی اپنے علاقہ میں معروف سماجی شخصیت تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹرپئی گاؤں (قادر آباد انڈیا) آپ کی معرفت سے جانا جاتا تھا۔ حکیم غلام جیلانی کے پردادا میاں وارث علی کشمیر میں ڈوگرا فورس کے صوبیدار تھے۔

مصنف کامران اعظم اپنی کتاب "تاریخ آرائیں قوم" کے صفحہ 522 سے 527 تک میں اس خاندان کے واقعات اور حالات ذکر کرتا ہے۔

باب اول

قبل از بیعت و خلافت

اَوّل حمد خُدا رسُول تائیں بعد عرض لکھاں سوہنا یار تینوں
جیہڑے حال گزرے میرے نال ماہی کراں حال دی گال اظہار تینوں

مکتوبات عشق

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ

فرمانِ سید العالمین ﷺ ہے

"خیار عباد اللہ الَّذِینَ إِذَا رُؤُوا ذُکِرَ اللہُ" مسند احمد

ترجمہ:۔ اللہ کے بندوں میں سے سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جب انھیں دیکھا جائے تو خدا یاد آئے۔

اولیاءِ کاملین کی علامت یہ ہے کہ ان کے چہرے کو تکنے سے خدا یاد آتا ہے۔ حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ، حقیقی ولی اللہ اور پیرِ کامل کی سب سے بڑی علامت یہ بیان کی ہے: ولی اللہ وہ ہے جس کے چہرے کو دیکھتے ہی دل گواہی دیتا ہے کہ یہ بندہ بارگاہِ الٰہی کا مقرّب ہے۔

جس کی تائید حدیثِ نبوی ﷺ سے ہوتی ہے

"اِنّ اللہَ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمالَ "

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب صورت ہے اور وہ خوب صورتی کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات نظافت و نفاست کا مرقع تھی۔ آپ ہمیشہ سفید لباس پہنتے جس کا انداز دریائے راوی کی تہذیب گنجی بار کے دیہاتی لوگوں سے مشابہت رکھتا تھا۔ آپ بڑے قد آور، صحت مند اور خوبصورت تھے آپ ہمیشہ زلفیں سنوار کر رکھتے، سر پر بڑی دستار سجاتے، دراز بازوؤں والا کُرتا زیبِ تن کرتے، تہبند باندھتے اور کھسہ پہنتے تھے۔ جب آپ باہر تشریف لے کر جاتے تو اکثر واسکٹ پہنتے، خوشبو لگاتے، آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے۔ جو بھی پہلی نظر دیکھتا دیوانہ ہو جاتا کیونکہ آپ دوسروں سے انفرادی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جوانی میں پہلوانی کے بھی شوقین تھے۔

آپ کو کھانے میں ہر چیز پسند تھی لیکن پر تکلف کھانے کے شوقین نہ تھے اکثر ملائی پسند فرماتے اور برسات کے موسم میں باہر سے کھُمبیاں منگوا کر کھاتے تھے۔ سادہ مزاجی آپ کو پسند تھی کیونکہ طالب علمی کی تربیت کا آپ کی طبیعت پر گہرا اثر تھا۔

آپ چلنے میں بڑی متانت اور رعب رکھتے تھے۔ جب آپ مسجد سے واپس گھر تشریف لاتے تو درویش ذکر بالجہر کرتے ہوئے آپ کے ساتھ گھر کے دروازے تک ساتھ چلتے تھے کیونکہ یہ سیّد شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کا خاصہ تھا۔

ولادت باسعادت

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ 1895ء لاہور کے نواحی گاؤں نین سُکھ میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی تعلیم گہلن چک نمبر 9 سے حاصل کی۔ ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے استاذ کے پاس ایک خط لے کر آیا جو فارسی زبان میں لکھا ہوا تھا۔ آپ کا استاذ سکھ مذہب سے تعلق رکھتا تھا اور فارسی زبان سے نابلد تھا۔ لہٰذا اُس نے خط پڑھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ گوہڑ چک نمبر 8 میں مولوی ناکی والا سے جا کر پڑھوالو۔ اس بات نے آپ کو متاثر کیا اور آپ کے دل میں خیال آیا کہ میں بھی فارسی پڑھوں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مولوی ناکی والا کے پاس جا کر فارسی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت

محمد جنید بن حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد گرامی نے بتایا کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے "بچپن میں مجھے خواب میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی اور انہوں نے مجھے اسمِ اعظم کے ورد کی تلقین فرمائی"۔

تعلیمی سفر کا آغاز

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کو دینی تعلیم سے گہرا لگاؤ تھا۔ آپ کے پوتے حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ایک دن کسی شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ سے فتویٰ طلب کیا تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں تو عالم نہیں ہوں۔ یہ فتویٰ کسی مفتی صاحب سے جا کر پوچھو۔ اُس وقت حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ جو علم اُن کے استاذ کو نہیں آتا وہ حاصل کرنا چاہیے۔"

لہٰذا حصولِ علم اور طلبِ دین کی جستجو میں آپ سفر پر روانہ ہو گئے اور منچن آباد ضلع بہاولنگر کے ایک مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔ اس صبر آزما سفر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی تکالیف برداشت کیں، بڑے بڑے سفر کیے کیونکہ اُس وقت حکومتِ برطانیہ کے مشقِ ستم سب سے زیادہ مدارس تھے۔ مفلوک الحالی میں طلباء گھروں سے مانگ کر قوت لایموت پر گزارا کرتے تھے۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کسی سے نہ کچھ مانگا اور نہ ہی کسی پر اپنی

محتاجی ظاہر کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ رب العالمین انھیں خزانۂ غیب سے سرخرو رکھتا اور خود ہی خوراک و قیام کا انتظام و انصرام ہو جاتا یا اساتذہ خود اپنے گھروں سے کر دیتے تھے۔ منچن آباد مدرسے میں باجرہ یا مکئی کی روٹی اور چنے کی دال کا سالن ملتا جو بڑی گرم خاصیت رکھتا تھا۔ اکثر طالب علم معدے کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے اور مجبوراً گھر چلے جاتے تھے۔ کسی طالب علم نے حسّ ظرافت میں حقیقت آشکار کر دی اور یہ شعر لکھا:

منچن دے دروازے اُتے لکھ دِتا رب سائیں ایتھے دال ہمیش ای ملسی روز قیامت تائیں

اعلیٰ تعلیم

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجالس میں بیان فرماتے ہیں

”آپ رحمۃ اللہ علیہ منچن آباد میں سات سال تک مقیم رہے پھر اِس کے بعد آپ سہارنپور انڈیا چلے گئے۔ آپ نے درسِ نظامی اور دیگر علوم میں مہارت حاصل کرنے کے بعد سندِ فراغت حاصل کی۔“

درسِ نظامی

اسلامی خلافتِ عباسیہ میں نظام الملک طُوسی نے علماء کی مدد سے درسِ نظامی کا نصاب مرتب کیا۔ وہ تقریباً سولہ یا اٹھارہ علوم پر مشتمل تھا۔ اس میں خطاطی اور حکمت بھی درسِ نظامی کا حصہ تھی۔ اس نصاب کو پڑھنے کے بعد طالب علم مکمل عالم یعنی مفسر، محدث، اصولی، کلامی، مؤرخ، فلسفی، نحوی، علم الادب اور علم الانساب میں پوری ثقاہت رکھتے تھے اور ادیب و مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ واعظ، مناظر اور حکیم بھی بنتے تھے۔

اساتذہ کی شفقت و محبت

حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ اپنے گھروں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اپنے بچوں جیسا سلوک کرتے تھے۔ جب آپ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے منچن آباد پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ مدرسے میں داخلہ کا وقت گزر چکا ہے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے دوپہر گزارنے دو پھر میں واپس چلا جاؤں گا۔ جب عصر کا وقت ہوا تو استاذ صاحب کی بھینس کا دودھ دوہنے والا بندہ موجود نہیں تھا تو آپ نے اس کی عدم موجودگی میں بھینس کا دودھ دوہا تو مقدار پہلے سے زیادہ تھی۔ جب استاذ صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ دودھ کی مقدار زیادہ ہے؟ دودھ کس نے دوہا ہے؟ جب ان کو بتایا گیا کہ دودھ کی ڈیوٹی پر معمور شخص کی عدم موجودگی کی وجہ سے وہ طالب علم جو دوپہر کے وقت آیا تھا اس نے دودھ دوہا ہے تو اتنی دیر تک آپ نے چارپائی بُن دی اور پھر بیٹھنے والا پیڑھا بُن دیا تو اس

طرح استاذ صاحب نے آپ سے متاثر ہو کر آپ کو داخلے کی اجازت دے دی اور رہائش کے لیے اپنے گھر رکھ لیا۔

قابلِ فخر مشغلہ: پہلوانی

آپ رحمۃ اللہ علیہ طویل القامت، حسین اور خوبرو ہونے کے ساتھ ساتھ کُشتی اور زور آزمائی میں بھی ماہر تھے جو اس زمانے میں قابلِ فخر مشغلہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی مدارس میں جا کر پہلوانوں سے زور آزمائی کرتے تھے۔

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی نے مجھے بتایا "ایک دفعہ ایک جگہ کچھ پہلوان زور آزمائی کر رہے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں رک کر دیکھنے لگے انہوں نے آپ کو دعوتِ مبارزت دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ میدان میں آئے اور تینوں بھائیوں کو یکے بعد دیگرے چت گرا کر فاتح بنے۔ ان کی والدہ کو جب پتہ چلا کہ اُن کے بیٹے بڑے کڑیل جوان اور خوراک کے رسیا ہونے کے باوجود کسی پردیسی طالب علم سے شکست کھا گئے ہیں۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو منگوا کر کہا آج سے تم بھی میرے بیٹے ہو اور ان تینوں کے ساتھ ہی تمہارے قیام وطعام کا انتظام ہو گا۔"

علمِ دین سے محبت

وراثت نبوت ورسالت اور جانشین اصحاب صفہ کی میراث کے حصول کے لیے آپ کو بھی مصائب و آلام برداشت کرنا پڑے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پائے استقامت میں ذرہ برابر بھی لغزش نہ آئی۔

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں "ایک دفعہ قحط پڑ گیا اور لوگ بھوک و پیاس سے مرنے لگے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے گھر والوں کو میری فکر لاحق ہوئی تو آپ کے بڑے بھائی حاجی محمد دین آپ کی تلاش میں چھ ماہ تک سرگرداں رہے۔ وہ بڑی مشکل سے مجھے واپس لائے کیونکہ مَیں طالب علمی کے اٹھائیس سالہ عرصہ میں دو یا تین مرتبہ گھر والوں سے ملنے کے لیے آیا تھا اور میرے خاندان والے زمین دار اور نمبر دار بھی تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہمارا بچہ مانگ تانگ کر عالم بنے کیونکہ اس دَور میں علمِ دین قلت وعلت و ذلت کا عملی جامہ تھا۔ جب آپ گھر آتے تو گھر والے آپ کو واپس جانے سے روکتے جو جیب خرچ آپ کو ملتا آپ اس کو بان کی گتھی میں چھپا دیا کرتے اور جاتے وقت اس کو نکال کر اپنا زادِ راہ بنا لیا کرتے تھے۔

رحم دلی

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی نے مجھے

بتایا کہ ایک مرتبہ زمانہ طالب علمی میں حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور کے ریلوے اسٹیشن پر بیٹھے تھے۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ پولیس والوں نے ایک سکھ مجرم کو ہتھکڑی لگائی ہوئی ہے جو خوبرو نوجوان تھا۔ زیرِ حراست ہونے کی وجہ سے اس کے پاس پیسے بھی نہ تھے لیکن وہ دودھ دہی والی دکان کی طرف بڑی لجاجت سے دیکھ رہا تھا۔ آپ کے دل میں رحم آیا لہٰذا آپ نے اسے لسی کی پیشکش کی جس سے وہ بہت خوش ہوا۔ آپ نے اسے خوب سیر کر کے لسی پلائی اور جو زادِ راہ آپ کے پاس تھا وہ بھی اس کو دے دیا۔

تکمیلِ علومِ دین کے بعد گھر واپسی

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی نے مجھے بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ علمی ثقاہت اور علوم میں مہارت حاصل کرنے کے بعد گھر واپس تشریف لائے تو کچھ عرصہ تک گاؤں جودھ سنگھ میں جمعہ کا خطبہ دیتے رہے۔ اس گاؤں میں کمبوہ خاندان سے آپ کے پرانے مراسم تھے۔ بعد ازاں آپ نے اپنی مسجد خود تعمیر کروائی اور خطابت شروع کر دی۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم 12 ربیع الاول کی رات گاؤں کے چوک میں باقاعدہ ہر سال مولود شریف منایا کرتے تھے۔ صبح عین وقتِ ولادت شریفہ حاضرین کو اپنی حاجات قلبیہ کے لیے دعا کرنے کو کہتے اور خود بھی دعا فرماتے۔ بحمد اللہ تعالیٰ لوگوں کی حاجات پوری ہوتی تھیں۔

ماہر طبیب

تعلیم دین میں طب و جراحت کا علم بھی شامل تھا جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ لہٰذا آپ نے خطابت کے ساتھ ساتھ حکمت بھی شروع کر دی چنانچہ دور دراز علاقوں سے لوگ علاج و معالجہ کے لیے حاضر ہوتے تھے۔

ماما خادم علی جو آپ کے برادرِ نسبتی، خدمت گار اور لنگر خانہ کے پہلے لانگری تھے، وہ فرماتے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنے والے مریضوں میں زیادہ تعداد غرباء و مساکین کی ہوتی تھی آپ جو بھی نسخہ تجویز کرتے تو بفضلِ خدا اس سے شفا نصیب ہوتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر مرض کے عموماً تین نسخہ جات تجویز کرتے اور سب سے سستا اور اعلیٰ نسخہ یاد دوا تجویز کرتے۔ خانقاہ عالیہ قادریہ کھرپیڑ شریف پر مروّج نسخہ جات و تعویذ، آپ کے ماہرِ طب و روحانیت اور خدمتِ خلق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپ علم الجراحت سے بھی خوب واقف تھے جس کے لیے چراغ نائی کو بلا کر فصد کرواتے تھے۔

حامد ولد تاج دین مرحوم (وسطی چک 20 والا) کو خناق کا مرض ہو گیا تو اس کے گھر والے زندگی سے مایوس ہو کر آپ کی بارگاہ میں لے کر آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گلے کے اندر سے فصد کیا اور وہ غبارے کی طرح کی سوزش ٹھیک ہو گئی۔ بعد میں اس کی منشأ پر آپ نے اس کو لسّی پلا دی جو کہ مرض کے بالکل برعکس و متضاد تھی تو

پھر بھی بفضلہ تعالیٰ شفایاب ہو گیا۔

حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ گاؤں شام دین واہگرہ میں غریب نواز دعوت پر مدعو تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے داعی حاجی دوست محمد واہگرہ تھے جو کہ خلیفہ مجاز تھے۔ دعوت سے ایک ہفتہ پہلے غلام حسین نے اپنے والدین یعنی قبلہ حافظ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی زوجہ سے اصرار کیا کہ ان کے ساتھ ہماری دعوت کو بھی آپ قبول فرمالیں تو بصد عجز و نیاز عرض کریں، لہذا تینوں یعنی بیٹا اور والدین کھر پیڑ شریف آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے نظرِ عنایت فرماتے ہوئے دعوت کو قبول کر لیا اور ماما خادم علی کو فرمایا ہم پہلے بصیر پور حاضر ہوں گے بعد میں واہگرہ گاؤں جائیں گے۔ دعوت میں مہلت صرف ایک ہفتہ کی تھی لہذا شب و روز محنت سے تیاری مکمل ہوئی لیکن اسی دوران غلام حسین کی ہتھیلی میں پیپ پڑ گئی اور دونوں طرف سوزش ہو گئی، جب آپ کی آمد ہوئی تو آپ نے سب سے پہلے غلام حسین کے بارے میں استفسار فرمایا کہ ہمارا غلام حسین کہاں ہے؟ جب ان کو حاضر کیا گیا تو انہوں نے بدبو کی وجہ سے زخم رومال سے ڈھانپا ہوا تھا آپ نے رومال ہٹوایا تو حالت بڑی غیر تھی آپ نے فرمایا: "تساں چھوہر دا ہتھ خراب کر دتا جے"

اب نیم کے پتوں کو ابال کر ہاتھ کو دھو ڈالو۔ دعوت کے بعد ہم کھر پیڑ شریف حاضر خدمت ہوئے تو دوبارہ پوچھا ہمارے غلام حسین کا کیا حال ہے تو حافظ صاحب نے عرض کیا (زخم تو ٹھیک ہو گیا ہے لیکن بازو سوکھ گیا ہے) حضرت نے برملا فرمایا "اسیں وی ہوئیے تے بانہہ سُک جاوے ساڈے غلام حسین دی۔ اے کدی نئیں ہو سکدا" جاؤ سرسوں کا تیل لگاتے رہنا بازو ٹھیک ہو جائے گا اور پھر وہ بازو نہ صرف ٹھیک ہوا بلکہ اس میں طاقت بھی دوسرے بازو سے زیادہ ہو گئی۔

حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پرانا لنگر خانہ جہاں سائیں لالہ پاک کی رہائش ہے یہاں پر ایک مریض حاضر ہوا جس کو ہنجیراں (گلے کا خطرناک) مرض تھا آپ نے ماما خادم علی کو بلا کر چیک کروایا تو انہوں نے اس کی دوا کی تیاری پر دو روپے کا خرچ بتایا تو اس مسکین آدمی نے عرض کیا میں تو بڑا نادار و مفلس ہوں اتنا پیسہ میرے پاس تو نہیں ہے اس کی لاچاری کو دیکھ کر آپ نے اس کی مشکل کشائی فرماتے ہوئے فرمایا صرف آم کے اچار والا تیل ہی لگاتے رہنا اِن شاء اللہ آپ مکمل شفایاب ہو جاؤ گے۔

حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں حکیم محمد خالد صاحب آف لیاقت پور بیان کرتے ہیں:

"ایک عورت اپنے نومولود بچے کو سخت سردی کے موسم میں لے کر آئی جس کو نمونیا کا مرض لاحق تھا اور وہ مرنے کے قریب تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو لسی پلا دی تو سب زائرین ششدر تھے کہ ابھی اس کی سانس رک جائے گی۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ اس کو فوراً شفایابی نصیب ہوئی۔"

اولاد

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ساری اولاد میں اپنے والد گرامی کی جھلک نظر آتی تھی سب کی آنکھیں، بولنے کا انداز، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں آپ کے مشابہ تھیں۔ آنکھیں بند کر کے ذکر کرنا، اپنے شیخ کی یاد میں چہرے کے تاثرات اور محویتِ تامہ اپنے والد ماجد کی تربیت، فیضِ نظر اور درویشی پر واضح دلیل تھی۔ حضرت خواجہ محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ صاحبزادوں اور تین صاجزادیوں میں اکثر خصائص مشترک تھے جن کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ اسم با مسمیٰ تھے۔ آپ کی ساری زندگی عفت، عبادت، خدمت خلق، تعلیم دین اور استقامت سے عبارت تھی۔ آپ کے حالاتِ زندگی پر ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ آپ کی ولادت اگست 1927ء کو کھرپیڑ شریف میں ہوئی جب کہ آپ کا وصال 19 اپریل 1995ء میں ہوا۔

پیر محمد فاضل پہلوان رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے جرّی، مدبّر اور غریب پرور شخصیت تھے۔ آپ نے ایف۔اے تک کی تعلیم اسلامیہ کالج، ریلوے روڈ لاہور سے حاصل کی۔ آپ نے اپنے خاندان، پیر خانہ اور لنگر خانہ کے متعلقین کی خدمت واکرام میں پوری زندگی بسر کی۔ آپ لالچ اور طمع سے پاک اور پاک بازی میں اپنی مثال آپ تھے۔ دونوں بھائی یعنی سائیں محمد اشرف لالہ پاک اور پیر محمد فاضل فرمایا کرتے تھے کہ پوری زندگی میں ہماری نظر بھی پلید نہیں ہوئی۔ پیر محمد فاصل نے بلاخوف وخطر زندگی گزاری اور ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف دل میں نہ رکھا۔ حق گوئی میں آپ مشہور تھے۔ پنچائیت میں عدل وانصاف آپ کا بڑا معروف خاصہ تھا۔ اپنے علاقہ، خاندان اور پیر خانہ کے معاملات میں پوری دیانت اور غیر جانبداری سے فیصلے کیے چونیاں کے نواح میں ڈوگر اور آرائیں خاندان کی روایتی دشمنی کو صلح کلی میں تبدیل کرواکے حقداروں کو بطور قصاص زمین وغیرہ دلوائی اور اسی رات آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ نے اہل علاقہ کی خدمت واصلاح میں عمر بسر کی۔

آپ کا وصال 30 مئی 2005ء کو چونیاں کے قریبی گاؤں ”نین وال خالصہ“ میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بھتیجے حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ آپ کے جنازے پر مئی کی سخت گرمی کے باوجود رحمت کی برسات کا برسنا آپ کی خلوصِ نیت اور خدمتِ خلق کا نتیجہ تھا۔ آپ کے تین صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں ہیں۔

پیر محمد افضل اول رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے یہ صاحبزادے بچپن میں وصال فرما گئے تھے۔ محمد جنید بن خواجہ سائیں سر دار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ آرام فرمارہے تھے تو پیر محمد افضل کی آہٹ سے آپ بیدار ہوگئے۔ کہنے لگے سائیں جی میں نے تو شور نہیں کیا بلکہ دوسروں کے شور سے آپ بے آرام ہوئے ہیں۔ سائیں شیر پاک فرمانے لگے: ڈھولو! مجھے معلوم ہے کہ آپ نے تو مجھے بیدار نہیں کیا، نہ ہی زحمت دی ہے اور آپ مسکرانے لگے۔ پیر محمد افضل عرف بگا کا نام اسی بچے کی یاد میں رکھا گیا تھا۔

پیر محمد افضل ثانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت 1937ء کو کھرپیڑ شریف میں ہوئی۔ آپ نے بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی تک تعلیم حاصل کی۔ آپ نے پتوکی سے میٹرک اور اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور سے ایف۔ اے کیا۔ آپ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں پی۔ ایس۔ آئی یعنی بطور پراسیکیوٹر بھرتی ہوئے۔ آپ دیانت داری، سادگی اور خلوص وللّٰہیت میں اپنی مثال آپ تھے۔ محکمہ اینٹی کرپشن میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ محکمہ پولیس میں آپ کی دیانت داری غیر جانب داری اور دبنگ فیصلہ سازی بطور ضرب المثل معروف تھی۔

سیّد العالمین کا فرمانِ عالی شان ہے

"کُنْ فِی الدُّنْیا کَاَنَّکَ غَرِیبٌ، أَوْعَابِرُسَبِیلٍ"

ترجمہ:۔ یعنی دنیا میں مسافر اور پردیسی کی طرح مال ومتاعِ دنیا میں دل نہ لگانا۔

حضرت پیر افضل صاحب کی زندگی اس حدیث مبارکہ کی تشریح کرتی تھی۔ آپ درس مثنوی مولوی معنوی کے دوران اپنے والد گرامی کے سامنے مثنوی شریف کے اشعار بھی ترنّم میں پڑھا کرتے تھے کیونکہ آپ کو اللہ پاک نے خوبصورت آواز عطا فرمائی تھی۔ بوقت وصال آپ نے تحریر فرمایا:

فقیر بے تدبیر مہمان تقدیر　　　آزاد از ہمہ زنجیر

آپ کا وصال 2009ء کو لاہور بیگم کوٹ میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت خواجہ سائیں سر دار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کھرپیڑ شریف میں پڑھائی۔ آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادہ ہے۔

حاجی محمد اشہب صاحب

آپ کھرپیڑ شریف میں پیدا ہوئے۔ چوتھی جماعت تک ابتدائی تعلیم کھرپیڑ شریف میں حاصل کی اور

میٹرک پتوکی سے کیا۔ آپ نے بھی اسلامیہ کالج لاہور سے ایف۔ اے کیا اور پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی، ایم۔ اے سیاسیات اور ایم۔ اے تاریخ کرنے کے بعد آپ نے وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ نے تمام عمر رواداری، دیانت اور محنت سے گزاری۔

حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

آپ نے اپنے مرشد حضرت سیّد سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بچپن میں بیعت کی تو حضرت نے آپ کو فرمایا "مجھے غلامی یعنی ملازمت سے نفرت ہے۔"

تو مرید نے بھی عزمِ مصمّم کر لیا۔ چنانچہ ایڈیشنل سیشن جج کے عہدے کی پیش کش کو دو مرتبہ ٹھکرایا۔ آپ لاہور بیگم کوٹ میں مقیم ہیں۔ آپ کے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایک دفعہ میرے ساتھ شیخ الحدیث والتفسیر تصویرِ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبد الحکیم شرف قادری بیگم کوٹ تشریف لے گئے۔ پیر محمد افضل اپنی سادگی اور تکلف سے پاک زندگی گزارتے تھے۔ وہ اپنے گھر میں اپنے غلہ (گندم) کو خشک کر کے اس کی صفائی خود کر رہے تھے۔ جبکہ دوسرے چچا محمد اشہب صاحب اپنے چیمبر میں مثنوی مولانا روم کا مطالعہ کر رہے تھے۔ دونوں کی اس حالت کو دیکھ کر استادِ محترم فرمانے لگے۔

"ان دونوں بھائیوں کو اپنے والد اور آستانہ کی عزت و عظمت کا پورا احساس ہے اور ایک بڑے باپ کی اولاد ہونے کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔"

کرنل محمد ارشد صاحب

آپ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے پرائمری تک تعلیم کھرپڑ شریف سے حاصل کی اور میٹرک کا امتحان پتوکی میں اپنے ماموں غلام دستگیر کی سرپرستی میں امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ ایف۔ اے اور بی۔ اے لاہور سے کیا۔ آپ ماسٹر ڈگری یعنی ایم۔ اے کے دوران پاکستان آرمی میں بطور لیفٹیننٹ بھرتی ہوئے۔

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کرنل ارشد صاحب بچپن میں ایک دفعہ بیمار ہو گئے۔ سائیں حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بابا مست کو ان کی طرف بھیجا تو بابا مست رحمۃ اللہ علیہ (جن کا مزار دربارِ عالیہ کھرپڑ شریف میں مغرب کی طرف ہے) نے کرنل ارشد صاحب کو دیکھ کر فرمایا "تم ابھی سے بیمار ہو گئے ہو ابھی تو تمھیں کرنل بننا ہے" پھر بعد میں ایسا ہی ہوا کہ ارشد صاحب کرنل کے عہدہ پر فائز ہوئے اور اسی عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔

دربارِ عالیہ کھرپیڑ شریف کی تعمیر میں محبت اور رضاکاری سے خوش ہو کر آپ کے بڑے بھائی سائیں لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے لیے دعاء فرمائی

"ویر اس خدمت پر رب العالمین آپ کو فوجی افسر بنادے"۔ چنانچہ یہ فرمان بعینہٖ ثابت ہوا۔ بعد میں آئی ایس ایس بی ریکروٹمنٹ میں بطور ممبر کمیشن فائز رہے۔ 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں اسیر انِ ہند میں بھی رہے۔ آپ کے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

اولاد کی تربیت

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی اولاد کو ایک ہی برتن میں کھلاتے اور فرماتے کہ ایک برتن میں اکھٹے کھانا کھانے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ آپ اپنے سب بچوں کو رات سوتے وقت اپنے پاس بلا کر ہر رات کسی نہ کسی نبی یا پیغمبر کی زندگی کے واقعات سناتے اور پند و نصائح فرماتے تھے۔ آپ کی اولاد کی خصوصیات میں سادگی اور دنیاوی عروج کے باوجود سادہ لوحی اور طرزِ بود و باش کو عام رکھنا نمایاں تھا۔ بڑے کو باپ کے قائم مقام رکھنا اور چھوٹوں کو اولاد کی جگہ سمجھنا ان کا خاصا تھا۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ چونکہ خواتین کو بہن پکارتے، خواہ بڑی ہو یا چھوٹی اپنی بیٹیوں کو بھی بہن کہہ کر پکارتے۔ اسی طرح بیٹوں کو ویر اور بڑوں کو لالہ جی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر "لالہ جی" کے لقب سے معروف رہے کیونکہ آپ کے بھائی آپ کو لالہ جی پکارا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ گھر میں اپنی صاحبزادیوں کو خود قرآن کریم کی تعلیم دیتے اور فارسی پڑھایا کرتے تھے۔

مشترک خصائص

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں اکثر خصائص مشترک تھے۔ جن میں سب سے زیادہ قابلِ ذکر اپنے پیر خانہ سے والہانہ عقیدت ہے۔ پیر خانہ کی بڑی خدمت کرنے کے بعد بھی ان کا ممنون رہنا"یہ ان کی غریب نوازی ہے جنہوں نے ہماری خدمت قبول کی"۔

حضور سائیں کھوہ پاک شریف والوں کا اسم گرامی زبان پر لاتے ہی ان کے چہروں کے تاثرات اور نظروں کی عقیدت قابلِ دید و تقلید ہوتی تھی۔

اپنی ہر صلاحیت و قابلیت کو اپنے شیخ کی عطا اور صدقہ سمجھتے۔ آپ سب میں اپنے پیر خانہ کی حاضری اور خدمت کے وقت فناء فی الشیخ کی مکمل جھلک نظر آتی تھی۔ آپ کی تینوں صاحبزادیاں جو دارِ فانی سے رخصت ہو گئی ہیں، اُن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ریاضت و عبادت اور ادبِ مرشد سے عبارت تھا۔ خصوصاً آپ

کی چھوٹی صاحبزادی جنہوں نے اپنی تمام عمر کھریپڑ شریف کے لیے وقف کر دی تھی۔ گھر میں تمام عمر روزانہ اپنے شیخ حضرت سائیں غلام رسول شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کا اہتمام کرنا، پیر خانہ سے منسوب تبرکات کی حفاظت کرنا، ہر وقت تصورِ شیخ میں مستغرق رہنا انہی کا خاصا رہا ہے۔ ان کی زندگی کے آخری لمحات (جس کا راقم بھی شاہد ہے) آخری الفاظ کلمہ طیبہ اور رسول محتشم کو نداء کے ساتھ ان کی روح پرواز کرنا بھی انہی پاک باز خواتین کا خاصا تھا اور ان کا مقصدِ حیات صرف ذکرِ الٰہی، خدمت خلق اور غریب نوازی تھا۔

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سائیں لالہ پاک اکثر فرمایا کرتے تھے حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری وصیت میں بھی اپنی اولاد کو فتح پور شریف کا راستہ نہ بھولنے کی تاکید فرمائی اور فرماتے اس راستے کی دھول پر قدموں کے نشانات مٹنے نہیں چاہییں۔

راہِ سلوک

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلس میں بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے ننھیال قادر آباد انڈیا کے رہنے والے تھے۔ جب حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم رحمۃ اللہ علیہ تعلیم مکمل کر کے گھر واپس تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ننھیال تشریف لے گئے وہاں آپ کی ملاقات ایک خاتون سے ہوئی۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ (مائی) خاتون جو ہمارے سسرال رہتی تھی وہ اپنے پاس کتے رکھتی تھی لیکن اس کے باوجود ہمارے خاندان والے اس مائی کے ساتھ گہری محبت رکھتے تھے۔ اُسے طرح طرح کی اشیاء مثلاً پراٹھے، مکھن اور دودھ وغیرہ کھانے کے لیے پیش کرتے۔ وہ خود بھی ان کو کھاتی اور کتوں کو بھی کھلاتی۔ جب میں نے یہ عمل دیکھا تو میں نے اپنے خاندان والوں سے کہا "یہ غیر شرعی عورت ہے۔ اس کے کپڑے بھی ناپاک ہیں اور اس کے ہاتھ پاؤں بھی ناپاک ہیں۔ لیکن تم اس کو بزرگ سمجھتے ہو اور اس کی خدمت کرتے ہو؟" یہ بات سن کر خاندان والوں کی محبت میں کمی آگئی۔ جب اس خاتون نے اس کمی کو محسوس کیا تو اس نے کہا "تم مجھ سے محبت کرتے تھے اب میرے ساتھ تمہاری محبت پہلے جیسی نہیں رہی۔ تمہاری وہ پہلے والی محبت کہاں گئی؟" خاندان والوں نے جواباً کہا کہ ہمارے مولوی صاحب نے ہمیں بتایا ہے کہ تم غیر شرعی عورت ہو اور تمہارے ہاتھ، پاؤں اور کپڑے ناپاک ہیں۔ خیر، وہ یہ بات سن کر چلی گئی۔ پھر جب وہ عورت دوبارہ واپس آئی تو اس کے ساتھ کتے بھی موجود تھے وہ پوچھنے لگی "تمہارے مولوی صاحب کہاں ہیں؟" آپ فرماتے ہیں کہ جب میرا اس عورت سے سامنا ہوا تو اس نے مجھے کہا "مولوی صاحب! میں تو غیر شرعی عورت ہوں آپ مجھے یہ بتائیں کہ وہ لوگ جو تمام عمر علم پڑھاتے ہیں، علم پڑھتے ہیں، جمعہ پڑھاتے، خطبے دیتے ہیں، ان کے مرنے کے بعد ان کی قبور پر کوئی بھی دیا (چراغ) کیوں نہیں؟ اس کی کیا وجہ ہے؟" میں نے تو ساری عمر نجاست (ناپاکی)

میں گزار دی لیکن جو تمام عمر پاک رہے ان کے مرنے کے بعد ان کی قبور پر دیے (چراغ) کیوں نہ جلائے گئے؟ خیر، اس مائی نے مجھے بتایا کہ جو علم تم پڑھ رہے ہو وہ علم نہیں ہے۔ علم تو اور چیز ہے اسے جا کر پڑھو۔ یہ علم جو تم نے پڑھا ہے، وہ تو مثل پیسوں کے ہے۔ سامان تو کچھ اور ہے۔ یہ پیسے دے کر کسی فقیر سے علم حاصل کرو جیسا کہ کسی شخص نے روٹی کھانی ہو تو وہ پیسے دے کر روٹی خریدے گا، وہ پیسے نہیں کھا سکتا۔ اگرچہ اُس کے پاس پیسے موجود ہوں تو پھر بھی وہ اپنی بھوک نہیں اُتار سکتا جب تک وہ کسی دکان پر جا کے پیسے دے کر روٹی نہ لے لے۔ لہٰذا تیرے پاس جو علم ہے وہ اصل علم نہیں ہے۔ اس علم کو کسی فقیر کے پاس لے جاؤ اور اس سے اصل علم لے لو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مائی کی اس بات نے مجھ پر گہرا اثر کیا اور میں فقیروں کی تلاش میں لگ گیا۔ (یہی روایت حکیم محمد تصدق رسول اپنے والد عصمت اللہ طاہر سے نقل کرتے ہیں۔)

تلاشِ مرشد

مولانا محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ اور مرشدِ کامل کی تلاش میں نکلے تو آپ چھ خانقاہوں پر حاضر ہوئے ان میں کسان والا اوکاڑہ کے قریب بابا فتح اللہ عرف "بابا فتولہ" کے پاس بھی حاضر ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد تشفّی نہ ہونے کی وجہ سے انحراف کر لیا اور ان سے تکرار بھی ہوئی۔ پھر شرقپور شریف میں میاں شیر محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی تشریف لے گئے۔ میاں صاحب جلالی تھے اور شریعت پر سختی سے کاربند تھے۔ میاں شیر محمد شرقپوری آپ کی بڑی عزت و توقیر فرماتے تھے۔ انہوں نے آپ کو لکڑی کا ایک تعویذ دان بھی دیا جو اب تک آپ کے تبرکات میں محفوظ ہے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی فقیروں کی تلاش میں نکل پڑے تو انہیں ایک فقیر ملا۔ اس نے کہا "کنویں کی منڈیر پر بیٹھ کر یہ وظیفہ کرو تو آپ کو حضور غوث پاک ملیں گے۔ جو پوچھنا ہو ان سے پوچھ لینا۔" آپ فرماتے ہیں کہ میں منڈیر پر بیٹھ کر وہ وظیفہ کرنے لگا جو اس نے بتایا تھا اور اسی طرح چالیس دن گزر گئے۔ نہ کوئی غوث ملا، نہ کوئی اور بس ہمارا کوئی کام نہ بنا۔ جب ہم نے جا کر اس سے پوچھا تو اس نے کہا "مجھے یاد بھول گیا تھا کہ اس وظیفہ کے دوران لہسن نہیں کھانا تھا۔ تم لہسن کھاتے رہے ہو، اس وجہ سے تمہارا کام نہیں ہوا"۔

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ یہ سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد یہ شعر پڑھا کرتے

ے "آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی ۔۔۔ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی"

آپ فرماتے ہیں کہ یہ تو لومڑپن ہوا نا کہ تم لہسن کھاتے رہے ہو۔ آخر میں ازلی تقسیم پر نصیب روشن نے یاوری فرمائی تو حضرت پیر سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری فتح پوری (بنگلہ گوگیرہ) کی بارگاہ میں حاضر ہو کر

بیعت کی اور جلد ہی خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے گیارہ خلفاء میں سب سے آخری اور تمام پہلوؤں کا فخر ثابت ہوئے۔

آخر آمد بود فخر اولین

باب دوم

بعد از بیعت و خلافت

ساتھوں ہادی دی نکیۓ مُول لہندی ہِکّے نظر کیتا بیڑا پار بیلی

شالا شیر محمد وقت نزع سوہنے یار دا مِلے دیدار بیلی

مکتوبات عشق

حضرت پیر سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت

آپ کی ولادت ایک محتاط اندازے کے مطابق 1862ء کو چاہ پیر والا موجودہ کھوہ پاک شریف میں ہوئی۔

بچپن

آپ بچپن میں ہی بڑے حسین و جمیل تھے۔ پیشانی میں ولایت کا نور روشن تھا۔ باادب، نیک طبیعت اور بڑے ذہین و فطین تھے۔

تعلیم

بابا محمد شریف بیان کرتے ہیں کہ سیّد سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے باباسائیں سیّد شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خود بتایا کہ
"ایک دن میں اپنے استاذ سے سبق پڑھ رہا تھا تو ایک مست فقیر آیا اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ ابھی کچھ پڑھنے میں کسر رہ گئی ہے۔ اس نے یہ الفاظ دو تین بار دہرائے پھر استاذ کی طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ اسے تم کیا پڑھاتے ہو؟ یہ تو پڑھا ہوا ہے۔ تم اپنی استادی اپنے پاس رکھو"۔ یہی وجہ تھی کہ بظاہر آپ نے باقاعدہ کسی سے تعلیم حاصل نہ کی لیکن لکھنے پڑھنے میں آپ کو مہارتِ تامّہ حاصل تھی۔ جس پر دلیل آپ کی شہرہ آفاق کتاب "مکتوبات عشق" ہے۔

علمی مقام

آپ نے مروّجہ دینی تعلیم حاصل نہیں فرمائی لیکن ذوقِ مطالعہ اتنا تھا کہ ایک اونٹ آپ کی کتب اٹھاتا تھا پھر جب آپ کے پاس غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتح الربانی آئی تو آپ نے اسی پر ہی اکتفا کیا اور اسی سے ہی درس دیا کرتے تھے۔ بابا محمد شریف بیان کرتے ہیں کہ جب میں فتح پور شریف آپ کے کتب خانے کی صفائی کے لیے جایا کرتا تھا تو میں نے خود اس بات کا مشاہدہ کیا کہ آپ کے زیرِ مطالعہ کتب کی تعداد اتنی تھی کہ اسے ایک اونٹ اٹھا سکتا تھا۔

بیعت و خلافت

آپ کی والہانہ ارادت اور کامل اخلاص کے پیشِ نظر:

آفتاب شریعت محمدیہ، ماہ طریقت قادریہ، نائب غوث الثقلین فی الہند،

فرد الافراد، غوث الاغواث، قطب ارشاد، حقیقت الحقائق، حضرت اعلیٰ،

قطب الاقطاب سیّد سائیں قطب علی شاہ بخاری قادری

حضور سائیں قطب عالم پیر محلوی قدس اللہ سرہ المعنوی

نے آپ کو 10 صفر 1308 ہجری بمطابق 24 ستمبر 1890 عیسوی بروز بدھ کو اپنی غلامی میں قبول فرمالیا۔ حضور سیّد شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ مرید ہونے کے بعد دربار شریف کی کچی مسجد اور ساتھ والے جنگل میں ذکرِ اسمِ ذات اس طرح کرتے کہ لوگوں کو گمان ہوتا کہ کوئی جنگلی شیر بول رہا ہے۔ جب اس واقعہ کا علم حضرت قطب عالم کو ہوا تو آپ نے فرمایا "وہ کوئی جنگلی شیر نہیں بلکہ میرا شیر ہے۔"

1310 ہجری بمطابق 1892 عیسوی کو بارگاہ قطبِ عالم سے خرقۂ خلافت عطا ہوا۔ اور آپ ہی وہ شخص ہیں، جن کو خلیفۂ اعظم کے لقب سے نوازا گیا تھا۔

والہانہ عشق

پیر اور مرید کی والہانہ محبت داستانِ عشق بن کر لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو گئی اور ایک ضرب المثل بن گئی گویا کہ ایک جان، دو قالب تھے۔ حضور شیر یزدانی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

"دو تن اتوں اکو من وچوں آہاسن مثل رانجھے ہیر بیلی"

میاں کریم بخش ہراج کی روایت میں ہے: "اس زمانے میں درویشوں کا یہ ایمان ہوتا تھا کہ جو قطبِ عالم رحمۃ اللہ علیہ اور شیر ن پاک رحمۃ اللہ علیہ کو دو سمجھے وہ بے ایمان ہے۔" محبت و عقیدت کے سلسلے یہاں تک بڑھے کہ حضرت قطبِ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تمام گھرانہ حضور شیر یزدانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیعت کروایا۔

اولاد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ اولاد آپ کے اکلوتے فرزند سیّد سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے جاری ہوا۔ جبکہ آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادی بھی تھیں۔

بابا محمد شریف بیان کرتے ہیں کہ سیّد سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "بچپن میں ایک دن مجھے عقدہ پڑ گیا کہ نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی ولی۔ یہ باتیں بنائی ہوئی ہیں۔ اسی کشمکش

میں پندرہ دن گزر گئے۔ آخر کار پندرھویں دن کی پچھلی رات میں ڈیوڑھی سے گزرا تو بابا سائیں وہیں تشریف فرما تھے۔ میری آہٹ سن کر پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے اپنا نام عرض کیا تو آپ فرمانے لگے کہ میں نے سمجھا کہ شاید کسی درویش کو چارپائی نہ ملی ہو گی۔ اسی دوران میں نے اپنا عقدہ پیش کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا ہم تیرا عقدہ حل کر دیں؟ میں نے عرض کی جی ضرور۔ پھر میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان بابا سائیں ہی بابا سائیں ہیں اور کوئی چیز نہیں ہے۔ جدھر دیکھتا ہوں روشنی ہی روشنی ہے۔ تو میں فوراً بابا سائیں کے قدموں میں گر پڑا اور عرض کی "جناب کی شان کو یا آپ کا پیر دیکھتا ہے یا میں"۔ اس طرح میرا عقدہ حل ہو گیا۔"

حضرت سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ فیاضی، دریا دلی میں معروف ہونے کے ساتھ ساتھ سیف اللسان فقیر بھی تھے۔

خلفاءِ کرام

حضرت سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ اشخاص کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ اس کی تفصیل منظوم اشعار کی صورت میں حضرت پیر سید سردار علی شاہ بخاری دھڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تحفۂ عرفانی" میں تحریر فرمائی ہے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجالس میں فرمایا کرتے تھے "لوگ کہتے ہیں کہ سائیں شیر پاک نے (ڈھینگروں پر آٹا گرایا ہے) یعنی آپ ہر آنے والے کو نوازتے چلے گئے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ایسے لوگوں کو یہ جواب دیتا ہوں کہ جس کے پاس جتنا زیادہ فیضان ہوتا ہے وہ اس قدر ہی تقسیم کرتا ہے اس لیے سید سائیں شیر محمد گیلانی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شایانِ شان سب کو نوازا ہے۔"

وصالِ باکمال

بابا محمد شریف بیان کرتے ہیں:

"روزِ وصال آپ قبلہ رو لیٹے ہوئے تھے۔ اچانک فرمایا: سامنے سے ہٹ جاؤ۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر پیشانی پر رکھے اور فرمایا: بسم اللہ، حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ بعد ازاں فرمایا: بس اب تمہاری ہماری اللہ اللہ، آج ہم چلے جائیں گے۔ جو بات تم نے کرنی ہے، کر لو۔ تمام لواحقین اور متوسلین نے معافیاں طلب کیں اور آپ نے ہر ایک کو بتدریج معافی دینے کے بعد بے حد دلجوئی فرمائی اور محبت فی اللہ، توکّل علی اللہ اور ترکِ ماسواء اللہ کی ہدایت فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بروز پیر بوقت عصر 13 ذیقعد 1350 ہجری بمطابق 21 مارچ 1932ء کو وصال فرما گئے۔ دوسرے روز (منگل) کو فتح پور شریف میں تدفین ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک مرجع خلائق ہے۔

کششِ مرشد

مولانا محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مستری بابا فتح دین 9 ون آر ڈیڑھ شریف کا رہائشی تھا جو کھرپڑ شریف گاؤں کی مسجد کے دروازے کی ڈاٹ تعمیر کر رہا تھا۔ ایک دن اس نے مکتوباتِ عشق سے ایک شعر پڑھا، وہ شعر یہ تھا:

جے تو میریاں اکھیاں نال ویکھیں ساگی دِس دی اے ذات خدا بیلی

اس شعر کو سن کر بظاہر تو خلافِ شرع بات سمجھ کر اعتراض کی نظر کیا۔ لیکن دل میں کشش پیدا ہوئی۔ تو مستری فتح دین اور اپنے بڑے بھائی کو ساتھ لیا، فتح پور شریف کی طرف رختِ سفر باندھا۔

مکتوباتِ عشق

مکتوباتِ عشق دراصل شعری صورت میں لکھے گئے خطوط کا مجموعہ ہے جو حضرت سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشدِ کامل، قطبُ الاقطاب، سیّد قطب علی شاہ بخاری پیر محلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے رازِ حقیقت اور اپنے احوال کا ذکر بیان فرمانے کیلئے لکھے تھے۔ ان کو آپ کے پیر خانے نے جمع کر کے ایک کتاب کی شکل دے دی، جو آج مکتوباتِ عشق کے نام سے معروف ہے۔

فتح پور شریف کی طرف رختِ سفر

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ جب فتح پور شریف جا رہے تھے تو بنگلہ گوگیرہ پہنچ کر آپ نے ایک گھر میں قیام کیا۔ وہ لوگ مستری فتح دین کے تعلق دار تھے۔ رات کو گفتگو چلی تو حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا۔ اس گھر والی عورت نے منع کیا کہ آپ وہاں نہ جانا، کیونکہ وہ فقیر خلافِ شریعت ہے۔ دراصل وہ عورت علاقائی تعصّب یا کوئی بدگمانی کا شکار تھی۔ بہر حال آپ جناب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات

حکیم محمد تصدق رسول بن عصمت اللہ طاہر بیان کرتے ہیں کہ سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر پہلی نگاہ ڈالی تو نگاہِ کیمیاء نے اثر کیا۔ سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لوگوں کا جمِ غفیر تھا۔ لوگ آپ کے ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ لے رہے تھے۔ چونکہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ عالم دین اور مناظر تھے اس لیے یہ تمام رسومِ عقیدت آپ کو ناگوار گزرتی رہیں آپ نے شام تک انتظار کیا لیکن ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ چونکہ آپ کے ساتھ آپ کے بڑے بھائی تھے جن کے ذمہ گاؤں اور گھر کے

معاملات تھے۔ اُن کو نمٹانے کی غرض سے آپ نے واپس آنے کا ارادہ کیا اور واپس چل دیے۔

سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کو ملاقات کیلئے طلب کرنا

حکیم محمد تصدق رسول بن عصمت اللہ طاہر بیان کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ابھی بنگلہ گوگیرہ تک پہنچے تھے کہ ادھر سید سائیں شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے درویشوں سے دریافت کیا: وہ جو دو مولوی صاحب تشریف لائے تھے، وہ کدھر گئے؟ جب درویشوں نے عرض کی: وہ تو جا چکے ہیں۔ آپ نے واپس لانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ درویش حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ آپ کو بنگلہ گوگیرہ سے واپس جناب کی بارگاہ میں لے گئے۔ آپ نے سید سائیں شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے علیحدہ ملاقات کیلئے عرض کی۔ جناب نے فوراً ہی اجازت دے دی اور ڈیوڑھی مبارک کے ساتھ والے کمرے میں بلوا کر کرسی (پیڑھی) پر بٹھایا۔

سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کا مکالمہ

حکیم محمد تصدق رسول بن عصمت اللہ طاہر بیان کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجالس میں بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا "مولوی صاحب بات یہ ہے آپ نے صرف چار مرتبہ آنا ہے اگر بات نہ بنے تو نہ آنا۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی جناب لوگ آپ کے ہاتھ پاؤں کو کیوں بوسہ دیتے ہیں؟ آپ کو سجدہ کیوں کرتے ہیں؟ تو سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں ہوا؟ یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیوں ہوا؟ ہم نے کب کسی کو کہا کہ ہمارے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دو ذرا آپ ان سے پوچھو یہ کیوں بوسہ دیتے ہیں؟ کیا ان کے بوسہ دینے سے ہمیں کوئی فائدہ ہوتا ہے یا ان کو کوئی فائدہ ہوتا ہے؟ ان لوگوں سے پوچھ لو اگر ہم نے کبھی کسی کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہو بلکہ یہ تو خود ہی آتے ہیں۔ ہمارے پاؤں پر چھ ماہ سے زخم ہے اور یہ مندمل نہیں ہو رہا کیونکہ بوسہ دینے والے زخم کو ٹھیک نہیں ہونے دیتے اور ہمیں اذیت دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب کیا آپ نے قرآن مجید میں ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے کی آیت مبارکہ پڑھی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاں میں جواب دیا تو فرمانے لگے کہ جس کے باپ کو فرشتوں نے سجدہ کیا ہو کیا اس کی اولاد اور بیٹے کے ہاتھ، پاؤں چومنے کی بھی اجازت نہیں ہے؟

جب آپ نے سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی ہے تو آپ نے عرض کی جناب مرد کیلئے سونا پہننا حرام ہے۔ سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی صاحب قرآن مجید میں جنتیوں کے لباس میں سونے کے کنگن پہننے کا ذکر ہے یا نہیں؟ جس پر آپ خاموش ہو گئے۔

سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اپنے جنتی ہونے پر کوئی شک نہیں اس لیے میں نے یہ پہن رکھی ہے۔اس جواب پر آپ بالکل خاموش ہو گئے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اس جواب نے میرے دل کی کایا پلٹ دی بلکہ میرے سارے علم و فضل کو فقیر نے پاش پاش کر دیا۔" سیّد سائیں شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی صاحب سر دے کر یہ علم و فضل حاصل ہو جائے تو یہ بہت سستا سودا ہے۔ آپ نے فوراً عرض کی کہ جناب مجھے بیعت فرمالیں۔اس پر جناب نے فرمایا کہ دوبارہ حاضر ہونا، جب تشفّی ہو تو بیعت ہو جانا۔ حضرت خواجہ محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بار بار عرض کرتا رہا اور جب آپ گھر میں داخل ہونے لگے تو میں نے عرض کی اگر آپ مجھے بیعت نہیں فرماتے اور میری موت واقع ہو جاتی ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ اس بات پر جناب مسکرادیے اور فرمایا کہ آپ تشریف لے جائیں اور تین دفعہ آنے کے بعد بیعت ہو جانا اور مزید فرمایا کہ مولوی صاحب جاتے جاتے بھی آپ نے مناظرہ ہی کیا ہے۔

بیعت و خلافت

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلس میں فرماتے ہیں کہ جب سیّد شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اصل بات سمجھائی تو ساتھ ہی فرمایا "جاؤ، اب لہسن کھاتے رہنا جو بات ہم نے آپ کو بتائی ہے آپ کو خود پتہ چل جائے گا" حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ عرض گزار ہوئے جناب آپ نے ہمیں فقیر تو بنا دیا ہے لیکن اس علاقہ میں فقیروں کو کوئی جانتا ہی نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس مٹی کے مٹکے بنتے ہوں کمہار اسے دور دور سے لے آتے ہیں یہ نہیں کہ اپنے ہی گاؤں کی مٹی سے مٹکے بنتے رہتے ہیں۔ جس جگہ کے بنتے ہوں، وہاں سے ہی مٹی آتی ہے آپ وہاں جائیں لوگ آتے رہیں گے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے صرف تین ماہ بعد 1930ء میں آپ کو خلافت عطا فرمادی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے گیارہویں اور آخری خلیفہ تھے۔عطائے خلافت کے صرف دو سال اور سات ماہ بعد سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا 1932ء میں وصال با کمال ہو گیا۔ بیعت اور خلافت عطا ہونے کے بعد آپ مسلسل فتح پور شریف آتے جاتے رہتے کسی نے پوچھا مولوی صاحب آپ اکثر اس راستے پر جا رہے ہوتے ہیں تو فرمایا کہ مجھے بہت کم مہلت اور بہت تھوڑا عرصہ ملا ہے۔اس لیے اس مقدس راستے کے نشانات پر خود کو اور اپنی اولاد کو عادی بنا رہا ہوں۔

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری

رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ مولوی صاحب مانگو کیا مانگتے ہو؟ اس جوشِ رحمت پہ آپ نے قدموں میں سر رکھ کر عرض کی کہ اسے قبول فرمالیں۔ سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی عاجزی اور مخلصانہ نیاز مندی کا یہ انعام عطا فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علی الاعلان فرمایا کہ "جس نے مجھے دیکھنا ہو وہ مولوی صاحب کو دیکھ لے" اور بعد میں کئی درویشوں کو خود کھر یپڑ شریف بھیجا۔

حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ سیّد غلام محی الدین گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ بابا سائیں سیّد غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا غلام محمد جلو آنوی رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے بابا سائیں کو عرض کرکے خلافت عنایت کروائی۔ حضرت سیّد سردار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو پیر محل شریف کا ادب کرنے سے خلافت عنایت ہوئی۔ لیکن مولوی صاحب یعنی حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ پر بابا سائیں نے خود مہربانی فرمائی۔

حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلافت و اجازت کے بعد حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ جناب جس جگہ میں رہائش پذیر ہوں وہاں بدعقیدگی بہت زیادہ ہے یہ میرا بیعت والا مشرب وطریقہ بہت مشکل ہے تو سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "تم لوگوں کو ذکر بتانا اور بیعت کرنا کوئی کمی نہ رہے گی" اور فرمایا کہ "کستوری کی خوشبو میں لوگوں کیلئے کشش ہوتی ہے۔"

بابا احمد دین (چک وسطی) اور محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ واپسی پر واں رادھارام آئے تو جس جگہ آج کل فوجیوں کا مربع ہے اس جگہ ایک ون کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے غالباً اسی جگہ فوجی ٹاور موجود ہے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پرندے میرے اوپر آکر چہچہانے لگے اور میرے اردگرد بیٹھنے لگے تو مجھے یقین ہوگیا کہ خلقِ خدا کا رجوع میری طرف ہوگیا ہے۔

سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے قبولیت

حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ "میں نے حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے گیارہ جگہ پر بیعت کی۔ لیکن قلبی تسکین حاصل نہ ہوئی۔ اسی تلاش میں، مَیں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور وہاں تیس دن تک قیام کیا تو خواجہ صاحب بیداری کی حالت میں مجھ پر ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ "آپ کا حصہ ہمارے پاس نہیں آپ کا پیر ظاہر ہوگیا ہے آپ وہاں چلے جائیں" تو

آپ نے واپسی کا رخت سفر باندھا۔ جب آپ کھریپڑ شریف کے قریبی گاؤں چک نمبر 22 کے جنگل میں پہنچے تو رات ہو گئی۔ آپ نے جنگل میں ہی رات گزارنے کا ارادہ کیا اور سو گئے۔ رات کو خواب میں حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ ''پہلے تم اجمیر شریف تک کا سفر کر آئے ہو اور اب قریب آ کر سو گئے ہو'' آپ فوراً بیدار ہوئے اور صبح فجر کے بعد جناب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مرید صادق ہوئے اور اپنے ہادی کی نظر کیمیا کے اثر سے کئی کتابوں کے مصنف ہوئے۔ آپ حقائقِ تفسیر کو بھی جانتے تھے اور بڑے سیف زبان اور علم لدنّی سے مستفیض تھے۔ یہ سب ان کے رہبر کامل کی نظر کامل پر برہانِ صادق ہے۔ جس کا اثر کچھ یوں ہوا کہ سائیں لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنی مجالس میں فرمایا کرتے تھے کہ ''جس نے مجنوں نہیں دیکھا وہ حافظ صاحب بصیر پور والے کو دیکھ لے، حافظ صاحب اللہ پاک کی ذات کے عاشق ہیں اور اسی عشق میں مجنوں ہیں۔''

قُبولیتِ مرشد

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلس میں بیان فرماتے ہیں کہ جب سیّد شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے تاجِ خلافت آپ کے سر پر سجایا تو کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ ہم کئی برسوں سے مسلسل آپ کی خدمت میں ہیں۔ حتیٰ کہ آپ کے گھوڑوں کی لِید تک صاف کرتے ہیں۔ لیکن اس مولوی کو آپ نے آتے ہی خلافت سے سرفراز فرما دیا ہے۔ تو اس پر آپ نے فرمایا کہ ''مولوی صاحب ہمیں اپنی طالب علمی کے واقعات سناؤ'' تو آپ نے عرض کی کہ میں نے مسلسل سات سال تک صرف مکئی کی روٹی اور چنے کی دال کھا کر گزارہ کیا اور طلبِ علم میں کوشاں رہا۔ اسی طرح پورے اٹھائیس سال کی سرگزشت سنائی۔

سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے درویشوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نے سنا مولوی صاحب 28 سال تک صرف میری تلاش کی جدو جہد کرتے رہے اور تمام آزمائشیں جس طرح زلیخا نے تلاشِ یوسف علیہ السلام میں برداشت کیں اس طرح انہوں نے بھی حُبِّ الٰہی، اور رہبر کامل کی تلاش میں برداشت کیں۔'' پھر آپ نے فرمایا کہ ''آپ بھی (یعنی درویش) اتنا عرصہ لنگر خانہ رہے لیکن تم نے ناز و نعمت کے ساتھ زندگی گزاری۔ ہر قسم کی خوراک عزت و سلام اور تحائف سے نوازے گئے۔ جبکہ مولوی صاحب اتنا عرصہ مجھے ہی تو تلاش کرتے رہے'' یعنی جب فقیر قبول فرمالے تو پچھلی ساری زندگی کو بھی اپنے کھاتے اور حساب میں لے لیتا ہے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ حاضر خدمت ہوئے تو سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''مولوی

صاحب آپ عالمِ دین بھی ہیں، حکیم بھی ہیں، زمیندار اور نمبر دار بھی ہیں۔ لیکن آپ کی ڈھیلی اور سادہ پگڑی مجھے پسند آگئی ہے۔"

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے بابا محمد شریف خادم سید سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ اکثر آپ کی طرف توجہ فرماتے اور جب حضرت خواجہ محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کھوہ پاک شریف حاضر ہوتے تو سید سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی گھنٹوں گفتگو ہوتی اور اس کا محور اور موضوع توحید باری تعالیٰ ہوتا۔ ہم خادمین آپ کی گفتگو کو بڑی توجہ سے سنتے تھے۔

یک در گیر و محکم گیر

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ پیر محل حاضری کیلئے جانا چاہتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ "مولوی صاحب تم یہیں رہو آپ کا پیر محل یہیں ہے اُدھر آپ کا کوئی کام نہیں آپ نے پیر محل شریف نہیں جانا۔"

سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے "یک در گیر و محکم گیر" کا قانون نافذ کر دیا۔ لہذا فتح پور شریف اور کھوہ پاک شریف کے علاوہ ساری زندگی آپ اور آپ کی اولاد کہیں بھی نہ گئی۔ خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اور پیر محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی حضرت پیر سید اسرار حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ملتے تو بڑی شفقت اور رحمت عطا کرتے۔ لیکن ہمارے دل میں کبھی سندیلیانوالی شریف جانے کا خیال نہیں آیا۔

عکسِ مرشد

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ حصولِ علم کے بعد ایک عالم اور مناظر بھی تھے۔ لیکن سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اور فیضِ نظر نے ان پر ایسا اثر کیا کہ پھر اپنے لباس، تہذیب اور رہن سہن میں اپنے شیخ کامل کا عکس نظر آتے تھے۔ زمانہ طالب علمی میں جو بھی آپ کو دیکھتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ آپ ضلع قصور کے مکین تھے اور یہاں کے اکثر مہاجر حضرات اپنی بود و باش اور لباس میں الگ طرزِ زندگی رکھتے تھے۔ لیکن حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے لباس، طرز زندگی اور گفتگو میں اپنے پیر کامل کی تصویر تھے۔

بابا سید محمد ولد جام بلوچ جو 15 چک بلوچاں والا نزد دربار محمد غوث بالا پیر کا رہنے والا تھا۔ جو سید سائیں

شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا بیعت تھا۔ لیکن وہ آپ کے وصال کے بعد مسلسل کھریپڑ شریف رہنے لگا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ فتح پور شریف والا ساگی ادھر آبیٹھا ہے۔

بابا علیا مہر خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو مصطفیٰ آباد کے ساتھ چک نمبر 7 کا رہائشی تھا۔ وہ ساری زندگی پیر محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نین وال رہا۔ وہ بھی فتح پور شریف بیعت تھا۔ وہ کہتا تھا کہ فتح پور شریف والا سارا نور اور فیض مجھے ادھر کھینچ لایا ہے۔ وہ نین وال میں ساری زندگی پیر محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا اور وہیں پر مدفون ہے۔

بابا مستری محمد دین اور بابا مستری فتح دین آف چک کلیاں والا نزد مصطفی آباد وہ بھی سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ بعد میں کھریپڑ شریف کا اشارہ ہوا تو وہ کہتے تھے کہ "مغرب والی ذات اب خود مشرق میں آگئی ہے (یعنی فتح پور شریف سے کھریپڑ شریف آگئی ہے)۔ لہذا اپنے اہل و عیال سب کو ادھر ہی بیعت کروایا۔"

درویشوں کو تلقین

سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے مجھے دیکھنا ہو وہ مولوی صاحب کو دیکھ لے اور بعد میں آپ نے کئی درویشوں کو خود کھریپڑ شریف بھیجا جن میں علامہ ڈاکٹر طاہر یسین آف جرمنی کے دادا بھی شامل تھے۔

وہ درویش جن کو آپ نے خود کھریپڑ شریف بھیجا تھا اُن میں آپ کے چار خلفاء مولوی علی محمد جن کا تعلق داؤکے سے تھا حافظ شاہ محمد عرف شاہرا جن کا تعلق کوہلہ سے تھا، حافظ چراغ دین اور حافظ لال دین کمیانہ ان دونوں بھائیوں کو بھی سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھی جبکہ ان کو خلافت حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمائی، میاں حسن علی آرائیں گیمبر کے ساتھ 55 چک کے رہنے والے تھے ان کو آپ نے خود کھریپڑ شریف بھیج کر فرمایا کہ میں خود ہی کھریپڑ شریف بیٹھا ہوں۔

میاں قائم کھرل وسطی کا رہنے والا بھی سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ جب آپ کھریپڑ شریف تشریف لا رہے تھے تو راستے میں میاں قائم اور اس کی اولاد نے آپ کا استقبال کیا۔ سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو فرمایا کہ "فتح پور شریف کا پانی یہاں آرہا ہے" اور ساتھ ہی فرمایا کہ "میاں قائم آج کے بعد تمہارا فاصلہ کم ہو گیا ہے۔ تم کھریپڑ شریف ہی حاضری دینا۔ تمہیں فتح پور شریف آنے کی ضرورت نہیں ہے۔" جس جگہ میاں قائم نے آپ کا استقبال کیا تھا آج آپ کی یاد میں اسی جگہ مسجد تعمیر کی گئی ہے جو حبیب آباد سے کھریپڑ شریف چونیاں روڈ پر واقع ہے۔

کھریپڑ شریف

کھریپڑ جو پسماندگی میں گھرا ہوا گاؤں تھا۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی آمد اور آپ کے مرشدِ کامل سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی مہربانی اور نظرِ کیمیا سے کھریپڑ شریف ہوا۔ جس کا شہرہ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے ملک اور بیرون ملک میں روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ آپ کے مرشدِ کامل سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ 21 ستمبر بمطابق 5 اَسوج کو پہلی دفعہ یہاں تشریف لائے۔ آپ کی آمد کی خوشی میں ہر سال عرس منایا جاتا ہے جو بڑی گیارہویں کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ آپ نے دیہاتی اور سادہ لوح لوگوں کو ایسا عرفانِ ذات عطاء کیا کہ ان میں سے ہر ایک توحید کا متکلم، باذوق اور صاحبِ حال درویش ہوا۔ آپ کے مریدین کی تعداد شاید سینکڑوں میں ہو لیکن فیضِ نظر، تربیت، کردار سازی میں ہر ایک لائبریری اور ایک مکمل جماعت کی حیثیت رکھتا تھا۔

سلسلۂ بیعت

بابا محمد طفیل بن اللہ دتہ بھٹی اور محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ جب کسی کو مرید کرتے تو اس کو ذکر کی تلقین کرنے سے پہلے پوچھتے کبھی کسی سے محبت کی ہے؟ اگر وہ نفی میں جواب دیتا تو فرماتے ”جاؤ، دل کی نرمی و محبت میں کمال حاصل کرو پھر ہمارے پاس آنا۔ تب تمہیں ذکر و فکر اور گیان و دھیان میں یکسوئی نصیب ہو گی۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ کا معنیٰ لا موجود الا اللہ ہے۔ عاشق لوگ اس کو یقین کے کانوں سے سنتے اور دیکھتے ہیں۔“

آپ بیعت کرتے وقت اقرار باللسان چاروں کلمے پڑھاتے، گناہوں سے توبہ کرواتے پھر پاس انفاس کا ذکر سمجھاتے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کو جب خلافت عطا ہوئی تو سب سے پہلے درویش بابا محمد اسماعیل عرف بابا سیلا (جو پہلے ہی آپ کے ہاں ملازم تھا) ان کو مرید ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بعض نے کہا کہ آپ کا بھائی حاجی محمد اور ان کی بیوی مائی جنت بی بی سب سے پہلے مرید ہوئے۔ ماما خادم علی حضور کے خادم ہونے کے ساتھ ساتھ لنگر خانہ کے سب سے پہلے لانگری تھے۔ سب سے پہلے خلیفہ حضرت خواجہ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری تھے۔

معمولات

حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نمازِ تہجد ضرور ادا فرماتے۔ نمازِ فجر کے بعد گھر میں تشریف لاتے اور کھانا کھانے کے بعد گھر میں مجلس

فرماتے۔ تقریباً 10 بجے دوپہر سے پہلے باہر تشریف لاتے اور بعد نمازِ مغرب باہر درویشوں میں تشریف رکھتے۔ بعد از نمازِ عشاء گھر کی چھت پر ہی چہل قدمی کرتے اور بلاناغہ ورزش کرتے تھے۔

پیرخانے سے عقیدت و محبت

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی فرماتی تھیں کہ جب سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا نام آپ کی زبان پر آنے لگتا تو آپ کے چہرے کے تاثرات سے ہمیں پتہ چل جاتا تھا کہ آپ کے مرشد کا نامِ نامی وردِ زبان ہونے لگا ہے۔ آپ فرماتی تھیں کہ ہم آپ کے ساتھ فتح پور شریف پیدل حاضری کیلئے جاتے تھے تو راستے میں لوگ ہمارا استقبال کرتے، آرام کیلئے چارپائیاں لگاتے، شرب وطعام کا انتظام کرتے۔ لیکن عقیدت مندوں کے اصرار کے باوجود ان کے گھر قدم رنجہ نہ فرماتے یعنی فتح پور شریف کا قصد کرنے کے بعد پھر ادھر اُدھر نہ رکتے تھے۔

آپ فرماتی ہیں کہ جب سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال باکمال ہو گیا تو والد گرامی آپ کی یاد میں اکثر غمگین رہتے اور یہ کلمات بار بار دہراتے:

ے نہیوناں لائیے نال پٹھاناں اوہ مارن پشتو میں سمجھ ناں جاناں

جے میں سمجھن لگی اوہ کر گئے ٹھکانہ

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سید سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادی تھیں۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کی نرینہ اولاد کیلئے بڑے متفکر اور دست بہ دعا رہتے تھے۔ ہر نماز کے بعد ہر میلاد مبارک اور محفل میں بڑے انکسار کے ساتھ دعا فرماتے۔ جب اللہ رب العالمین نے کرم فرمایا اور یکے بعد دیگرے دو صاحبزادوں یعنی رات کو سیّد محمد عارف اور دن کے وقت سیّد غلام دستگیر صاحب کی ولادت ہوئی تو حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مژدۂ جانفزا پر بڑی مسرّت اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ پھر کئی دن تک مٹھائیاں نکلوا کر تقسیم کرتے رہے اور کئی قسم کی مٹھائیاں تیار کروا کے پیر خانہ جا کر حاضرِ خدمت کیں اور شکرِ خدا بجالائے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور بیٹا سیّد غلام محی الدین عطا فرمایا۔

سیّد سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت و محبت

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ دربارِ عالیہ کھریپڑ شریف پر سیّد سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ تین دفعہ تشریف لائے۔

بابا محمد شریف (خادم کھوہ پاک شریف) نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ لاہور سے واپسی پر آپ (سیّد غلام

رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ) واں رادھارام سے گزر گئے۔ لیکن مہابت درویش کو پیغام دے کر بھیجا کہ مولوی صاحب بڑے پیار اور عقیدت والے ہیں ان کو ملے بغیر میں واپس جا رہا ہوں لیکن اس فراق کا مجھے بڑا صدمہ ہوا ہے۔ چنانچہ کھوہ پاک شریف سے آپ دوبارہ واپس کھریپڑ شریف تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ آپ کے داماد سیّد اقبال حسین اور ان کے دونوں صاحبزادے سیّد محمد کوثر اور سیّد غلام قطب بھی تھے۔

ایہو عرض میری مینوں غرض تیری سوہنی طرز تیری من بھاوندی ئے

مٹھی بات نبات دیوانگ تیری سانوں یا دسوہنی دم دم آوندی ئے

مکتوبات عشق

باب سوم

علم و فضل

عِلم عقل آکھے فرض جان رکھن نہیں عشق نوں جان دا پیار بیلی
عشق آکھدا جان دی جان ہاں میں میرے باجھ ہے جان مردار بیلی

مکتوبات عشق

علم و فضل

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُوا مِنکُمْ وَالَّذِینَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾

اللہ رب العالمین بلند فرما دیتا ہے ایمان والوں اور علم والوں کے مراتب کو۔

رَضِینَا قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِینا　　لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُھَّالِ مَالٌ

فَإِنَّ الْمَالَ یَفْنَی عَنْ قَرِیبٍ　　وَإِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا یَزَالُ

ترجمہ: ہم اللہ پاک کی اپنے بارے میں تقسیم پر راضی ہو گئے کہ ہمارے لیے علم اور جاہلوں کیلئے مال تقسیم کیا۔ پس بے شک مال تو عنقریب ختم ہو جائیگا اور بے شک علم ہمیشہ باقی رہے گا۔ علم جو تاج خلافتِ آدم اور وجہ سجدہ ملائکہ بنا اور سیّد العالمین ﷺ کی امت کو پہلی وحی اقرا باسم ربک سے علم کی تلقین اور مسلسل امر ہے۔ فرمان سیّد العالمین ﷺ ہے:

"إِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِرَفْعِ الْعُلَمَاءِ"

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس طرح علم نہ اٹھائے گا کہ لوگوں کے دلوں سے چھین لے بلکہ علماء کو اٹھانے کے ساتھ علم کو اٹھا لے گا۔"

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے متحدہ ہندوستان میں بہت زیادہ محنت و کوشش سے علم حاصل کیا۔ کیونکہ جس طرح ایک قول ہے۔

"اَلْعِلْمُ لَا یُعْطِیكَ بَعْضَہُ حَتّٰی تُعْطِیَہُ کُلَّكَ"

ترجمہ: جب تک کوئی شخص پروانے کی طرح علم کی شمع پر پوری طرح جل نہیں جاتا علم اس کو اپنا تھوڑا سا حصہ بھی عطا نہیں کرتا۔

اس دور میں صرف تعارفِ علماء اور مدرسہ کا نام ہی قابلیت کی سند گردانی جاتی تھی اور آپ نے تو ویسے بھی تمام علوم اپنے وقت کے آئمہ اساتذہ سے حاصل کیے تھے۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مستند عالمِ دین تھے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی کی علمی وجاہت و قابلیت کی توثیق کرتے اور آپ کی بات کو حوالے کے طور پر استعمال کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اکثر مسائل و دلائل بمع سند و متن کتب سے ازبر تھے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف آفتاب قادری اور سی حرفی میں عقائدِ حق پر

دلائل آپ کے علم و فضل اور مرشدِ کامل کی نگاہِ ناز کا نتیجہ ہیں۔

درسِ مثنوی مولوی معنوی

مسئلہ وحدۃ الوجود اور حقائقِ تصوف پر مولانا جلال الدین رومی کی کتاب مثنوی معنوی ایک سند کے طور پر مانی جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس علاقہ میں پہلی دفعہ باقاعدہ اس پر درس دینا شروع کیا۔ ہر روز دو پہر گیارہ بجے مجلس فرماتے۔ خوبصورت آواز اور خوش الحانی کے ساتھ کوئی درویش مثنوی شریف کے شعر پڑھتا پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح و توضیح فرماتے۔ مجلس میں ملک سید محمد رنگڑ شعر پڑھتا تھا اور کبھی مولوی عبد العزیز صاحب آف عمر سکھالا دھو کا جن کو حضرت نے خلافت بھی عطا فرمائی وہ پڑھا کرتے تھے۔ مولوی عبد العزیز نے آپ کی مجالس کو تحریر بھی کیا۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری (جو آپ کے خلیفہ بھی تھے) وہ بھی آپ کی مجلس میں مثنوی شریف کے شعر پڑھا کرتے تھے اور انہوں نے بھی چند مجالس کو تحریر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس تقریباً 11 بجے سے ظہر تک جاری رہتی تھی۔ ملک محمد شفیع ولد ملک برکت علی بھی بعض اوقات آپ کے سامنے شعر پڑھتے۔ مجلس کے وقت تمام درویشوں کو حکم ہوتا کہ اپنے تمام کام چھوڑ کر مجلس کی حاضری کو اپنے اوپر لازم کریں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام زندگی یہ فریضہ ادا کیا۔

عقیدۂ وحدۃ الوجود

عقیدہ وحدۃ الوجود جس کے موجد شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جو حجۃ الاسلام وروح التصوف اور احسان و اخلاص کے پیکر اور فیض رسائی میں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فرزند و نائب ہیں آپ کے وہ مسائل جن سے آپ نے استنباط فرمایا ان کو سمجھنا ہر صاحب علم کے بس کی بات نہیں۔ اُنہی مسائل کو حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں جاہل اور پسماندہ لوگوں کو بڑے ہی احسن انداز کے ساتھ نہ صرف سمجھایا بلکہ عارف بنا دیا۔

حضرت خواجہ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جس جگہ اب لنگر خانہ ہے اس جگہ ون کا درخت تھا اور اس کے نیچے مجلس ہوا کرتی تھی۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے:

ع ساڈے ویہڑے وڑ بھانویں کلمہ وی نا پڑھ

درسِ الفتح الربّانی

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات و فرامین کا درس

بھی لازم پکڑا کیونکہ سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی الفتح الربانی کا درس دیتے تھے لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تمام زندگی اس پر استقامت اختیار کی۔

الفتح الربانی کا درس نمازِ عصر سے مغرب تک دیتے اور پھر گھر میں مستورات کو بھی حضور غوث اعظم کی کتاب "مستطاب" سے درس دیتے۔ ان دروسِ تصوف کا انقلاب اور اثر اس طرح رونما ہوا کہ راہِ خدا کے مسافروں اور طالبانِ حق تعالیٰ، جن کا نصب العین اور اولین ترجیح قربِ خداوندی تھا، ان کو طلبِ مال وجاہ، حظِ نفس اور شہرت وریاء سے پاک کر دیا۔ دراصل پیرِ کامل کا مقصد بھی یہی ہے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ان حقائق کو اجاگر کیا اور مریدین کی ایک ایسی جماعت تیار کی جن میں سے ہر فرد اپنے آپ میں پوری انجمن اور جماعت کی حیثیت رکھتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حق الیقین، معرفتِ نفس، خود آگاہی اور خدا شناس مریدین تیار کیے۔

خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ

(بہتر کلام وہ ہے جو تھوڑا اور مدلل ہو)

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی رسمی اور مقامی زبان میں گفتگو فرماتے: "خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ" کے تحت بڑا ہی عام فہم طرزِ استدلال اختیار کرتے۔ مثلاً تعوّذ میں شیطان سے رب العالمین کی پناہ میں آنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بندہ جس ذات کی پناہ میں آجائے وہ ذات بندے سے کتنا دور ہوتی ہے یعنی ہر وقت اور ہر جگہ وہ بندہ اس ذات کے اتنا قریب ترین ہے کہ اس کی مثال بھی نہیں دی جاسکتی۔

ذاتِ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ اور ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ﴾

توحید باری تعالیٰ پر دوسری دلیل آپ ہاتھ اور لاٹھی کی مثال دیا کرتے تھے کہ جس طرح لاٹھی کے ہر جز کو لاٹھی ہی کہا جاتا ہے خواہ اس کا اوپر نیچے یا درمیان والا حصہ ہو، اسی طرح خواہ ہاتھ اوپر، نیچے یا درمیان سے پکڑے وہ لاٹھی ہی ہے۔ اس میں فرق صرف اعتباری اور عددی ہے جو کہ ہماری نظر کی حد اور زاویہ ہے، باقی سب ایک ہے۔

بابا نور بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے والد الہ دین سے سنا کہ ایک دفعہ فتح پور شریف میں جلسہ منعقد ہوا۔ سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ خود اس میں تشریف فرما ہوئے اور تمام خلفاء بھی جلوہ افروز تھے تو آپ نے ایک شعر ارشاد فرمایا:

دِنے راتیں ور تار امیر انال اوسے دے سارا
توں وی او ہوتے میں وی او ہو پر او اجے نیارا

اس شعر کی وضاحت میں تمام خلفاء نے سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے کان میں عرض کی اور کچھ خلفاء نے وضاحت کی۔ لیکن وہ طویل گفتگو کر گئے اور موضوع سے غیر متعلق باتیں کرتے رہے۔ آخر میں حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اس شعر کی وضاحت کیلئے کہا گیا تو آپ نے علی الاعلان ہاتھ اٹھا کر اس شعر کی مختصر اور اعلانیہ وضاحت فرمانے کے بعد اپنی طرف اشارہ کیا کہ وہ میں ہوں۔ باقی حضرات نے اپنے مرشدِ کامل کی طرف اشارۃ النص سے تصریح کی۔ لیکن آپ نے عبارۃ النص کے ذریعے اپنی ذات میں عقیدہ وحدۃ الوجود کے اس حال کا انطباق کیا تو مرشدِ کامل سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر آپ کی تحسین فرمائی اور آپ کو ممتاز مقام عطا فرمایا اور اپنا وہ پنکھا جس سے درویش آپ کو ہوا دے رہے تھے آپ نے حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھیج دیا اور بڑے محظوظ ہوئے۔

مناظرہ

حافظ محمد علی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میرے ہادی جب پہلی مرتبہ میرے گھر تشریف لائے تو ہمارے پیر بھائی چوہڑ درویش کو اس کے گاؤں والے لوگوں نے ورغلایا اور آنجناب کو کھلن گاؤں میں تشریف لانے پر اصرار کیا۔ بالآخر آپ نے غریب نوازی فرمائی اور چوہڑ کے گاؤں میں تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگ متعصب تھے جنہوں نے قریب والی آبادی گل شاہ سے کچھ بد عقیدہ علماء کو منگوا کر آپ کو مناظرے کا چیلنج کر دیا۔

میرے ہادی حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ جب امام عالی مقام کا دعویٰ تم اور ہم دونوں ہی رکھتے ہیں تو تم ان کو ندا کرو یا پھر ہم آپ علیہ السلام کو عرض کریں تو وہ تشریف فرما ہو جائیں گے تو ان کا سر کردہ عالم جو آپ کے سامنے بیٹھا تھا، آپ کے جلال کی تاب نہ لا سکا اور کرسی سے نیچے گرا، ٹانگیں اوپر اور سر نیچے اور باقی دوسرے حواری بھی فرار ہو گئے اور موضع کھلن کے بد عقیدہ لوگوں کو ذلت و نصیحت ہوئی۔

سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے خطوط مبارک میں آپ کو بڑی دعاؤں سے نوازتے۔ حاجی محمد اشہب صاحب بیان کرتے ہیں کہ سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط میں آپ کو مناظرہ کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ جس کے بعد آپ نے کبھی مناظرہ نہ کیا۔

کمالِ علم

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں فضل کریم صاحب بیان فرماتے ہیں کہ "میں ایک دفعہ چھانگا مانگا ایک پیر صاحب کے پاس گیا غالباً وہ ہمدم صاحب تھے۔ اُن کو تعارف میں پتوکی کے

قریب کا بتایا تو انہوں نے مجھ سے کھر پیڑ شریف کا پوچھا کہ وہاں ایک آدمی تشریف لایا ہے جو چودہ علوم پڑھ کے آیا ہے اور وہ جس پر نظر کرتا ہے اس کو بھی عارف بنا دیتا ہے۔ اس صاحب کی زبان سے آپ کی تعریف اور غائبانہ تعارف سن کر مجھے اپنے مرشد کامل پر اور بھی پختہ یقین ہو گیا۔"

بابا تاج دین سیال بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم دریائے راوی کے علاقہ میں کھوج نکالے جا رہے تھے۔ ایک معمر شخص کو دیکھا جو چارپائی پر لیٹا سینہ پر کتاب رکھے بڑا مغموم و پریشان تھا۔ میں اس کے قریب ہوا اور اس سے پریشانی کی وجہ پوچھی تو پہلے وہ خاموش رہا لیکن بعد میں اُس نے کہا کہ اس دھرتی اور علاقہ پر ایک ہی آدمی تھا جو مثنوی مولانا روم کے اسرار و معانی کو جانتا تھا اور تصوف کے حقائق و معارف سے واقف تھا لیکن اب وہ دنیا میں نہیں رہا۔ میرے استفسار پر اس نے بتایا کہ وہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ذکرِ الٰہی میں محویت

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت اللہ رب العزت کی یاد میں محو رہتے، آنکھیں بند رکھتے اور اگر کوئی دم کرواتا تو آپ پھونک مار دیتے تو وہ بفضلِ الٰہی شفایاب ہو جاتا۔

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ اپنے والدِ گرامی سے عرض کیا کہ جناب آپ کچھ پڑھے بغیر دم کر دیتے ہیں تو آپ نے مسکرا کر فرمایا میں ہر وقت پڑھتا ہی تو رہتا ہوں۔

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے والد گرامی اکثر یہ شعر سنتے اور پڑھا کرتے تھے۔

عین بھڑ ھولے دا اک ساڈی گل سن جا ساری عمر نہ ڈولیں گا (حضرت بابا بلھے شاہ)

بابا چراغ نائی کی بیوی بیان کرتی ہے کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ ذکر و فکر میں مگن ہوتے تو بعض اوقات دو تین دن بھی کسی سے گفتگو نہ کرتے۔

درویشوں کی تعلیم و تربیت

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ عموماً مسائل پر دلائل بڑی وجاہت اور احسن طریقے سے دیتے تھے۔ عموماً آنکھیں بند رکھ کر کوئی بھی کتاب کھولتے تو جو بھی صفحہ مطلوب ہوتا وہاں سے وہی صفحہ نکل آتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی معتبر اور نایاب کتب کے حوالے دیا کرتے تھے۔ اکثر متنازعہ مسائل پر آپ کی گفتگو آپ کے فیض یافتہ درویشوں کو بھی ازبر ہوتی۔ لنگر خانہ کے جملہ درویشوں کو آپ فارسی باقاعدہ طور پر خود پڑھاتے تھے اور عقائد و مسائل پر تو آپ ہر وقت ہی گفتگو فرماتے رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مناظرے اور مباحثے میں

مدِ مقابل پر حاوی ہو جاتے اور کتاب کا حوالہ خود دیتے۔

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی گفتگو میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو بات میں پہلی مرتبہ کہوں وہ میری طرف سے ہو گی اور جو بات تم بعد میں کہلواؤ وہ تمہاری ہو گی یعنی حق اور قابلِ اعتبار بات پہلی ہی ہو گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات زائرین کی آمد پر سب کا نام پکار کر اونچی آواز سے ان کو بلاتے۔ درویشوں کے خیال کو بھی بھانپ جاتے۔

مجلس میں جب کوئی مسئلہ فرماتے تو اس کو دہراتے اور درویشوں سے کہلواتے۔ آپ کا اندازِ تکلم بہت خوبصورت تھا۔ حاضرین مجلس میں سے اگر کوئی سو جاتا یا متوجہ ہو کر نہ سنتا تو حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اس کو ضرور پوچھتے پھر اپنی بات کو دہراتے آپ کی مجلس کے بعد درویش آپ کے فرامین کو دہراتے اور آپس میں اسی گفتگو کو موضوعِ بحث لاتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر میں خواتین کو بھی مجلس فرماتے اور باقاعد قرآن کریم اور فارسی کی تعلیم دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی صاحبزادیوں کو بھی خود قرآن پاک پڑھاتے اور فارسی کی تعلیم دیتے تھے۔

گِل جٹ خاندان جو کھرپیڑ شریف کے رہنے والے اور سکھ مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ بابا محمد علی اور شفیع محمد کے والد سردار علی جٹ سب کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حلقہ بگوشِ اسلام کیا اور محمد علی جس کا پرانا نام فوجا سنگھ تھا اس کو کلمہ شریف پڑھایا پھر اس کو قرآن مجید کی تعلیم دی۔ تقریباً گاؤں کے تمام لوگوں کو تعلیم قرآن دینا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے کا فیض ہے۔

غیر مسلموں کا حلقہ بگوشِ اسلام ہونا

جمن شاہ ضلع پاکپتن شریف نزد قبولہ کا جوئیہ اور سنار خاندان بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کمال عقیدت رکھتا تھا۔ بابا سوہنا اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا جو ہندو مذہب کا پجاری تھا۔ ان کا باقی خاندان اب بھی بھارت میں ہندو دھرم کے باوجود حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اور لنگر خانہ سے بھرپور عقیدت رکھتا ہے۔ جوئیہ خاندان سے قمر دین اور احمد درویش پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کا اثر واضح نظر آتا تھا۔

حلقہ ارادت

واہگرہ آرائیں فیملی کی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کمال عقیدت تھی۔ میاں وزیر علی، حاجی دوست محمد، بابا محمد دین اور میاں اشرف واہگرہ جس کی عملی تصاویر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا نے ان کو مالِ دنیا میں بڑا عروج عطا فرمایا۔ اسی گاؤں کے بابا محمد منشاء کمہار بھی عقیدت کا مجسمہ تھے۔ حافظ محمد صدیق صاحب واہگرہ گاؤں کے امام مسجد تھے بعد میں اڈا صالحوال منتقل ہو گئے۔ تقریباً 21 سال تک روزانہ دربار شریف پر حاضری دیتے رہے۔

وقتِ مقررہ پر سائیکل پر پہنچ جاتے۔ ان کا خاندان بھی انتہائی عقیدت کا حامل تھا اور اولاد میں محبت و عقیدت کا بیج بفضل اللہ تعالیٰ قائم و دائم ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر ختم شریف حافظ صاحب پڑھتے تھے۔ اُن کی آواز سادہ مگر سوز و کیف طاری کرنے والی تھی اور آج ان کے صاحبزادے ہی ختم شریف پڑھتے ہیں۔ حافظ جمال دین کمیانہ آف ٹھٹھہ سید علی بھی خادمِ لنگر اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ محبت کرتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو خلافت بھی عطا کی۔ آپ کا زورِ بازو اور والہانہ پن قابلِ تقلید تھا۔ بونگہ سوڈھی والا کے گہلن اور آرائیں خاندان بڑی عقیدت و محبت کا مجسمہ تھے۔ میاں وزیر علی، میاں نظام دین اور میاں محمود درویش بڑے صادق الیقین اور مجسمہ محبت تھے۔ راقم کے خاندان کو آستانے کی عقیدت و محبت اسی گھر سے نصیب ہوئی۔

9 چک ڈیڑھ شریف کی کمیانہ فیملی میں میاں محمد اور میاں صادق بڑے صاحبِ یقین اور عقیدت مند تھے۔ میاں صادق نے حضرت سیّد سائیں غلام رسول شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دربار محمد غوث جاتے ہوئے دور سے زیارت کی تو ضبط نہ رہا۔ جب ہوش میں آئے تو انہوں نے کھرپیڑ شریف جانے کا حکم دیا پھر وہ آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔ لنگر خانہ کی فصلوں وغیرہ کی کٹائی میں علی الصبح 9 چک سے آکر کھرپیڑ شریف کام کرتے اور جب درویشوں کی جماعت سفر کرتی تو اُن کے ذکر بالجہر سے لوگوں کو علم ہو جاتا تھا کہ کھرپیڑ شریف کے عقیدت مند جا رہے ہیں۔

سائیں مست رحمۃ اللہ علیہ

سائیں مست رحمۃ اللہ علیہ کابل افغانستان کے رہنے والے تھے۔ طالب علمی میں ان کو کسی مجذوب نے کالج جاتے ہوئے اشارہ کیا۔ حاضر ہوا تو ان کو اپنی ٹوپی اور گدڑی پہنا دی اور اپنا نائب مقرر فرما دیا۔ وہ مجذوب تو وصال فرما گئے اور اِن پر صبغت اللہ طاری کر گئے۔ اوائلِ عمری میں مبتلائے عرفانِ الٰہی ہوئے اور وہ افغانستان سے چلتے ہوئے کھرپیڑ شریف آ گئے۔ وہ ساری عمر آستانہ عالیہ پر رہے۔ کبھی گھر اور کبھی لنگر خانہ میں رہتے۔ ساری عمر لوگ ان سے خرقِ عادت امور دیکھتے رہے۔ وہ صرف حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کا سامنا نہیں کرتے تھے۔ باقی ہر آدمی اُن کے جلال سے ڈرتا تھا۔

فیضانِ نظر

مولوی عطاء محمد جو مفتی اعظم حاصل پور تھے۔ اُن کو اپنے فیضِ نظر سے علم عطا فرمایا۔ وہ فرماتے ہیں جناب نے مجھے ہل چلاتے ہوئے بلایا اور فرمایا کہ "مثنوی شریف پڑھو۔ میں پڑھا ہوا تو نہ تھا لیکن جب میں نے کتاب کھولی تو مجھے ازبر تھی۔ اسی طرح فیضِ نظر سے مجھ کو علمِ کثیر عطا فرمایا۔"

محمد یار قادری بصیر پوری بیان کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ مغرب سے پہلے آپ جانب مشرق گوھڑ کی طرف جاتے۔ لوگ آپ کو دیکھ کر چھپ جاتے کہ ان کی نظر جادو کا اثر رکھتی ہے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ، اللہ دتہ ولد فیروز دین بھٹی کو فرماتے کہ ہم نے اس طرف سے ایک شکار کرنا ہے۔ چنانچہ بابا محمد شریف جب نظر کے نشانے پر چڑھا تو اس طرح زیرِ دام لائے کہ اس کی فکر و نظر اور گفتگو اپنے پیر کے فیض کی شاہد اور دال تھی۔

بابا خوشی محمد گہلن گاؤں کے بااثر خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا جد امجد جھانگی کے نام سے مشہور و معروف تھا اور حجرہ شریف والوں کے دستِ حق پر بیعت تھا۔ جب خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ان پر پڑی تو ایسے متاثر ہوئے کہ آپ کے مرید اور معتقد ہو گئے۔ آپ نے فیضِ نظر سے انہیں علمِ خاص بھی عطا فرمایا۔ اس کا اثر کچھ یوں ہوا کہ بابا خوشی محمد بڑے سیف زبان، فصیح و بلیغ متکلم اور بر محل حوالہ جات واشعار لانے والے باکمال انسان بن گئے۔ ہمہ اوست کے عقیدے کو بڑے احتشام سے لاگو کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ خاص کی بدولت، درویش بابا خوشی محمد ساری زندگی بے باکانہ انداز میں اپنے عقیدۂ حق اور خیالات کی تبلیغ کرتے رہے۔ کیوں کہ اللہ رب العزت نے آپ کو دنیاوی اور معاشرتی عروج بھی عطا فرمایا تھا۔ اسی وجہ سے سیاسی اور ڈیرے دار لوگوں کو اپنے اوپر ہوئی مہربانی اور علم کی ہر وقت تبلیغ کرتے رہتے۔ بابا خوشی محمد مخالف نظریات رکھنے والے کئی علماء سے مناظرے بھی کرتے اور اپنے علم و دلائل سے ان کو زیر کرتے۔

مولوی عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ آف عمر سکھالا دھو کا ظاہری علم و فضل تو رکھتے تھے لیکن حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے خودی کی سان پر ایسا چڑھایا کہ صاحبِ حال ہو گئے۔ ان کی تصانیف بھی اپنے پیر کی محققانہ اور علمی کشف کی دلیل ہیں۔

عطاء محمد آرائیں گوھڑ چک 8 سے تعلق رکھتے تھے۔ ان پر بھی حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کشف ہوئی تو وہ بھی بڑے جامع الکلام اور متکلم بنے اور بڑے باذوق انداز سے اشعار و دلائل سے اپنی گفتگو کا تسلسل ٹوٹنے نہ دیتے۔

بابا محمد امیر بلوچ ان پڑھ تھا اور بلوچ خاندان دانا آباد سیّد والا کا باسی تھا۔ اَن پڑھ ہونے کے باوجود جب ان پر حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ خاص پڑی تو وہ بھی بڑے متکلم، صاحبِ کشف و حال اور بڑے بے باک درویش بنے۔ ان کی چار تصانیف کا موجود ہونا حضرت سائیں خواجہ محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اور نظرِ کیمیا کی واضح دلیل ہے۔

سید محمد رنگڑ آف شمس آباد قادیانی تھا اور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور علم غیب کا منکر تھا ایک دفعہ کھریپڑ شریف مناظرہ کی نیت سے آیا۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ علمِ غیب پر

گفتگو کرنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس کی طرف نگاہ کی اور ایک عام سے درویش کو حکم دیا کہ وہ مرزائی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کے متعلق گفتگو کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کا یہ کمال تھا کہ اس درویش کامل نے ایسی گفتگو کی کہ سید محمد رنگڑ کو اپنے علم کی گمراہی اور جہالت پر یقین ہو گیا۔ آخر میں سید محمد رنگڑ اپنے عقیدہ سے تائب ہوا اور حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صوفی کا لقب عطا کیا۔ پھر اس کے بعد ساری عمر صوفی سید رنگڑ کے نام سے معروف رہا۔

مولانا عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ آف کالیا ابراہیم بڑے خوبصورت اور نفیس انسان تھے۔ آپ نے علم دین بھی پڑھا لیکن پھر حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ کیمیا گر جب اس عالم پر پڑی تو اس نے ایسا اثر دکھایا کہ آپ کی گفتگو دل پر بڑا اثر رکھنے والی، عام فہم اور سلیس ہوتی تھی۔ آپ عقائدِ اہلِ سنت اور خصوصاً وحدۃ الوجود پر ایسی گفتگو فرماتے کہ سامعین میں سے ہر ایک پر کیف و سرور طاری کر دیتے۔ خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت بھی عطا کی۔ آپ کی گفتگو، صورت اور مزاج سے ان کے پیر روشن ضمیر کا فیض واضح نظر آتا۔

مریدین کی دستگیری

حضرت خواجہ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ جب بونگہ صالح میں تعلیم حاصل کرتے تھے تو ایک دن مجھے امر کیا کہ میرا ارادہ گھر جانے کا ہے۔ حافظ صاحب آپ کو سائیکل پر سوار کر کے حبیب آباد پہنچے تو اڈے پر جمال دین موچی درویش کی دکان پر تشریف لائے۔ اس نے انتظام کیا تو ہم تین بجے تک وہاں ٹھہرے۔ مجھے حکم ہوا کہ تم کھر یپڑ شریف چلو۔

جب میں کھر یپڑ شریف حاضر ہوا تو میرے شیخ حضرت غوث الاعظم کے فرامین پر مجلس فرما رہے تھے۔ مجھے کتاب پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ آپ نے مجھ سے حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا کہ تمہارا پیر کہاں ہے؟ میں عرض گزار ہوا کہ وہ آتے ہی ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ "حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی نظر پاک سے ایک ہزار آدمی کو نجات دینے اور بچانے کی طاقت رکھتے ہیں تو عجز و انکسار کے ساتھ فرمایا ہمیں بھی 100 آدمی کی دستگیری کرنے کی طاقت ہے۔"

حضرت خواجہ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے ساتھ ایک درویش میرے ہادی کی حاضری کیلئے چل پڑے۔ عصر کا وقت تھا ہم پیدل چلتے چلتے بولا گڑھی پہنچے تو نماز عشاء کا وقت تھا اندھیرا شدید تھا اور جنگل کے درمیان سے سانپ کی خوفناک آواز سنائی دی جو بڑھتی جا رہی تھی۔ دیکھا

کہ خوفناک اژدھا مغرب سے مشرق کی جانب آوازیں نکالتا جا رہا تھا۔اس حالت میں جسم پر لرزہ طاری تھا ۔میرے ساتھ چوہڑ نامی درویش تھا اس کو اژدھا دیکھتے ہی غشی آگئی لیکن اژدھا جیسے آیا ویسے گزر گیا۔بہر حال اس آفت سے ہمیں رب العالمین نے محفوظ رکھا۔رات گیارہ بجے ہم دربارِ عالیہ پہنچے۔جب صبح خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ جب تم آئے تو ہم چھت پر کھڑے تھے۔ہم تین دن لنگر خانہ ٹھہرے رہے۔ تین دن بعد جب ڈیوڑھی مبارک میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ آتے وقت والا معاملہ بھول گئے ہو؟لہٰذا ہم رات کو سو گئے۔میرا ساتھی چوہڑ بڑا تعجب کرنے لگا کہ ہمارے بتائے بغیر میرے فریاد رس نے ہر بات بتادی۔ میں نے اس کو کہا کہ جس طرف منہ ہو اسی طرف دل بھی کیا جائے تو وہ فریاد کو پہنچ جاتے ہیں۔ میں نا کہتا تھا کہ ڈرو نہیں بلکہ جس طرف جا رہے ہو دھیان بھی اسی طرف کرو۔

حضرت خواجہ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میاں امام دین درویش ساکن قلعی بیان کرتا ہے کہ ہمارے کھوہ پر ایک رات تین چور آگئے۔وہ بیل کھول کر چل دیے تو کھرلی سے ایک اژدھا نمودار ہوا۔ وہ چوروں کے پیچھے چڑھ دوڑا اور ان کا موضع ونانوالا تک برابر پیچھا کرتا رہا۔ کھوہ والے صبح اُٹھے تو انہوں نے بیلوں کو آوارہ پا کر باندھ لیا۔ چار دن بعد وہ چور مسافر بن کر دوبارہ آئے اور انہوں نے میاں امام دین سے آکر پوچھا کہ تم مرید کس کے ہو؟انہوں نے کھریپڑ شریف والی سرکار کا نام لیا تو انہوں نے کہا کہ ہم معافی مانگنے آئے ہیں۔ اس رات تمہارے بیل آوارہ نہیں بلکہ ہم نے چوری کیے تھے اور سارا واقعہ بیان کر کے بتادیا کہ تمہاری پشت پناہی کوئی ذات فرما رہی ہے۔

حضرت خواجہ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ قلعہ سدھا سنگھ آپ دعوت پر تشریف لے گئے۔ آپ کے قیام کو تیسرا دن گزرا تو آپ نے فی الفور سواری کا انتظام کرنے کا امر کیا اور آپ بغیر کھانا کھائے درویشوں کو ملے بغیر کار پر بیٹھے واپس تشریف لے آئے۔ عقیدت مندوں کو پریشانی لاحق ہوئی تو وہ بھی بعد میں کار پر سوار ہو کر حاضر ہو گئے۔

واقعہ یوں ہوا کہ آپ کا عقیدت مند چوہدری مکھن اور اس کے خاندان سمیت سکھ ان کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔اس نے اپنے پیر کامل کو یاد کیا اور مدد طلب کی تو آپ نے واپس آتے ہی سارے گاؤں والوں کو بلایا اور ان منحوسوں کو سزا دینے کا حکم دیا۔ وہ سارے سکھ دوڑ پڑے اور اپنی جان بچائی۔ حضرت خواجہ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کا سارا ماجرا چشم دید ہے۔

حضرت مولوی کرم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سرگودھا والے شیخ فیملی سے تعلق رکھتے تھے لنک نہر کی کھدائی کے دوران یہاں مزدوری کرتے تھے۔ حضرت مولوی عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ آف عمر سکھا لادھو کا بھی ادھر اپنے مویشی

چرانے آجاتے اور ان سے گفتگو فرماتے۔ حضرت مولوی عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو کا موضوع عرفانِ ذاتِ الٰہی اور ازلی محبت و عشق ہوتا تھا۔

ایک دفعہ مولوی کرم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور آپ کی بارگاہ میں مرشدِ کامل کی درخواست پیش کی تو آپ کو محویت میں حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر دکھائی گئی اور پورا لنگر خانہ خدو خال کے ساتھ پیش کیا گیا جو مولانا عبد العزیز کی گفتگو سے واضح ہو گیا۔ حاضر بارگاہ ہوئے اور اپنے دلی مدعا کو حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سننے کے بعد مرید ہو گئے۔ بعد میں آپ کو بھی خلافت عطا ہوئی۔ مولوی کرم الٰہی کے متعلق حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے ضمیر اور دل کی زمین میں خوب ہل چلایا اور اب ہم اس میں خوب بیج ڈالیں گے اور وہ بھی بوڑھ کا جو خوب پھلتا اور پھولتا ہے۔

سیّد عاشق حسین شاہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی درویش فوت ہو جاتا تو اس کو قبر میں داخل کرنے کے بعد اس کی قبر کے سرہانے بیٹھ جاتے اس کو تلقین کرتے رہتے۔ پھر مخصوص مراقبے اور کافی دیر کے بعد دعا فرماتے، پھر واپس تشریف لاتے تھے۔ یہی وفا و لجپالی اکثر اسلاف اور اولیاء اللہ کا وطیرہ ہے۔ جیسا کہ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا وطیرہ تھا۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو اعلانیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب ہماری طرف آؤ تو بے فکر ہو کر آیا کرو۔ ہم تمہارے مال و اسباب اور عزت و آبرو کے محافظ ہیں۔ آپ نے اپنے محبین ،معتقدین اور مریدین کی کئی مرتبہ فریادرسی کی اور بڑی مشکل گھڑی میں ان کی دستگیری کی۔

بابا سراج دین آف سرگودھا کو ٹی بی کا مرض لاحق تھا۔ جب وہ لاچار ہو گیا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے کشمش کا ایک دانہ دم کر کے دیا۔ بفضلِ ربی اس دانہ کی برکت سے وہ مکمل شفایاب ہو گیا۔ ساری زندگی دوبارہ کبھی اس مرض کی شکایت بھی نہ ہوئی۔

بابا نور احمد کھرل کے گھر بیٹیاں تھیں اور اولادِ نرینہ نہ تھی۔ وہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری بیوی کے بطن سے بیٹا پیدا نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ "اب دوبارہ بیٹی نہ ہو گی بلکہ بیٹے ہی پیدا ہوں گے۔" اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو پانچ بیٹے عطا فرمائے۔

حکیم محمد شفیع ولد ملک برکت علی کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی۔ وہ ہر وقت جناب کی خدمت میں رہتے اور مثنوی شریف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ آپ کی نظرِ رحمت حکیم صاحب کا کام کر گئی۔ پھر ہر وقت غرقِ وحدت رہتے تھے۔ کوئی کلام سننے پر رقت طاری ہو جاتی۔ مجلس میں ان کی محویت اور وجد کی کیفیت کو کئی مرتبہ دیکھا گیا۔ بیگم کوٹ موڑ پر اپنے مطب میں ہر وقت مثنوی مولانا روم زیرِ مطالعہ

رکھتے تھے، سوائے توحید کے دوسرا موضوع زیرِ بحث ہی نہ لاتے۔ ان کو شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

محمد یار ملک جو ملک عاشق، معشوق اور مشتاق کے والد صاحب تھے۔ قریبی رشتہ دار ہونے کے باوجود بڑی عقیدت رکھتے۔ ان کی اولاد پر بھی رنگِ درویشی غالب ہے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی امان میں آجانے کے بعد ان کی زندگی، معیشت اور کیفیت میں واضح انقلاب آیا۔

تاثیرِ تعلیمات

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ لوگوں کو دیکھ کر یا ان کی گفتگو سن کر لوگ بے ساختہ کہہ دیتے کہ یہ کھرپیڑ شریف والوں کے مرید ہیں۔ پچھلی رات اٹھ کر نمازِ تہجد پڑھنا اور پھر ذکر و فکر کرنا بلکہ ذکر بالجہر کرنا ان درویشوں کی علامت ہوتی تھی۔ درویش جب بھی مل بیٹھتے سوائے ذکر الٰہی اور توحید باری تعالیٰ کی محبت کے کوئی دنیاوی بات نہ کرتے۔ درویشوں کی آپس میں محبت والہانہ تھی۔ ایک دوسرے کو ملنے کیلئے جماعت کی شکل میں جاتے پھر کئی کئی دن ایک جگہ پر قیام کرتے۔

ماما اسماعیل آف داؤ کے ابتداء میں اہلِ حدیث مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والدین بڑے متشدد تھے۔ ماما اسماعیل کسی کے ساتھ جب دربار شریف پر حاضر ہوا تو آپ کی نگاہِ ناز کا شکار ہو گیا پھر ہر وقت تصورِ شیخ میں رہنا اور ہر روز آپ کی محفل پاک میں درسِ مثنوی شریف سننے آجانا۔ جب گھر والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے روکا اور ہر طرح سے تنبیہ کی لیکن وہ نہ رکے"

ایک دفعہ والد نے کہا کہ تم باز آجاؤ ورنہ ہم تمہیں وراثت اور جائیداد سے بے دخل کر دیں گے۔ ماما اسماعیل حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرید کا حزن و ملال دیکھ کر فرمایا کہ تمہارا باپ کیا کہتا تھا کہ ہم بے دخل کر دیں گے؟

اس نے کیا بے دخل کرنا ہے اللہ پاک نے اسے بے دخل کر دیا ہے اور وہ پیامِ اجل تھا جب ماما اسماعیل واپس گھر پہنچا تو اس کا والد فوت ہو چکا تھا۔

حافظ شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ عرف شہرا صاحب ساکن کوہلہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے آپ بڑے ذاکر (ذکر کرنے والے) خادم قرآن مجید اور بے لوث انسان تھے۔ راوی کے اس پورے علاقے میں اشاعتِ علم القرآن بھی آپ کے ہادیٔ کامل کے فیض اور علم کا اثر ہے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین قرآن و حدیث، اقوالِ اولیاء خصوصاً حضرت علی المرتضیٰ کے اشعار فصیح عربی زبان میں پڑھتے تھے۔

مولوی قمر دین بھی اہلِ حدیث مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتے تھے بلکہ ان کے بڑے مبلغ تھے۔ ہر وقت

کھرپیڑ شریف کے لفظ پر ہی سیخ پا رہتے تھے اور کفر و شرک کی گردان الاپتے رہتے تھے۔ایک دفعہ کھرپیڑشریف سے گزر ہوا تو حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ بازار میں کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ درویش گارابنا کر چھتیں لیپ رہے تھے۔مولوی قمر دین کی نظر جوں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نورانی چہرے پر پڑی بے خودی میں زمین پر گرے اور بے ساختہ قدموں کو پکڑ کر کہنے لگے کہ جناب اس آوارہ کتے کو پٹہ ڈال لیں چنانچہ فوراً حلقۂ ارادت میں آگئے اور پھر عقائدِ اہلِ سنت ، روحانیت اور تصوف کے بڑے مبلغ بنے۔آپ اپنے مزاحیہ اور ظریفانہ انداز میں بات کرتے اور مخاطب کو مرشدِ کامل کا دیا ہوا سبق سکھانے کے ساتھ ساتھ حیران کر دیتے تھے۔

مولوی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ آف 10 چک اختر آباد بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں اور فیض یافتہ لوگوں میں سے تھے۔آپ نے پورے علاقے میں اپنے نظریات اور فیضانِ شیخ کا پرچار کیا۔پیرانہ سالی میں آپ کی یادداشت متاثر ہوگئی۔لنگر خانہ سے فرار ہو کر اشرف المدارس اوکاڑہ پہنچ گئے۔حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ پڑھا رہے تھے کہ فقیر بھی آ گیا۔ان سے کلمہ طیبہ " لا الہ الا اللہ " کے معنی پوچھ کر اس میں موجود نفی اور اثبات کے بارے میں سوال کیا کہ اس میں جو الہ کی نفی ہے تو پھر اثبات کس چیز کا ہے؟ اور اگر اثبات میں صرف ذات خدا ہی ہے تو پھر یہ مظاہر کیا ہیں؟ یہ ایسی گفتگو اور تحقیق تھی کہ اس میں شیخ غلام علی اوکاڑوی کو بوڑھے مجنوں نے ساکت کر دیا اور اسی دوران مولوی صاحب کا بیٹا آگیا اور معذرت کی کہ میرا باپ مجنوں ہے۔

حضرت غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تو مجنوں نہیں بلکہ ہم مجنوں ہیں جنھوں نے ساری عمر میں جو کرنا تھا وہ نہ کیا۔آج اس بات پر بہت افسوس ہو رہا ہے۔

غلام مصطفیٰ بن احمد دین بیان کرتا ہے کہ بابا تاج دین شیخ آف وسطی بھی حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کا فیض یافتہ تھا۔وہ اپنی گفتگو میں اتنا نڈر اور بے باک تھا کہ کبھی دل میں غربت و افلاس کا خیال تک نہ آیا۔

ایک دفعہ چک نمبر 22ون۔اے۔ایل میں بابا اللہ دتہ بھٹی ولد فیروز دین بھٹی کے گھر حضرت سیّد امداد علی شاہ گیلانی سجادہ نشین حجرہ شاہ مقیم کو ایسا متاثر کیا کہ وہ آپ کے مرشدِ کامل حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کو داد دیے بغیر نہ رہ سکے۔

واقعہ یوں ہوا کہ ایک دن کسی نے میت کو غسل دینے پر مزدوری کے بارے میں مسئلہ پوچھ لیا تو بابا تاج دین کہنے لگا کہ اگر غسل دینے والا میت کو مردہ سمجھے تو اس کی مزدوری مایوسی ہے۔اسے کچھ نہ دو اور اگر اس کو اللہ کا خلیفہ اور اشرف المخلوقات سمجھے تو اس کی مزدوری پوری کائنات اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ دے

دے تو یہ بھی تھوڑی ہے۔اس پر پیر صاحب نے متاثر کن حیرانی سے پوچھا کہ کیا تم مولوی صاحب آف کھرپڑ شریف کے مرید ہو؟ اثبات میں یہ جواب دینے پر انہوں نے کہا کہ واہ واہ آرائیاں! تونے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا عارف اور مقیمِ عرشِ ذات پاک بنا دیا ہے۔

محمد صادق گوہڑوی ، برادرِ اکبر شیخ الحدیث مولانا محمد یحیٰ مدرس جامعۃ الحبیب بھی خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درویشاں میں شامل تھے۔ بظاہر قلیل العلم اور سادہ مزاج آدمی تھے لیکن اپنے نظریات اور علم و عرفان میں بے مثل قابلیت اور بے باکانہ انداز سے سحر طاری کر دیتے۔

ایک دفعہ جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور میں مفتی اعظم پاکستان محمد عبد القیوم خان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے نفی واثبات اور مشاہدہ کے موضوع پر گفتگو کی تو وہ حیران ہوئے اور تدریس و تعلیم کے باوجود اپنے عجز کا اظہار کیا کرتے تھے۔

بابا مومبا، بابا صادق اور بابا نجابت علی شیخ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ رعایا ہونے کے باوجود ہر وقت اپنے عقیدے اور خیالات کا اظہار کرتے رہتے اور بے خوف وخطر اپنے عقائد پر دلائل دیتے تھے۔ کئی دفعہ رئیس سادات جو بد عقیدہ تھے۔ انہوں نے ان پر جبر واستبداد کی کوشش کی لیکن چارہ نہ رکھتے یہ تینوں حضرات بد عقیدہ علماء کو ایسے جواب دیتے کہ وہ حیران رہ جاتے اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے۔

مولوی درویش محمد صاحب انصاری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا علم و فضل عطا فرمایا کہ آپ مفلوک الحال ہونے کے باوجود بے باک اور بڑا اعلیٰ کلام کرنیوالے تھے۔ تمام مساجد کے علماء ان کی قدر کرتے تھے۔

مولوی صاحب کا مزار لنڈیانوالہ مسجد کے احاطے میں موجود ہے۔

برمزارِ ماغریباں نَے چراغے نَے گُلے	نَے پرے پروانہ سوزد نَے بیاید بلبلے

دنیا سے بے رغبتی

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نین وال کاشت کاری کرتا تھا تو وہاں پر میں نے اپنے ذوق و شوق کے مطابق باغ لگایا اور حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کو عرض کیا کہ میں آپ کو نین وال کے باغ کی سیر اور ثمرات سے لطف اندوز کرنا چاہتا ہوں جس پر آپ خاموش ہو جاتے۔ ایک دن میرے اصرار پر آپ خاموش تھے کہ تین اجنبی لوگ آئے جن کے پاس پھل کے ڈبے تھے۔ خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

”تم مجھے اس دنیا کے پھل کی طرف مجبور کرتے ہو جبکہ میرا خالق و مالک مجھے اپنی جناب سے بے مثل

نعمتیں عطا فرماتا ہے۔"

بابا چشتی خادم لنگر خانہ کھر یپڑ شریف بیان کرتا ہے کہ مجھے سائیں لالہ پاک نے بتایا کہ ایک دفعہ ایک جگہ کشتی کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ چونکہ ہندوستان میں زور آزمائی کو بہت اہمیت دی جاتی تھی چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اکھاڑے میں اترے اور اپنے مقابل کو شکست دی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عمر، تجربے اور جسامت میں دوگنا تھا۔ تماشائی حیران رہ گئے تو اس کامیابی پر لوگوں نے ڈھیر پیسے نچھاور کیے لیکن آپ مال و دولت کی طرف بچپن سے ہی توجہ نہ کرتے تھے۔ لہذا آپ نے ادھر بھی پیسے لینے سے انکار کر دیا۔ حاضرین کو آپ کی شخصیت، تجربہ اور بے نیازی نے بڑا متاثر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو انعام و اکرام میں جو رقم ملتی تھی آپ اس کو لا کر مدرسہ کے فنڈ میں جمع کروا دیتے تھے۔

مکارمِ اخلاق

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء و اولیاء کے طرزِ تبلیغ اور حسنِ معاشرت کی طرح لوگوں کو صراط مستقیم پر چلانے سے بہت خوش ہوتے اور گم گشتۂ راہ کو ہدایت یافتہ اور تائب کرنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت محبوب تھا۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "انسان کی طرف پاؤں کرنا خنزیر کے گوشت کھانے کے مترادف ہے یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کو کبیرہ گناہ گردانتے تھے۔"

حضرت بابا فتولہ کھرل خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ ان کی بے حد توقیر و احترام کرتے اور آپ کی نشست قابلِ قدر لگاتے لیکن وہ فرماتے کہ جناب میں آپ کی نیاز مندی اور عقیدت کیلئے حاضر ہوتا ہوں اور آپ مجھے خشوع و خضوع کی بجائے سرفرازی دیتے ہیں۔

فضلِ باری تعالیٰ

حضرت خواجہ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ صبح کی مجلس میں حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں حاضر ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے۔ تجہیز و تکفین کے دوران بارش کا سلسلہ جاری رہا سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد اور بھائی گھر آئے اُن کے کپڑے گیلے تھے اور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے خشک تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واقعہ صبح والی مجلس میں ذکر کیا گیا اور شام والی مجلس کے بعد لنگر خانہ میں بھی بارش شروع ہو گئی۔ میرے ہادی نے فرمایا کہ

کیکر کے نیچے میری کرسی رکھو اور میرے نزدیک کوئی نہ آئے۔ چنانچہ میں وَن کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور ایک درویش کو کھوئی کے پاس بٹھا دیا تاکہ کوئی قریب نہ آئے۔ نماز عشاء کے وقت آپ تشریف

لائے۔ میں نے دست بوسی کی تو میں نے دیکھا کہ بارش ہونے کے باوجود میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے کپڑے بالکل خشک تھے۔

مستجاب الدعوات

راقم کے جدِ امجد کی والدہ مائی صالحہ بی بی کا بیٹا اللہ دتہ مرگی کا مریض تھا۔ آپ کی خلافت و اجازت سے پہلے وہ آپ سے علاج کروانے کیلئے آیا کرتی تھی۔ خلافت کے بعد جب بیٹے کو لیکر حاضر ہوئی تو یکسر انقلاب اور فضائے نور دیکھی۔ آپ نے اس بیٹے کیلئے دعا کی اور فرمایا" اس کی جلدی شادی کرو اس کا ایک بیٹا ہو گا چنانچہ جناب کی نوید صحیح ثابت ہوئی۔"

سخاوت

بابا چراغ نائی بیان کرتا ہے کہ پہلی دفعہ حجامت کیلئے مجھے درویش بابا صادق ڈوگر آف (شہباز کے) لینے آیا تھا۔ جب میں حاضر ہوا اور آپ کی حجامت بنائی تو آپ نے مجھ سے اپنا مطالبہ پوچھا میں نے عرض کی تو آپ نے اس اجرت سے دس گنا زیادہ عطا کیا اور فرمایا کیونکہ بڑا خاندان اور افراد ہیں اس لیے آپ کا معاوضہ دس گنا ہو گا اور جب بھی کسی بیمار کو حجامہ یا سینگی لگاتے تو لگانے سے پہلے راکھ وغیرہ تیار کرواتے اور مجھے پانچ روپے دیتے جو اس زمانہ میں خطیر رقم تھی۔ آپ اکثر یہ شعر بھی الاپتے رہتے تھے:

سرے پین کنواریاں جنہاں دے چنن ورگی دہی اے
جدوں پالئی نتھ سہاگ دی پھر لکنا چھپنا کی اے

اس شعر کو قوال سے بار بار سنتے اور کثیر رقم عطا فرماتے۔

چوروں کی تربیت

بابا محمد طفیل ولد اللہ دتہ بھٹی بیان کرتا ہے کہ بابا فیروز دین بھٹی چوری کرتا تھا۔ اس کو آپ نے بیعت کیا۔ بعد از بیعت وہ چوری کرنے گیا تو بوقتِ چوری اپنے پیر و مرشد خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سامنے پایا تو واپس چلا گیا۔ دوسری دفعہ پھر اسی طرح جناب کو سامنے موجود پایا پھر تیسری دفعہ یہی واقعہ پیش آیا۔ دوسرے دن دربار شریف پر حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میں بیعت تو ہو گیا ہوں لیکن میرے بچوں کو بھوک سے نہ ماریں تو آپ نے فرمایا کہ "چوری کی تمہیں اجازت ہے لیکن جہاں میں نہ ہوں وہاں جا کر چوری کر لینا۔"

بابا محمد انور کمہار عرف بلا ایک چور تھا۔ وہ ایک وٹو کے ساتھ لنگر خانہ میں حاضر ہوا تو اپنی عادت کے مطابق گھوڑی کو چوری کرنے کا ارادہ کیا اور اس کا تالا کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ کھول سکا دیکھا تو حضرت

خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ خود وہاں کھڑے تھے۔ وہاں سے ناکام واپس آیا۔ صبح جب آپ کے سامنے حاضر ہوا تو آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ بڑا آکڑ خان ہے، لیکن رات کو تالا بھی نہ کھول سکا۔ بس اسی بات کو سن کر اس کو حق الیقین ہو گیا کہ یہ ہستی بڑی ہی عظیم ہے اور حضور کے دست پر بیعت ہو گیا۔

بابا انور بڑا سخت مزاج، تند خو اور اکڑ والا انسان تھا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا کا شکار ہونے کے بعد تمام زندگی وفاداری کے ساتھ خدمتِ لنگر خانہ میں گزار دی۔

پیغام حق کی اشاعت کیلئے سفر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾

ترجمہ: میں قبول کرتا ہوں جب کوئی مانگنے والا مجھ سے مانگتا ہے۔

حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، مساکین و غرباء کی دعوت پر ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو ان کی زندگی اور معیشت کی کایا ہی پلٹ جاتی۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احیاء کے پیشِ نظر مریدین کے گھر تشریف لے جاتے۔ آپ پوری طرح سج دھج کر اور مریدین کی ایک بڑی جماعت کو ساتھ لے کر جاتے تھے۔ جہاں سے بھی گزرتے لوگوں کو ذکر بالجہر کی آواز سے پتہ چل جاتا کہ کھرپیڑ شریف والے گزر رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی پیدل لیکن اکثر گھوڑی پر سوار اور درویش پیدل ہوتے۔ بعض مقامات پر تانگہ پر بھی تشریف لے گئے۔

20 ون اے۔ ایل

سب سے پہلے دعوت پر 20 ون۔ اے ایل میں بابا ملکہ ولد نوتا سیال کے گھر تشریف لے گئے اور تقریباً تین دن اور دو راتیں قیام فرمایا۔ آپ دن کو مجلس فرماتے اور رات کو بھی روشنی کا انتظام ناقص ہونے کے باوجود باقاعدہ مجلس فرماتے تھے۔ نماز پنجگانہ کیلئے 20 چک کی مسجد میں تشریف لائے تو مسجد کی خوبصورتی اور پختگی دیکھ کر پورے گاؤں کو دعا دی اور فرمایا کہ یہ مسجد پورے گاؤں کا رب العالمین کی بارگاہ میں آسرا ہے اور آپ کی وہ دعا آج بھی نظر آرہی ہے کہ پورا گاؤں اولیاء کاملین کی محبت رکھتا ہے، راہِ خدا میں ان کا خرچ کرنا مثالی ہے۔ یہاں سے واپسی پر آپ رحمۃ اللہ علیہ 22 چک میں فیروز دین بھٹی کے گھر بھی تشریف لے گئے۔

20 چک وسطی حبیب آباد

تاج دین شیخ اور محمود شیخ وسطی چک 20 کے رہنے والے تھے۔ ان کے گھر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ دعوت کیلئے تشریف لائے اور درس مثنوی بھی دیا۔ لوگ بتاتے ہیں کہ آپ نے مجنوں اور اس کی اونٹنی والی حکایت بیان کی۔ اس گاؤں کا نمبردار باہلی بھی آپ کے استقبال کیلئے آیا۔

حضرت محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں خلیفہ یعقوب کے گھر بھی تشریف لے گئے۔ اس کی عقیدت وارادت سے خوش ہو کر دین و دنیا میں فلاح کی دعا کی۔ آپ کی جوانی والی تصویر خلیفہ یعقوب کے گھر کی یادگار ہے۔

بونگہ سوڈھی والا

آپ رحمۃ اللہ علیہ بونگہ سوڈھی والا دعوت و تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے۔ پھر قریشی چک اور وہاں سے درویشوں کی التجاء پر لومڑی میں تشریف لائے۔ افواہ پھیلی کہ کرمانی سادات راستے میں مزاحمت کریں گے لیکن سیّد شاہ نواز اور موجے شاہ دونوں بھائی آپ کے استقبال کیلئے آئے اور بڑی اکرام و تعظیم کی۔

بصیر پور شریف

بصیر پور میں حافظ محمد علی قادری بصیرپوری کے گھر چار مرتبہ تشریف لے گئے (دو مرتبہ تقسیم ہند سے پہلے اور دو مرتبہ تقسیم ہند کے بعد)

پہلی مرتبہ آپ 25 اکتوبر 1931ء میں تشریف لائے، جس کی خوشی میں آج بھی عرس پاک منایا جاتا ہے اور آخری مرتبہ تقسیم ہند کے بعد 1956ء میں تشریف فرما ہوئے۔ ہر مرتبہ آپ نے رات کا قیام بھی فرمایا اور دن اور رات کے مختلف اوقات میں مجلس پاک بھی ارشاد فرمائی۔ آپ نے بصیر پور شریف شہر کے شمالی راجباہ پر صبح کی سیر کرتے ہوئے شہر کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ تین مرتبہ اجڑا ہے اور تین مرتبہ آباد ہوا ہے۔ اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ ایک مسلّم حقیقت ہے۔ وہاں سے آپ قلعہ سوندھا سنگھ، کلیر سے ہوتے ہوئے عمر سکھالا دھوکا حضرت مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے۔

لوگ کہتے ہیں کہ حجرہ شاہ مقیم میں حضرت بہاول شیر قلندر اور سیّد محکم الدین شاہ مقیم کے مزارات پر حاضری دی۔ لوگوں کا جلوس اور ذکر کی آواز سن کر سجادہ نشین نے پوچھا کہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں۔ تو آپ نے خوش ہو کر فخریہ انداز میں دعا دی کہ "تمہاری شہرت کے ڈنکے بجتے رہیں گے۔"

عمر سکھالا دھوکا، منڈی احمد آباد

عمر سکھالا دھوکا دریائے ستلج کے قریب وٹو خاندان کا گاؤں ہے۔ گاؤں کی طرف کوئی قابل قدر راستہ ہی نہ تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو انہوں نے بڑا پر تپاک استقبال کیا۔ پورے گاؤں میں مشعلیں جلائی گئیں اور

چادریں بچھائی گئی۔

اسی گاؤں میں ایک عورت جو ہندو کھشتری ذات سے تعلق رکھتی تھی اس کے عرض گزار ہونے پر آپ نے اس کی آنکھوں کو دم کر کے لعاب لگایا تو اس کی نظر ٹھیک ہو گئی۔ آپ کی یہ مہربانی دیکھ کر سارا خاندان مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

باباخوشی محمد گہلن

باباخوشی محمد گہلن کے گھر آپ دعوت و تبلیغ کے لیے شایانِ شان طریقے سے تشریف لائے۔ باباجی اور ان کی برادری خصوصاً ان کی بہن اور بھائی کا والہانہ پن دیکھنے کے قابل تھا۔

ٹھٹھہ سید علی

حافظ چراغ دین اور لال دین کمیانہ آف ٹھٹھہ سید علی کی دعوت پر آپ تشریف لے گئے وہاں محمد کمیانہ کے گھر کے باہر درخت کے نیچے مجلس فرمائی۔

9 چک رینالہ خورد

پیر لال شاہ، سائیں سردار شاہ کے بھائی اور آپ کے خلیفہ تھے۔ ان کی دعوت پر بھی 9 چک تشریف لائے۔

بھٹہ محبت حجرہ شاہ مقیم

مولوی علم دین کی دعوت پر بھٹہ محبت تشریف لائے اور وہاں مجلس ارشاد فرمائی۔

داؤکے چک نمبر 9

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ، مولوی علی محمد آف داؤکے کی دعوت پر سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خادم بوٹا رام کے ساتھ تشریف لے گئے۔

جمن شاہ عارف والا

جمن شاہ قبولہ ضلع پاکپتن شریف دریائے ستلج کے کنارے پر ہے۔ اس میں "لکھوکے" جوئیہ اور سنار خاندان کی دعوت پر آپ تشریف لے گئے۔ وہاں تین دن تشریف فرما ہوئے اور واپسی پر آپ کو اونٹ پر بٹھا کر شہر تک جلوس کی شکل میں پہنچایا گیا۔

مولوی قمر دین اور بابا سوہنا وغیرہ کی خاندانی محبت و عقیدت بے مثل تھی۔ آپ نے اس گاؤں والوں

کے متعلق جو پیشین گوئیاں فرمائیں، وہ ہو بہو پوری ہوئیں۔

منگو تارو نزد موڑ کھنڈا

منگو تارو نزد موڑ کھنڈا گاؤں کے ایک درویش بابا اسماعیل اور بابا حسن کی دعوت پر دو مرتبہ تشریف لے گئے۔ تیسری مرتبہ بد عقیدہ لوگوں کے چیلنج پر بھی تشریف لے گئے۔

دھو کا منڈی فیض آباد

دھو کا منڈی فیض آباد کے قریب دریا کے کنارے ایک گاؤں میں ڈوگر خاندان کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ راوی کے علاقے کے کافی درویش آپ کے ہمراہ تھے۔ بابا امیر بلوچ آف دانا آباد بھی آپ کے ساتھ تھا۔

لاہور

میاں غلام رسول صاحب آف لاہور کے گھر کو آپ نے اپنا مسکن قرار دیا۔ چنانچہ بیماری کے ایام میں ان کو میزبانی کا شرف بخشا۔ اسی طرح حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ بھی بیماری کے ایام میں انہیں کے گھر رہے۔

کرنل ارشد صاحب کی زبانی

کرنل ارشد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دو دعوتوں پر حاضر ہوا۔ سدھا پور یعنی 28 چک کمبوہ برادری کی دعوت پر اور دوسری دفعہ بونگی (بصیر پور) تشریف لے گئے۔

کندووال، حجرہ شاہ مقیم

علامہ فضل الٰہی قادری صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری والدہ نے بتایا کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ گھوڑی پر سوار ہو کر کندووال میں درویش محمد علی انصاری کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں مجلس ارشاد فرمائی اور ایک دن تک قیام فرمایا۔ درویش محمد علی انصاری کی قبر کندووال مسجد کے ساتھ متصل ہے ۔ آپ اس مسجد کے امام رہے اور آپ کا وصال 1964ء میں ہوا۔

باب چہارم

وصالِ باکمال

دِلا عشق دا پھَل ہَے جے چکھ لیویں تینوں کدِی وِی موت نہ آ بیلی

ہَے توں مُوتوا والڑی رمز بجھیں رہیں لایموت سدا بیلی

عشق باجھ نہ مرگ دا مزا چکھیں نہیں باجھ فنا بقا بیلی

مکتوبات عشق

علالت

حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کو کاربنکل پھوڑا ہوا جس کا زخم آہستہ آہستہ گہرا ہوتا چلا گیا۔ آپ نے بابا پھومن اور اللہ دتہ بھٹی کے ساتھ کچھ درویشوں کو بھیجا کہ وہ بابا مست کو ڈھونڈ کر لائیں۔

جب وہ درویش بابا مست کو پتوکی سے ڈھونڈ کر لا رہے تھے تو بابا مست نے کھجور والے موڑ پر اونٹ سے چھلانگ لگا دی اس پر اللہ دتہ بھٹی نے ان کے ساتھ سختی کی اور کہا کہ ادھر تم ساتھ نہیں چل رہے اور اُدھر وہ ہمیں آرام سے بیٹھنے نہیں دیتے اور اُسے دوبارہ اونٹ پر سوار کر دیا۔ جب درویش بابا مست کو لے کر جناب کی بارگاہ میں پہنچے تو اس نے آپ کے پھوڑے پر انگلی مارتے ہوئے کہا کہ یہ کیا ہے؟

جس سے وہ پھوڑا پھوٹ گیا اور آپ کے درد میں کمی آگئی۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ہم نے اس لیے ہی بابا مست کو لانے کا حکم فرمایا تھا کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی یہ کام نہیں کر سکتا تھا" جب آپ کی تکلیف میں مزید شدت ہوئی تو آپ کو لاہور گنگا رام ہسپتال داخل کرایا گیا۔ آپ کئی دن تک لاہور اسٹیشن کے قریب میاں غلام رسول کے گھر بھی رہے۔

آپ کے صاحبزادے کرنل محمد ارشد بیان کرتے ہیں کہ اسی وارڈ میں رستم ہند گاما پہلوان بھی داخل تھا جو اپنی قد و قامت اور جسامت میں دیکھنے کے قابل ہوا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے مجھ سے پوچھا کہ بزرگ تمہارے والد ہیں؟ میں نے ہاں میں جواب دیا تو اس نے کہا کہ ان کی خدمت میں رہا کرو کیونکہ بزرگوں سے فیض حاصل کرنے میں بیٹے اور گھر والے عموماً ناکام رہتے ہیں کیونکہ ان کا روشن چہرہ بتا رہا ہے کہ یہ اللہ والے اور روشن ضمیر بزرگ ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ میں دنیاوی عروج والا بندہ تھا اب میں منہ سے مکھی بھی نہیں اڑا سکتا۔ لیکن یہ بزرگ طویل العمر اور بڑھاپے کے باوجود مطمئن ہیں اور بشاشت اسی طرح قائم ہے۔

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میو ہسپتال کی گورا وارڈ میں داخل تھے۔ ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش نے آپ کا علاج کیا۔ آپ کی خدمت میں بھوتو نمبردار (آف علاقہ نواب صاحب) ہر روز آتا تھا۔

حضرت خواجہ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے روزنامچہ میں لکھتے ہیں کہ میرے بادشاہ جب میو ہسپتال لاہور میں داخل تھے تو آپ کے ساتھ سائیں لالہ پاک اور ماما خادم علی بھی حاضر خدمت تھے میں زیارت کیلئے حاضر ہوا تو ناسازی طبع کو دیکھ کر رونا شروع ہو گیا۔

آپ نے میرا درد دیکھ کر آنکھیں بند کرلیں جب میری تشویش بڑھی تو میری تسکین کیلئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شیخ سید ابو الحسن علی ہجویری المعروف داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو میں نے آپ سے شکوہ عرض کیا تو داتا صاحب نے فرمایا کہ آپ نہ تو بیمار ہیں نہ ہی اور کوئی مسئلہ ہے صرف ادھر آنے کا بہانا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ ہسپتال میں داخل تھے تو ایک آدمی جو چودھری تھا آپ کو ملنے آیا اور اپنی دستار باہر رکھ کر آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے پوچھا کہ اپنی چودھر کدھر رکھ کر آگئے ہو؟ تو اس نے بتایا کہ میں اپنی دستار باہر رکھ کر آیا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ شکر ہے کہ تم نے ہماری اتنی عزت کی کہ اسے باہر رکھ دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دن جب حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ گنگارام ہسپتال میں زیر علاج تھے تو عطاء محمد کے ساتھ علی پور سیداں سے سجادہ نشین صاحب آپ کی تیمار داری کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا کہ شاہ جی! آپ علی پور شریف سے لاہور کیوں آئے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ ایک درویش جو حج پر جا رہا تھا اس کو رخصت کرنے آیا ہوں۔ آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور شاہ صاحب کو ان کا مقام خوب بتایا کہ آپ مریدوں کو الوداع کرنے تو آگئے ہیں لیکن آپ کی عدم موجودگی میں مریدین کی راہنمائی کون کرے گا؟

آخری کلام، وصیت

محمد جنید بن خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجلس میں بیان فرمایا کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں آخری وصیت میں ارشاد فرمایا کہ "فتح پور شریف کا راستہ نہیں بھولنا، یہ رستہ ہمیں بہت مشکل سے ملا ہے" والد گرامی اکثر ہمیں لے کر فتح پور شریف حاضر ہوتے تو کسی نے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ اکثر آتے جاتے رہتے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہی آنا جانا ہی تو اصل مقصدِ حیات ہے اور چونکہ عرصہ حیات تھوڑا اور تنگ ہے اس لیے اس راستے کا اپنی اولاد کو عادی بنا رہا ہوں۔

جب حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ ہسپتال میں زیر علاج تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محمد اشرف! کوئی بات سناؤ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ جناب حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ

کچھ رولا پایا عالماں کچھ کاغذاں پایا جھل　　　ہور نے سبھے گلڑیاں اللہ اللہ دی گل

بس میرا اتنا ہی عرض کرنا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے محظوظ ہوئے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے نیکی کی تعریف پوچھی تو میں نے عرض کیا کہ جناب جو قبول ہو جائے۔

وصالِ باکمال

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً﴾

ترجمہ: اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف اس حال میں واپس آ کہ تو اس سے راضی ہو، وہ تجھ سے راضی ہو۔

"اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ"

ترجمہ: موت ایک پل ہے، جو دوست کو دوست سے ملا دیتی ہے۔

وصال سے دو دن پہلے آپ کو لاہور سے کھر پیڑ شریف منتقل کر دیا گیا۔ حکمِ حاکم الحیاۃ والموت کے تحت آپ کا وصال باکمال 4 جنوری 1961ء بمطابق 21 پوہ کو رات گیارہ بجے ہوا (اناللہ وانا الیہ راجعون)

محمد سجاد بن بابا محمد طفیل بھٹی بیان کرتا ہے کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ وصال سے پہلے بابا محمد علی سیال ولد سوجا سیال آپ کے قدم دبا رہا تھا اور آپ اس سے خوش طبعی کرتے رہے۔ میں (بابا محمد طفیل) اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ اس وقت نو عمر تھے اور ہم بھی حاضر خدمت تھے۔

تجہیز و تکفین، جنازہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کفن حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے تیار کیا اور نماز جنازہ بھی انہوں نے پڑھائی۔ ماما خادم علی اور حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو آپ کی بیٹھک جہاں آپ آرام فرماتے تھے وہیں پر غسل دیا۔ آپ کا جنازہ تیسرے روز ادا کیا گیا۔ کیونکہ آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ جب تک میرا آخری مرید بھی نہ آجائے اور میری زیارت نہ کر لے مزید فرمایا کہ نیلی دریا کے علاقہ سے کسان اور جٹ میرے پیار والے لوگ ہیں ان کی آمد تک مجھے دفن نہ کرنا۔ چنانچہ وہ آخری لوگ جمن شاہ سے تعلق رکھنے والے تھے۔

قبر مبارک مستری عبدالجبار آف مستووال نے تیار کی۔ بعد میں مزار عالیہ کی تعمیر کا شرف بھی ان ہی کو حاصل ہوا۔ آپ کا وصال باکمال 4 جنوری رات کے وقت ہوا اور تدفین 7 جنوری کو نماز عصر کے بعد ہوئی۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال 4 جنوری کو عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔

دستارِ سجادگی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہلم مبارک پر حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی دستار بندی اور سجادہ نشینی کا اعلان کیا گیا۔ آپ کی دستار بندی مرشد خانہ سے سیّد سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سیّد محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے کی جو اس وقت نو عمر تھے۔

جب آپ کے سر پر دستار رکھی گئی تو آپ نے سیّد سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا جوڑا سر پر رکھ لیا اور عرض کی یہی ہماری کج کلاہی ہے۔

سیّد سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری

محمد جنید بیان کرتے ہیں مجھے آپ کی صاحبزادی نے بتایا کہ تعزیت کیلئے چہلم کے بعد حضور سائیں گامن پاک خود تشریف لائے اور یہاں تین دن قیام فرمایا اور فرمایا کہ ہم اپنے گھر آرہے ہیں لہذا کسی قسم کا کوئی تکلف نہ کیا جائے صرف دال کا پتلے شوربے والا سالن تیار کیا جائے۔ موجودہ سکول کی جگہ پر آپ کے قیام کے لیے الگ کمرہ تیار کیا گیا کیوں کہ اس جگہ مکمل سکوت ہوتا تھا۔

جنہاں موتوا والی رمز پائی سی عشق دا ٹل جو کان بیلی
جتھے انت جاناں پہلے جان اوتھے لیندیار دامن فرمان بیلی
عاشق جان معشوق نوں دین ایسی ملک الموت بھی رہے حیران بیلی
ایس جان اورک جان ہو جاناں کُل مَن علیہا فان بیلی
جے توں جان جاناں نوں دیں آپے تیرا ہو وسی تدوں احسان بیلی
دلاں نال عقیدڑے صاف پہلے کریں دل دا صاف مکان بیلی

مکتوبات عشق

باب پنجم

آستانہ عالیہ عظیمیہ قادریہ کھریپڑ شریف

اَگے ہجر فراق پر لہر وَگے جیندی کدھڑی نظر نہ آجانی
سَر تے بنھ واہل رب یاد کر کے عاشق ٹھل پئے دَریا جانی
ہور کُل مُراد بَرباد کر کے لیَنا یار دا حرف لقا جانی

مکتوبات عشق

لنگر خانہ

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کا کاشانۂ اقدس (پرانا گھر) گاؤں کے بازار میں ملک فیملی کے ساتھ تھا اور لنگر خانہ کے ابتدائی معاملات یہاں سے شروع ہوئے۔

خدام لنگر خانہ

سراج علی آف گوہڑ ہٹھار، حافظ محمد عمر، محمد دین کمیانہ آف کماں اور ان کے ساتھ مفتی عطاء محمد قادری لانگری رہے۔ ان کے بعد محمد امیر آف بھٹہ محبت، بابا محرم جموں آف مصطفیٰ آباد، عاشق علی یوسف مستری لانگری رہے۔ مویشیوں کی دیکھ بھال کیلئے بابا خان محمد، غلام حسین کا بھائی آف چک جوتا، حافظ رحمت علی ،راجہ مسلم شیخ (آف دہڑ شریف)، مولوی عطاء محمد، اللہ دتہ اور محمد دین بھٹی ولد فیروز دین بھٹی اور عطاء محمد آف بھٹہ محبت کی ڈیوٹی تھی۔

حامد ولد تاج دین شیخ، راجو مسلم شیخ اور اسماعیل عرف سیلا بھی لنگر خانہ میں رہتے اور آپ کے تانگہ کی کوچوانی کرتے تھے۔ رات کے وقت گھر میں آپ کی خدمت کیلئے ماما فضل کریم اور ماما خادم علی ہوا کرتے تھے۔ پہرے داروں میں ماما فضل کریم اور یعقوب خان دستی آف ڈیرہ غازی خان شامل تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مثنوی شریف کے اشعار پڑھنے والے سید محمد عرف پھومن رنگھڑ، مولوی عبد العزیز صاحب اور اللہ دتہ ولد فیروز دین بھٹی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حجامت بنانے کی خدمت بابا چراغ نائی اور اس کے بھائی بھولا کو نصیب ہوئی۔ لنگر خانہ کے چھپر باندھنے کی خدمت بابا شماں، بابا صادق اور بابا مبارک عرف مو مبا مسلم شیخ آف لنڈیانوالا کو نصیب ہوئی۔

پرانا لنگر خانہ اب موجودہ مجلس خانہ کے جنوبی کونے میں تھا جہاں اب رشتہ داروں کے مزاروں والا کمرہ ہے وہاں پر دو کمرے تھے۔ ان کے دروازے مغرب کی جانب تھے اس کے متصل آٹے والا کھرا س تھا اس کے ساتھ بھٹھی تھی اور ساتھ ہی ایک بڑا چھپر تھا جہاں درویش رہتے تھے۔

لنگر خانہ کی تعمیر و ترقی

حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ چونیاں تشریف لے گئے تاکہ لنگر خانہ اور مسجد کیلئے زمین الاٹ کروائی جا سکے لیکن سارا دن قطار میں کھڑے رہنے کے بعد بھی تحصیل دار سے ملاقات نہ ہو سکی۔ جس سے حافظ محمد علی قادری شدید رنجیدہ ہوئے اور حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر واپس چل دیے۔ جیسے ہی آپ واپس روانہ ہوئے تحصیل دار کی حالت بے چین ہو گئی اور وہ گھبرا گیا۔ اس نے باہر آکر پوچھا کہ کیا کوئی عجیب معاملہ ہوا ہے؟ تو اسے بتایا گیا کہ دو بزرگ کھریپڑ شریف سے تشریف لائے تھے لیکن تمام دن لائن میں کھڑے رہنے کے باوجود بھی وہ آپ سے ملاقات نہ کر سکے جس وجہ سے وہ ناراض ہو کر واپس چلے گئے ہیں۔

جب تحصیل دار نے یہ بات سنی تو اس نے گاڑی نکالی اور کھریپڑ شریف کی طرف چل دیا اور آپ کے پہنچنے سے پہلے کھریپڑ شریف پہنچ گیا۔ چونکہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ پیدل تھے اس لیے آپ بعد میں پہنچے تو وہ تحصیل دار پہلے سے موجود تھا۔ اسے دیکھ کر سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیے۔ لیکن حافظ محمد علی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ مسلسل غصہ میں رہے۔ وہ شخص جناب کے قدموں میں گر گیا اور معافی مانگنے لگا۔ لیکن حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ہمیں تم سے کوئی ناراضی نہیں ہے بس ہمارے دوست حافظ محمد علی بصیر پوری کو منالو۔"

جب وہ حافظ صاحب کی طرف بڑھا تو حافظ صاحب نے فرمایا۔ "ہم تمہیں اس وقت معاف کریں گے، جب تم ہمارے جناب کو مطلوبہ زمین الاٹ کر کے دوگے۔" تو اس نے عرض کی کہ دو کنال کافی ہے؟ حافظ صاحب کو پھر غصہ آیا اور تلخ لہجے میں فرمایا کہ تم نے اپنے پلے سے دینی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ جناب! ایک ایکٹر کافی رہے گی؟ اس پر حافظ صاحب کا غصہ مانند پڑ گیا اور اس طرح لنگر خانہ و مسجد کیلئے پہلی زمین حاصل ہوئی جہاں آج مسجد و مجلس خانہ موجود ہے۔

حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش کی جگہ پر انا لنگر خانہ تھا۔ اس کی دیواریں شمالاً جنوباً تعمیر کرنا تھیں کچھ درویش شمال اور کچھ درویش جنوب والی دیوار تعمیر کر رہے تھے۔ دن گیارہ بجے کا وقت ہو گیا۔ چونکہ آپ کا معمول تھا کہ مجلس فرمانے سے پہلے تمام امور سے فارغ ہو کر سب کو مجلس کی طرف بلا لیتے تھے۔ لہٰذا حافظ محمد علی صاحب کو حکم دیا

کہ تمام درویشوں کو کہو کہ آکر لنگر کھالیں تو درویشوں نے کہا کہ ہم تو دیواریں مکمل کر کے ہی کھانا کھائیں گے۔ آپ نے تین مرتبہ یہی حکم دیا تو درویشوں نے بھی کام جلدی مکمل کرنے کا فیصلہ کیا۔ لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زبانِ فیض رساں سے فرمایا: ”ہماری کرسی یہاں سے اٹھالو اور دوسری جگہ رکھو۔“

حافظ محمد علی قادری بصیر پوری فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی کرسی دوسری جگہ رکھ دی۔ آپ ابھی تشریف فرما ہوئے ہی تھے کہ جنوب والی دیوار آدھی اندر اور آدھی باہر کی طرف گر گئی۔ میاں امام دین درویش جو دیوار کی چوٹی پر بیٹھا تھا، گر کر زخمی ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”اب تو روٹی کھاؤ گے یا نہیں؟ اور فرمایا تمہاری جلد بازی کا نتیجہ تم کو مل گیا ہے۔ اب روٹی کھاؤ، پھر یہ کام کرنا۔“

لنگر خانہ کا رقبہ جو سائیں مست کے مزار تک محدود تھا لیکن بعد میں پلاٹ اور احاطے وقتاً فوقتاً خرید کر لنگر خانہ میں شامل کر دیے گئے۔

دربارِ عالیہ کی تعمیر

دربارِ عالیہ کھریپڑ شریف جو کہ حُب اولیاء اللہ اور فنونِ لطیفہ کا شاہکار ہے ۔ حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ دربار گوہر بار کی بنیاد حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فروری 1963ء میں نمازِ عصر کے بعد رکھی۔ دربارِ عالیہ کی بنیاد غالباً 12 فٹ چوڑی اور 12 فٹ گہری تھی۔ دربارِ عالیہ کی جگہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک تھی۔ اس کو مسمار کر کے اسی جگہ پر بنیاد رکھی گئی۔

دربارِ عالیہ کی تعمیر کا جب افتتاح ہوا تو پہلے دن 70 دیگیں لنگر عقیدت مندوں کیلئے پکایا گیا۔ مستری گل محمد ملتان سے دربارِ عالیہ کی تعمیر کے لیے آیا تو اس نے تمام اشیاء کے متعلق بتا کر چھٹی مانگی کہ جب یہ اشیاء تیار ہو جائیں اور مطلوبہ بنیاد تک کھدائی مکمل ہو جائے تو مجھے بلوا لینا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ کھدائی اور اشیاء جمع کرنے میں تقریباً چھ ماہ کا عرصہ لگے گا لیکن حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے جمبر والے کمہاروں اور درویشوں کو منگوا کر ایک ہی رات میں ہی مطلوبہ بنیاد کھدوا ڈالی اور سامان بھی مہیا کر دیا۔ اس عمل کو دیکھ کر مستری گل محمد حیران رہ گیا۔

مستری گل محمد ، محمد بخش، محمد رمضان. فیض رسول، الٰہی بخش اور غلام محمد معمار تھے ۔ چنائی والے عاشق حسین ، قادر بخش اور خلیل تھے۔ ان میں اکثر ملتانی تھے جن کو تعمیراتی تجربہ ، پختگی اور فنون لطیفہ میں مہارت کی وجہ سے منگوایا گیا تھا اور انہیں ان کی شایان شان خدمت و معاوضہ ادا کیا جاتا تھا۔

دربارِ عالیہ کھریپڑ شریف کو سیمنٹ کی بجائے مغلیہ طرزِ تعمیر پر چونا اور مصالحہ کے ساتھ تیار کیا گیا۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ جنگل کے ٹیلوں سے روڑ (کنکر) اکٹھے کر کے ان کو کچھ عرصہ آگ میں گرم کیا جاتا پھر ان کو پیس کر سفید چونا میں شامل کر کے استعمال کیا جاتا۔

خواجہ سائیں پیر سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ دربارِ عالیہ کے باہر لکھائی لوہاری گیٹ لاہور کے کاتب حافظ جی نفیس رقم والوں سے کرائی گئی۔

ذوق شوق

شوق ذوق دیویں ربّا اپناں توں اتے غیر دا وہم چکا بیلی
جام دے توحید دے مَٹ وچوں مَنگاں ایہہ انعام سدا بیلی

دربارِ عالیہ کھریپڑ شریف کے اندر اسمِ ذات باری تعالیٰ کو دیکھ کر استاذ العلماء مولانا عبد الرشید جھنگوی

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”یہ تمام امور خصوصاً لکھائی اور اسمِ جلالت خود نہیں بلکہ رب لم یزل کی مشیّت سے لکھا گیا ہے۔“

دربارِ عالیہ کی مدتِ تکمیل کے بارے میں عاشق حسین شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ تعمیر کے دوران بخدا ہمیں اس طرح کی کیفیت و مستی نصیب ہوئی کہ گویا سردی، گرمی موسمی اثرات کا پتا ہی نہ چلتا تھا۔ صرف پوہ اور ہاڑ یعنی شدید سردی اور گرمی کے دو ماہ چھٹی ہوتی۔

خدامِ تعمیر

بابا بشیر ماچھی، میاں غلام رسول، بابا تاج دین سیال اور احمد دین منشی انتظامی امور سنبھالتے تھے۔ دربارِ عالیہ کھرپیڑ شریف کی تیاری میں سارا پانی نہر سے استعمال کیا جاتا کیونکہ گاؤں کا پانی کڑوا اور شوریلا تھا۔ بیل گاڑی پر چند کلومیٹر دور سہجووال والے راجباہ سے منگوایا جاتا تھا۔ بیل گاڑی چلانے کی ڈیوٹی محمد دین عرف ممّاں بھٹی اور حافظ عمر نے انجام دی۔ دربارِ عالیہ کھرپیڑ شریف کی بنیادوں سے مٹی گدھوں پر اٹھا کر باہر لائی جاتی۔ یہ ڈیوٹی محمد دین اور نواب کمہار آف جمبر خورد نے نبھائی۔

دربارِ عالیہ کھرپیڑ شریف کی اینٹ باریک سائز میں خود تیار کروائی گئی۔ اینٹیں پکانے کیلئے مشرق کی جانب بھٹھی تیار کی گئی۔ تعمیر کے ابتدائی مراحل میں جودھ سنگھ موڑ پر واقع ایک بھٹہ سے اینٹیں خریدی گئیں جو معیار پر پورا نہ اتر سکیں۔ اس وجہ سے اینٹیں خود تیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اینٹیں فضل محمد کمہار آف کھرپیڑ شریف، بابا جمال عرف شاہ جمال اور بابا چراغ مسلم شیخ نکالتے تھے۔ دربارِ عالیہ کھرپیڑ شریف کی تعمیر کے دوران سارا عرصہ لنگر خانہ کے لیے دودھ 20 چک سے روزانہ جاتا اسی طرح جانوروں کا چارہ بھی وہی لوگ بھیجتے اور دودھ کی ڈیوٹی عموماً مہر علی بھٹی آف 22 چک ادا کیا کرتا تھا۔

کچھ عرصہ زمین بھی مزارعت پر لے کر کاشت کی جاتی جس کی نگرانی پیر محمد فاضل خود کرتے تھے۔ اسی طرح ابتدائی دور میں عرس، ختم شریف اور میلاد مبارک کے موقع پر چارپائیوں اور بستروں کا اہتمام 20، 21 اور 22 چک والے کرتے تھے۔

دربارِ عالیہ کھرپیڑ شریف کے تعمیر کنندگان و خادمین کے اسماء جو برآمدے میں کندہ ہیں۔ میاں خان، محمد اسلم، محمد حیات، عاشق، غلام رسول لاہور، محمد شفیع قصور، محمد علی، مختار احمد، کالا منگو، بگا منگو، چراغ دین، اسمٰعیل چک 10، محمد علی چک 10، محمد انور، محمد امین، محمد علی، دوست علی، امام علی، مستری بدر دین، سید صوفی، مستری عبد الجبار، حیات فرشتہ، امیر بلوچ، نور محمد، محمود بونگہ، عبد الحکیم بونگی، عبد الحلیم سلطان، محمد حنیف بسارا، سائیں جاناں، غلام محمد ماسٹر، احمد دین شیخ، محمد شفیع جٹ، محمد حنیف، ولی محمد، محمد صدیق، محمد حسین، محمد

دین، سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک، ماما فضل کریم، فضل کریم چک 7، پیر محمد فاضل، محمد اشہب، محمد ارشد ، پیر سر دار احمد عالم، محمد افضل، مختار احمد، مشتاق احمد، ریاض احمد، اعجاز احمد، محمد اقبال، الطاف حسین، بابا اسماعیل لانگری، بابا صادق، بابا رحمت، بابا محرم، بشیر احمد دہڑ شریف، محمد امیر لانگری، محمد طفیل، نور احمد، ڈھولو، جان محمد ، سر دار جٹ، فضل دین، حافظ عاشق، احمد علی، صفدر شاہ، عاشق شاہ، جمال دین، خادم حسین، جعفر علی بہڑوال، حفیظ اللہ چک 48، حافظ محمد انور، بشیر احمد، غلام عباس، محمد علی پتوکی، محمد رمضان اوکاڑا

خلفاء کرام

خلافت

رب العالمین جل جلالہ کے بار امانت کا متحمل اشرف المخلوقات انسان ہے جس کو اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ کے خطاب والقاب سے منور فرمایا گیا ہے۔ وطیرۂ خالق کون ومکان میں ﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾ کی رمز سے مقامِ بندگی ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ اس قدیم ذات باری کی صفات سے متصف ہونے کا نام خلافت ہے۔ بقول حضرت واصف علی واصف "صاحب حال بننے والے انسانوں کو غور سے دیکھا جائے تو ان کی فطرت میں وفا اور استقامت کی بنیادی خوبیاں ضرور ہوتی ہیں۔ ایک ایسا انسان جو صاحبِ علم نہ بھی ہو، اپنے عمل کی استقامت سے صاحبِ حال بن سکتا ہے۔ صاحب حال ہو جانے کے بعد اس کا صاحب علم ہو جانا پہلا قدم ہے۔ صاحبِ حال، صاحبِ عشق ہوتا ہے، صاحبِ وجدان ہوتا ہے، صاحبِ مشاہدہ ہوتا ہے، صاحبِ یقین ہوتا ہے، صاحبِ نسبت اور سب سے بڑی بات یہ کہ صاحبِ نصیب ہوتا ہے۔ صاحبِ حال کو مردِ حق کہا گیا ہے"۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء جن کی تعداد کم وبیش تیس ہے ان میں سے ہر ایک فرد ایک جماعت اور اہل اللہ کے صفات جلیلہ کا مصداق تھا۔ تزکیۂ نفس اور روشن ضمیری کا جوہر ان میں وافر تھا۔ حضرت نے اپنی خلافت واجازت کا نصاب وطیرہ خلافت علی منہاج النبوۃ کے اصولوں پر قائم فرمایا یعنی بغیر تفاوت رنگ ونسل اور ذات پات کے ان میں جوہر رکھ کر خلق خدا کی فیض رسانی پر مامور کر دیا۔ علاقے کے امتیاز رنگ ونسل کو بالائے طاق رکھ کر آپ نے کندیل نورانی روشن فرمائی اور ان کی تقرری نے دیہاتوں اور علاقوں کے عقیدہ ورواج کے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء علم وعمل کے ساتھ تقوی وتزکیہ کی دولت سے مالا مال تھے۔ توکل علی اللہ اکثر خلفاء کو اشارہ غیبی اور نوید اولیاء اللہ کے مطابق بیعت وخلافت عطا فرمائی۔ کسی میں بھی حُبِ جاہ ودولت کی بُو تک نہ تھی۔ ان عاشقانِ پاک طینت میں چوبیس عالم فاضل اور مبلغ شرع شریف تھے۔ جبکہ پانچ تو حفظ قرآن کے نور سے منور بھی تھے۔ خدمت خلق کا وطیرہ اور خلوص وللّٰہیت کی کامل تصویر تھے جن میں سے بعض کے احوال اور مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو　　ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حافظ محمد علی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ

حافظ محمد علی قادری عظیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بر صغیر پاک و ہند کی ان شخصیات میں ہوتا ہے جو پیدائشی طور پر ولی ہی نہ تھے بلکہ ان کی ولادت سے پہلے ہی ان کی ولایت کی خوش خبری سنائی گئی۔ آپ ایک کامل ولی اور مردِ درویش تھے اور ذات باری تعالیٰ کے عاشق تھے۔ ایک اندازے کے مطابق آپ کی ولادت 1890ء بصیر پور شریف ضلع اوکاڑہ کے قریبی گاؤں روڑی میں ہوئی۔

آپ کی ولادت سلسلہ چشتیہ کے معروف صوفی بزرگ خواجہ محمد اکبر چشتی رحمۃ اللہ علیہ بصیر پوری کی دعا سے ہوئی۔ آپ کے والدین اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ آپ نے اجمیر شریف کا سفر کیا اور سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک ماہ تک قیام کیا۔ ایک ماہ بعد خواجہ غریب نواز بیداری کی حالت میں آپ پر ظاہر ہوئے اور فرمایا" آپ کا حصہ ہمارے پاس نہیں ہے اور کھرپیڑ شریف کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے مرشد حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور ہو چکا ہے۔ آپ ان کی ارادت میں چلے جائیں۔"

یوں آپ نے کھرپیڑ شریف کی طرف رختِ سفر باندھا اور قریبی جنگل جو کہ 22 چک کے قریب تھا۔ وہاں آپ رات کو آرام کرنے کیلئے محوِ استراحت ہوئے۔ خواب میں حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ تم پہلے اجمیر شریف تک کا سفر کر آئے ہو اور اب قریب آکر سو گئے ہو تو آپ فوراً بیدار ہوئے اور صبح فجر کی نماز کے فوراً بعد حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

اس وقت آپ کے مرشد قبلہ عالم حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کو سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت و اجازت حاصل ہوئے ابھی چند دن گزرے تھے۔ آپ نے 1930ء میں حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پر بیعت کی اور چند ماہ بعد آپ کو خلافت عطا فرمادی گئی۔ یوں آپ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے منظورِ نظر خلیفہ قرار پائے۔ خلافت عطا فرمانے کے بعد حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ 25 اکتوبر 1931ء کو بصیر پور تشریف فرما ہوئے رات قیام فرمایا اور دن کے وقت مجلس پاک ارشاد فرمانے کے بعد آپ کی خلافت کا اعلان فرمایا اور آپ کو بیعت کرنے کا حکم دیا اور لوگوں میں اعلان کیا کہ ہم نے حافظ صاحب کو اپنی مثل بنا دیا ہے۔ جس کی یاد میں آج بھی عرس مبارک منایا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ چار مرتبہ بصیر پور تشریف لائے پہلی مرتبہ 1931ء میں تیسری مرتبہ 1948ء میں اور آخری مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ 1956ء میں واہگرہ تشریف فرما ہوئے تو

بصیر پور تشریف لائے اور رات یہیں قیام فرمایا اور مجلس پاک بھی ارشاد فرمائی۔ پھر واہگرہ میں حاجی دوست محمد صاحب کے پاس تشریف لے گئے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجالس میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حافظ صاحب بصیر پور شریف والے ہمارے پاس حاضر ہوئے تو ہم قصور اپنے دوستوں (بشیر اور عزیز بھٹی) سے ملاقات کی غرض سے جا رہے تھے جن کو عدالت کی طرف سے سزائے موت کا حکم سنایا گیا تھا۔ لیکن جب حافظ صاحب کو ہم نے بتایا کہ ہم اس کام سے جا رہے ہیں اور آپ ہماری جگہ مجلس ارشاد فرمائیں اور جمعہ پڑھائیں تو حافظ صاحب نے کہا کہ اگر آپ نے اپنے دوستوں کو پھانسی پر لٹکوانا ہے تو آپ بلاشبہ ملاقات کیلئے چلے جائیں۔ اگر رہا کروانا ہے تو یہیں بیٹھے رہیں، مجلس فرمائیں اور جمعہ پڑھائیں وہ خود آ جائیں گے۔

خواجہ سائیں محمد اشرف لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ بھلا کون چاہتا ہے کہ اس کا دوست پھانسی پر لٹکے۔ اگر ایسا ہے تو ہم نہیں جاتے۔ لیکن آپ ہمارے ساتھ عہد کریں کہ جب تک وہ واپس نہیں آئیں گے آپ کو اجازت نہیں ہو گی۔ آپ لنگر خانہ میں ہی رہیں گے اور اسی طرح ہی ہوا کہ وہ دوست جن کو سزائے موت کا حکم ہوا تھا۔ وہ پیر والے دن رہا ہو کر حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پنجابی زبان میں شعری مجموعہ (سی حرفی، کلیات قادری) اور قرآن پاک کی تفسیر (تفسیر قادری) اور مرآۃ العارفین کی شرح لکھی۔

آپ کا وصال 19 مئی 1975ء کو بصیر پور میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ آپ کا مزار اقدس علامہ اقبال ٹاؤن بصیر پور میں واقع ہے۔ آپ کا عرس مبارک سال میں دو مرتبہ 19 , 18 مئی اور 26 , 25 اگست کو منایا جاتا ہے۔

حضرت محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ انڈیا کے رہائشی تھے۔ لنگر خانہ میں کافی عرصہ خدمت پر مامور رہے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی جوانی والی تصویر بھی خلیفہ محمد یعقوب کے گھر میں محفوظ کی گئی تھی۔ آپ فاضل اور متکلم انسان تھے۔ آپ کا شعری مجموعہ بھی مشہور تھا لیکن اب ناپید ہے۔ آپ کے صاحبزادے رشحات القلم نامور لکھاری جناب سعید بدر صاحب لاہور میں مقیم ہو کر صحافت میں ایک جلی نام رکھتے تھے۔ اب آپ کے پوتے جناب قمر سعید صاحب بھی صحافت کے پیشہ سے وابستہ ہیں۔ آپ کا مزار مبارک شہر قصور قبرستان میں واقع ہے ۔ آپ درویشوں میں خلیفہ یعقوب صاحب کے نام سے مشہور تھے۔

مولوی عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ

مولوی عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کا مزار لودھراں شہر کے قریب مین روڈ سے پانچ کلومیٹر دُور قدوس آباد میں واقع ہے۔ آپ بڑے مخلص اور خدمت مرشد میں ہمہ تن مصروف و منہمک تھے۔ لنگر خانے میں لکڑیوں کی بڑی گانٹھیں اٹھا کر دور سے لانا یا پانی بھر کر دور سے مشکیزوں میں لانا آپ کے ذمہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مرشد حقیقی کو آپ کی نیاز مندی و خلوص قبول ہو گیا۔ آپ خلقِ خدا کی رشد و ہدایت اور خدمت خصوصاً تعویذ اور دم کرنے میں مستجاب الدعوات تھے۔ آج بھی پورے علاقے میں آپ کی خانقاہ بڑی معروف ہے۔ اندرون سندھ اور کراچی سے بھی لوگ اکثر حاضری دیتے ہیں۔

حضرت میاں غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے گہری مفلوک الحالی سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہ صرف نجات دی بلکہ کثرت مال و اولاد سے نواز دیا۔ میاں صاحب نے بڑے عجز اور زہد و عبادت سے عبارت زندگی گزاری۔ پیر خانے کی خدمت میں پورے ایثار اور انہماک سے ڈیوٹی دیتے رہے۔ بعد میں آپ کی اولاد میں بھی وہ اثر نمایاں رہا۔ لنگر خانہ کی ٹینکیاں حمام وغیرہ اور بھاری مشینری اکثر ان کے کارخانوں سے تیار ہو کر مقبول خدمت ہوتی رہی۔ آپ کے بیٹے میاں ریاض قادری، خالد قادری، عاشق حسین، اقبال احمد، افتخار قادری جو میاں صاحب کے نقل بمطابق اصل ہیں۔

آپ کے وصال پر حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "جیسا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پوری حیات اور ہر شے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وقف تھی اسی طرح میاں صاحب کی ہر چیز حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ پر وقف تھی۔" آپ کا وصال 8 جنوری 1994ء کو ہوا۔ آپ کا مزار دربارِ عالیہ کھر یپڑ شریف کے جنوب کی طرف واقع ہے۔

مولوی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ عالم دین، متکلم، صاحبِ حال اور عارف باللہ ذات تھے۔ ہر وقت خیالِ یار میں رہتے، بڑے سیف زبان اور اظہارِ حق میں کبھی بھی توقف اختیار نہ کرتے تھے۔ گاؤں میں امامت بھی کرواتے رہے۔ لیکن اعلائے کلمۃ الحق آپ کا شعار تھا۔ آخری عمر میں ضعف دماغ کا مرض لاحق ہو گیا۔ لیکن آپ کے حال اور کیفیت پر ذرہ برابر بھی اثر نہ پڑا۔

لنگر خانہ کھر یپڑ شریف میں حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ آپ کا علاج

کرتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر مخاطب کرتے اور حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھتے۔

لالہ جی!

جفا کم کن کہ فردا روز محشر بروئے عاشقاں شرمندہ باشی

ایک دفعہ آپ پیدل چل کر حبیب آباد سے اوکاڑہ میں آئے اور سیدھے جامعہ اشرف المدارس میں شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئے اور دورانِ تدریس ان سے مخاطب ہوئے کہ "کلمہ شریف میں نفی کس کی ہے؟ اور اثبات کس کا ہے؟ اگر نفی ہر شے کی ہے تو یہ عالم رنگ و بُو میں اظہار کس کا ہے؟" اس بات اور مسئلہ نے حضرت غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ حالانکہ حضرت شیخ القرآن، بذات خود عالم و متکلم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحبِ کشف فقیر تھے۔ لیکن مولانا محمد علی کے استفسار نے ان کو بہت متاثر کیا۔ آپ چک نمبر 10 اختر آباد کے رہائشی تھے۔ آپ کا مزار کھرپڑ شریف قبرستان میں موجود ہے اور دیوانِ عظیم آپ کی مشہور تصنیف ہے۔

مولوی عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکتوبر 1921ء کو بونگی نزد بصیر پور میں پیدا ہوئے۔ حضرت بڑے خوبرو، نفیس، عالم دین اور باعمل انسان تھے۔ لاہور (اچھرا) میں جامعہ فتحیہ سے فارغ التحصیل تھے جہاں حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد رمضان اور مولانا محمد امین آف بھٹہ آپ کے ہم درس رہے۔ تحصیلِ علم کے تھوڑے عرصہ بعد ہی آپ خلافت عطا فرمادی گئی۔ آپ کی طبع جلالی تھی لیکن اس کے باوجود بڑے وضع دار اور خوش پوش انسان تھے۔

آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی پہلے ٹھٹہ کمبوہ پھر کلیانوالہ اور آخر میں کالیا ابراہیم میں تادمِ آخر رہے۔ آپ کے مریدین و معتقدین کی بڑی تعداد سندھ سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ کا وصال ستمبر 1996ء میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک شیر گڑھ کے قریب کالیا ابراہیم میں واقع ہے

حافظ شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ

ماسٹر محمد عارف صاحب بیان کرتے ہیں مجھے غلام رسول ولد قاری احمد علی نے بتایا کہ حافظ شاہ محمد صاحب چیچہ وطنی کے قریب ٹھٹھہ نورانہ میں 1876ء میں پیدا ہوئے۔ وہاں بکریاں اور بھیڑیں چرایا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ دس، گیارہ سال کی عمر میں کوہلہ شریف چھوڑ گئیں۔ یہاں سے آپ نے قرآن پاک حفظ کیا۔ 1903ء میں آپ نے جامعہ کا انچارج سنبھالا اور 1970ء تک حفظ کی تعلیم دیتے رہے اور 1971ء تا

1978ء تک خاموشی اختیار کی۔ 13 ستمبر 1978ء بروز بدھ بمطابق 9 شوال 1398ء ہجری کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

آپ سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے دو بیٹے تھے قاری احمد علی، قاری قاسم علی دونوں بھائی وصال فرما چکے ہیں۔ اس وقت آپ کے پوتے قاری غلام رسول ولد قاری احمد علی موجود ہیں۔ سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے آپ کھریپڑ شریف حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ دوسرے پوتے مولانا غلام مجتبیٰ حیات ہیں۔

حاجی دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ

حاجی دوست محمد واہگرہ، واہگرہ آرائیں خاندان سے تعلق رکھنے والے تھے۔ آپ کی ولادت 11 فروری 1922ء کو ہوئی۔ حاجی صاحب بڑے قوی الجثہ اور زیرک انسان تھے۔ پہلے کرماں والا شریف میں حضرت سیّد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور بعد میں حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی میں آ گئے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے خیال میں محو رہتے تھے۔ آپ کے خاندان کے باقی افراد بھی حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہوئے اور ہمیشہ لنگر خانہ کی خدمت میں رہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قابلِ رشک تعلق رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم پاک قادری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس بھی دعوت پر تشریف لائے تھے۔ آپ کا بیٹا احمد یار بڑا زیرک معاملہ فہم اور خادم لنگر خانہ ہے۔

آپ کی وفات 8 جولائی 2020ء کو ہوئی آپ کی اولاد میں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ آپ کا مزار گاؤں واہگرہ میں مرکزی مسجد کے ساتھ واقع ہے۔

مولوی درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

مولوی صاحب بڑے متکلم صاحبِ حال بزرگ اور خیال یار میں ہر وقت مشغول رہنے والے درویش تھے۔ آپ کی درویشی آپ کی زندگی سے ظاہر تھی۔ تمام عمر آپ کی حق گوئی اور مسلک حق اہلسنت والجماعت کی ترجمانی و تبلیغ میں کبھی فرق نہ آیا۔

آپ کی ایک تصنیف بھی موجود ہے۔ آپ کے ساتھ پیر بھائیوں کی ایک جماعت موجود تھی جن میں میاں مہابت عرف موحبا، نجابت، صادق اور ان کی برادری کے لوگ تھے جو کہ ہر وقت متکلم فی اللہ، صاحبِ حال اور خوددار انسان تھے۔

آپ ﴿لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ کی تصویر تھے۔ مولوی صاحب نے ساری عمر گاؤں لنڈیانوالہ میں امامت و تبلیغ فرمائی۔ اسی مسجد میں جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کا اکلوتا بیٹا صاحبزادہ مولانا نور محمد تھے۔ لنڈیانوالہ آمد سے پہلے آپ چودہ ون۔ اے۔ ایل نزدیک اختر آباد میں بھی رہے۔

میاں شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فنا فی الشیخ کی عملی تصویر تھے۔ بڑے حق گو اور صاحبِ عرفان تھے۔ ہمہ وقت یادِ الٰہی میں محو رہتے تھے۔ آپ بھی گاؤں واہگرہ کے رہائشی تھے لیکن ہجرت کر کے گاؤں لومڑی نزد حجرہ شاہ مقیم منتقل ہوئے اور پھر اپنی آخری عمر میں صالحو وال گاؤں میں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کی وفات 1988ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک صالحو وال نزد دیپالپور میں واقع ہے۔

مولوی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ لیکن آپ کو خلافت حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ سے عنایت ہوئی۔ بھٹہ محبت میں دعوت کے دوران حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ راجپوت قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

داؤکے میں حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھ سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خادم، کاتب، لانگری بوٹا رام تشریف لائے تو مولوی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست پر ان کے گھر رات قیام فرمایا۔ جبکہ سائیں بوٹا رام نے ماما اسماعیل کے گھر قیام فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی یاد میں 15 اسوج کو گیارہویں شریف کا عرس منعقد کرتے رہے۔ آپ متکلم باعمل عالم، دیندار اور شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع رہتے تھے۔ داؤکے میں ایک دہائی قیام کے بعد آپ لاہور میں دریائے راوی کے کنارے کھوکھر گاؤں کے قریب سکونت پذیر ہوئے۔ آپ کا مزار کھوکھر گاؤں میں واقع ہے۔

حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

محمد نواز ولد محمد صدیق بیان کرتے ہیں کہ حضرت حافظ صاحب 1906ء روڑی نزدیک بصیر پور میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظ قرآن تھے۔ اور آپ کے طرزِ تلاوت میں ایک کیف طاری ہو جاتا تھا۔ پوری زندگی تعلیم قرآن اور خدمتِ مرشد کے علاوہ کوئی کار دیگر اختیار نہ فرمایا۔ حفاظ کرام کی رہائش و خوراک کا خود انتظام فرماتے۔ اگر کسی شاگرد پر ناراض ہو جاتے تو بعد میں ان کے والدین سے جا کر معذرت کرتے۔ پوری زندگی

حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تمام دعوتوں اور اسفار میں سائے کی طرح ساتھ رہے۔ اکثر اوقات دربار شریف پر امامت بھی خود فرماتے۔ پوری زندگی پندرہ دن سے زیادہ کبھی پیر خانہ سے فراق اختیار نہ کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے تندرست اور پھرتیلی طبع رکھتے تھے۔ ہمیشہ لنگر خانہ اور بعض اوقات لاہور تک کا سفر بھی سائیکل پر کرتے تھے۔ اپنی دولت اور کاروبار کا چوتھائی حصہ ہمیشہ لنگر خانہ کے لئے وقف کرتے تھے۔ جب سید سائیں غلام رسول گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کھرپیڑ شریف تشریف لائے تو اس دن حافظ صاحب کو خرقۂ خلافت عطا ہوا۔ لیکن پوری زندگی کسی کو بھی بیعت نہ فرمایا بلکہ اپنے خاندان کو جو کاندو والا میں مقیم ہے سب کو حضرت خواجہ سائیں عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ہی بیعت کروایا۔

آپ کی اولاد میں پانچ بچے تھے۔ آپ کی تمام اولاد فداك ابی و امی کی عملی تصویر ہے۔ خصوصاً محمد نواز جو حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ سائیں سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کا عرصہ لاہور میں حاضر خدمت رہا آپ کا وصال 18 اگست 1996ء میں ہوا۔

حافظ چراغ دین قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ 1912ء میں ٹھٹھہ سید علی داخلی موضع کماں میں پیدا ہوئے اور 1924ء میں اپنے بڑے بھائی حافظ لال دین کے ہمراہ حفظ کے شوق سے کوہلہ تشریف لے گئے۔ دوران حفظ آپ ہر جمعۃ المبارک آستانہ عالیہ فتح پور شریف تشریف لے جاتے تھے اور سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔

جب حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ فتح پور شریف تشریف لائے اور آپ کو خلافت عطا ہوئی تو اس وقت حافظ چراغ دین قادری بھی وہیں موجود تھے۔ سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بطور تحفہ حافظ صاحب کو آپ کے ساتھ روانہ کیا۔

حافظ صاحب بارہ سال کھرپیڑ شریف جناب کی خدمت میں رہے اور لنگر خانہ کا تمام انتظام ان کے سپرد تھا۔ بارہ سال کے بعد آپ کو خلافت عطا فرمائی گئی۔ خلافت کے قریباً چار پانچ سال بعد 1932-1933ء میں سخی ابدال اے ون جی ڈی میں آپ نے حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ براستہ کھوکھر کوٹھی سخی ابدال گھوڑیوں پر لائے۔ 1945ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ہوئی اور 1946ء میں آپ نے حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری دعوت ٹھٹہ سید علی داخلی کماں میں کی تو حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ براستہ رینالہ خورد گھوڑیوں پر تشریف لے گئے۔ 4 اپریل 1954ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔

حافظ لال دین قادری رحمۃ اللہ علیہ

ماسٹر عارف ولد چراغ دین بیان کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ 1906ء میں ٹھٹہ سید علی داخلی موضع کماں میں پیدا ہوئے اور قریباً بارہ سال کی عمر میں حفظ کے شوق میں کوہلہ شریف تشریف لے گئے۔ حافظ شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے عرصہ تین برس میں قرآن پاک حفظ کیا۔ حافظ لال دین فتح پور شریف سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ جب حضرت خواجہ سائیں عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کو سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عطا فرمائی تو حافظ لال دین اور حافظ چراغ دین دونوں بھائیوں کو کھرپیڑ شریف جانے کا حکم ہوا۔ بارہ سال بعد دونوں بھائیوں کو حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عطا فرمائی۔ حافظ لال دین رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً 40 سال تک بچوں کو قرآن پاک کا درس دیا اور 28 جنوری 2005ء بروز جمعتہ المبارک اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔

حضرت علم الدّین رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم با عمل، مبلغ اور پابندِ شرع تھے پوری زندگی امامت و خطابت میں بسر کی اور بد عقیدہ لوگوں کی خوب خبر لیتے تھے۔ واہگرہ خاندان کو حضرت مولانا علم الدّین کی وجہ سے کھرپیڑ شریف کی نسبت قادریہ نصیب ہوئی۔

ایک دفعہ واہگرہ گاؤں سے کافی لوگ آپ کے ساتھ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میاں لطیف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے کھڑے ہو کر درود شریف کا ورد کرنے لگا اس پر حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پیچھے کھڑے ہو کر نہیں بلکہ سامنے آؤ اس کے بعد وہ تمام تابع فرمان ہو گئے۔ آپ اپنے پیر خانے کی خدمت و عقیدت میں اپنی مثال آپ تھے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی دعوت پر بھٹہ محبت تشریف لائے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ جب نین وال سکونت پذیر تھے تو آپ تین مرتبہ بھٹہ محبت آپ سے ملاقات اور تیمارداری کے لیے تشریف لائے۔

آپ کے دو صاحبزادے محمد حیات اور محمد امیر دونوں ہی لنگر خانہ کی خدمت میں رہے۔ آپ کا صاحبزادہ محمد امیر، لانگری اور کاتبِ مجلس سائیں لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال با کمال سے صرف 21 دن پہلے ہوا اور بھٹہ محبت قبرستان میں مدفون ہوئے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد اشرف قادری لالہ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا مزار تعمیر کروایا۔ آپ کا وصال 1960ء بروز جمعرات بکرمی مہینہ پوہ میں ہوا۔

حضرت مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم با عمل اور صاحب تزکیہ ذات تھے۔ آپ نے دریائے ستلج کے کنارے ایک پسماندہ گاؤں میں شمع توحید کو روشن کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے متکلم اور ثقہ عالم دین تھے آپ نے راہ خدا میں خلوص و تقوی کی رسم کو پروان چڑھایا آپ بڑے اجل طبیب و نباض تھے لیکن خدمت مریض میں فلوس کو خلوص پر حاوی نہ آنے دیا۔ مریض کو دوا خود شہر منڈی احمد آباد سے منگوا کر دیتے اور پھر مسلسل خود جا کر اس کی خدمت و خیال فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے الخلق عیال اللہ کے فرمان کو ساری عمر مد نظر رکھا۔

آپ نے لادھوکا وٹو خاندان کو عرفان ذات کی طرف گامزن کیا جس کی مثال حاجی غلام یاسین اور میاں خوشی محمد صاحب ہیں جو ہر وقت اپنے شیخ کی ذات کی طرف رجوع کرتے تھے۔ مولوی کرم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے کھرپیڑ شریف میں بیعت ہوئے اور پھر تاج خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہی حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس کو قلمبند فرمایا۔ آپ کے صاحب زادے حضرت مولانا حاکم علی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی تصویرِ کامل اور جانشین صادق تھے۔ پوری زندگی خدمتِ خلق، تبلیغ دین اور باقاعدگی میں اپنی مثال آپ تھے۔ حکمت میں پاگل پن کے علاج میں بڑے حاذق تھے۔ آپ کا مزار گاؤں عمر سکھا لادھوکا کے شمال میں میاں عثمان لادھوکا کی وقف شدہ زمین میں واقع ہے۔ مولانا حاکم علی صاحب کا وصال 26 جولائی 2015ء اور مولانا عبد العزیز کا وصال 6 ماگھ 1985ء میں ہوا۔

مولوی کرم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

محمد سعدی بیان کرتے ہیں کہ آپ عالم دین، باشرع، وضع دار اور الکاسب حبیب اللہ کا مصداق تھے۔ منڈی بہاؤالدین کے علاقہ میں کافی عرصہ امامت و خطابت کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے۔ چونیاں والی لنک کینال کی کھدائی کے دوران قلعہ سدا سنگھ کے قریب آپ کام کرتے تھے تو حضرت مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے آپ کا عرفان ذات کا عقدہ کھل گیا اور آپ کھرپیڑ شریف میں بیعت ہو کر تاجور خلافت ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہاتھ سے مزدوری کر کے درویشوں کو لنگر پیش کرتے اور پھر رات کا اکثر حصہ ذکرِ خدا اور ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں محو رہتے۔ مریدوں کو بھی سادگی اور کسب حلال پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے۔ آپ کے دو صاحبزادے میاں محمد اشرف اور میاں سراج الدین تھے۔ آپ کا وصال 1967ء میں ہوا آپ کا مزار سرگودھا محلہ رحمن پورہ میں مرجعِ خلائق ہے۔

مولوی محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالمِ دین، نفسانی خواہشات سے کوسوں دُور اور نگاہ مرشد کا شکار تھے کچھ عرصہ سدا سنگھ میں امامت کرواتے رہے، لیکن بعد میں ہر علائق دنیا کو خیر باد کہہ کر دربارِ عالیہ کھرپیڑ شریف حاضر خدمت ہو گئے۔ خدمت مرشد میں ہمہ وقت مصروف رہتے اور اکثر اوقات روزہ رکھتے۔

آپ لنگر خانہ میں کافی عرصہ مقیم رہے تو مرشدِ کامل نے آپ کی فنائیت اور اوصاف حمیدہ کو دیکھ کر فرمایا مولوی صاحب! جو مانگنا ہے، مانگو۔ تو آپ نے دست بستہ عرض کی کہ میری جو خواہش ہے وہ فانی کی ہے لہذا میں جناب سے جناب یعنی باقی کو مانگتا ہوں۔

قلعہ سدا سنگھ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ دعوت پر تشریف لے گئے تو بڑے زمینداروں کے اصرار کے باوجود آپ نے مولوی محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے مسکن کو قبول فرما کر حضرت ابو ایوب انصاری کی کٹیا کی قبولیت کی طرح ان کے گھر میں سکونت اختیار کی۔ آپ کا وصال 1962ء میں ہوا۔ آپ کا مزار قلعہ سدا سنگھ قبرستان میں موجود ہے۔

سیّد ذوالفقار شاہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید میں مذکور مومن کامل کی علامات و امتیازات بالخصوص خشوع کی عملی تصویر تھے۔ اپنے پیر کامل کی ذات کو مبتدا مان کر پوری عمر اُن کے علاوہ کسی طرف نظر اٹھانے کو بھی گناہ کبیرہ سمجھتے تھے۔ سیّد عاشق شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سید صفدر علی شاہ کے مطابق حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت عنایت فرمائی لیکن پوری عمر آپ نے اس کا اظہار نہ فرمایا اور نہ ہی کسی کو بیعت کیا۔

ہادی کی بارگاہ میں خوش پوشی، تکلف حتیٰ کہ گھوڑے پر سوار ہو کر جانے کو بھی گستاخی سمجھتے تھے۔ لنگر خانے سے اگر کوئی پیغام آتا تو جس حالت میں کھڑے ہوتے، بلا تامّل وہاں سے روانگی کرتے اور انتظار یا تیاری کو بھی نظر انداز کر دیتے تھے۔ لنگر خانہ میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ اس پر فخر کو بھی درویشی کے متضاد خیال کرتے اور اپنی اولاد کو بھی لنگر خانہ کی خدمت کی تلقین کرتے۔

سید عاشق شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت، عاجزی، دیانتداری اور مستقل مزاجی سے کون واقف نہیں آپ نے اپنے گھر اہل و عیال کو پوری عمر سپرد خدا کیا اور بڑی آزمائشوں پر بھی اپنی طبع اور نظر کو شیخ کے چہرے سے ہٹنے نہ دیا۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے سید جمیل شاہ ہاشمی کو بھی لنگر خانہ کی خدمت کے لیے وقف کرنا اُن کے حسب و نسب کی اصل عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

سیّد صفدر شاہ صاحب کی وضع داری، متانت، مستقل مزاجی اور عمر بھر تابع شیخ کامل ہونے کی ہزارہا

مثالیں موجود ہیں۔ سید ذوالفقار شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب تین بھائی تھے۔ ان کے چچا کے نام سے منسوب چک ولایت علی شاہ میں آپ کا وصال 21 اگست 1966ء میں ہوا۔

باب ششم

تصنیف و تالیف

شاہد ایس معارف دے ہین عارف رومی جامی تے شیخ عطار بیلی
لَے تے خاص خدا گواہ اُس دا مصطفےٰ تھیں کئی اخبار بیلی

مکتوبات عشق

آفتاب قادری

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ حال، صوفی، باعمل عالم اور متکلم تھے۔ اہل سنت وجماعت کے عقائدِ مسلّمہ جو کہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے جاری و ساری ہیں اور جملہ اہل بیت اطہار، صحابہ کرام اور علماء اُمّت کا اس پر اجماع ہے مِن وعَن آج تک امت میں رائج ہیں لیکن اختلافِ امت کو پروان چڑھانے، فرقہ واریت کو ہوا دینے، سلطنتِ برطانیہ کی حمایت و محور کو تقویت دینے اور ناموسِ رسالت کے مقام کو لوگوں کے دلوں سے محو کرنے کے لئے کچھ نام نہاد علماء نے مذموم کوششیں کیں ان کے اس مقصد کو حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار میں بیان کیا۔

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیّلات　　　اسلام کو حِجاز و یمن سے نکال دو

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا　　　رُوحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو

یہ قانون فطرت ہے اور تدبیر رب العالمین بھی ہے کہ

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾

ترجمہ: حق غالب آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے والا ہے۔

مسائلِ کلامیہ کے اثبات اور راہِ ہدایت کو واضح کرنے کے لئے علماء حق نے ان کے دفاع میں شرح عقائد نسفیہ اور النبراس جیسی عظیم کتب لکھیں۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علم الکلام کے مسائل کو کتاب و سنت، اقوالِ علمائے حق اور حسنِ عقیدت کے ساتھ بڑے دلائل و براہین سے ثابت کیا۔ آپ کی تصنیف لطیف آفتابِ قادری بھی آفتاب آمد دلیلِ آفتاب ہے۔ آپ نے کلامی مسائل کو بڑے آسان پیرائے میں تحریر فرمایا اور اس کتاب کو مقامی زبان اور نظم میں بڑے احسن انداز سے پرو دیا۔ اس کتاب کا نام بھی غیبی اشارہ سے رکھا گیا۔ اس کا اختتام 04 ذوالقعد 1354ھ بمطابق 09 فروری 1935ء کو ہوا۔

سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إِنَّ من الشِّعرِ لحكمةً" (صحیح البخاری: ۶۱۴۵) وإنَّ من البيانِ لسحرًا (صحیح البخاری: ۵۷۶۷) فرمانِ نورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض آپ کے بیان کردہ اشعار اور کلام میں واضح نظر آتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتابِ مستطاب کو تیرہ (۱۳) ابواب میں تقسیم کیا اور ہر ایک مسئلہ کو قرآن مجید کی آیاتِ بینات، احادیث مبارکہ اور اقوالِ علمائے حق سے ثابت کیا اور نظم کے قوانین ردیف، قافیہ اور سجع کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا۔

فرمانِ سیّد العالمین ﷺ ہے:

"كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ فِيهِ بِالْحَمْدِ أَقْطَعُ" (ابن ماجہ:۱۸۹۴)

کے تحت کتاب کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے کیا اور حمدِ باری تعالیٰ میں 14 اشعار لکھے۔

﴿وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾

ترجمہ: اور کوئی بھی شے ایسی نہیں جو اس کی حمد بیان کرنے کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو۔

کے مطابق ہر ایک شے کی زبانِ حال کی تسبیح کو بیان فرمایا۔ رب العالمین کے لفظ سے یاد کیا، مخلوق خدا میں عابد و غافل کا تقابل بھی کیا کہ اہل اللہ کی زبان ذاکر ہوتی ہے اور انہیں ذکرِ خدا سے اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے جب کہ غافل خائب و خاسر ہوں گے۔ عارف کی علامت عجز و انکسار ہے اور

﴿فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ﴾

ترجمہ: پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

کا مصداق بھی وہی لوگ ہیں کیونکہ حمد باری تعالیٰ کی انتہا بھی عجز ہے کیونکہ فرمانِ سید الانبیاء ﷺ ہے

"لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ۔"(مسلم شریف:۴۸۶)

ترجمہ: میں تیری ثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا کیونکہ تو ویسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی ثنا خود بیان کی ہے۔

آخر میں اپنے ہادیِ برحق کا وسیلہ پیش کرتے ہیں اور پوری کتاب کے ہر ایک مسئلے اور نظم کے آخری شعر میں اپنے مرشد سیّد سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ کو ضرور دہراتے ہیں۔

حمدِ باری تعالیٰ کے بعد ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ کے فرمان کے تحت سیّد لولاک ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ نعت پیش کرتے ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ اصلِ کائنات ہیں جس طرح حدیث بالمعنٰی کے الفاظ ہیں:

"لولاك لما اظهرت الربوبيه"

ترجمہ: اے محبوب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا۔

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لیے

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نعت سیدِ لولاک میں 48 اشعار رقم کیے۔ اُمی لقب سیّد لولاک کو اُم الکتاب قرآن مجید عطا کی گئی۔ آپ اُمی یعنی اصل کائنات ہیں، اول و آخر صفتِ نبی اکرم ﷺ ہے۔ کیونکہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہوتی۔ لہٰذا آپ ازل سے اپنے نور و حقیقت میں موجود ہیں۔ حضور ﷺ کے نور سے تمام مخلوقات کو خلق کیا گیا۔ ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام نے گندم کا دانہ کھانے اور اخراج جنت کے بعد تین سو سال تک بارگاہ الٰہی

میں گریہ وزاری کی۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا واسطہ دے کر عرض کیا تو خطا معاف ہوئی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف ہی آپ کی آلِ اطہار اور صحابہ کرام کی تعریف ہے۔ سیّد الانبیاء ﷺ نے آلِ اطہار اور اصحاب کی تمثیل کشتی اور ستاروں سے دی ہے کیونکہ ستاروں کی رہنمائی کے بغیر سمندر میں کشتی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتی۔

خلفائے راشدین کی ترتیب بھی چاروں آسمانی کتب کی مانند ہے۔ آخری قرآن سب کا فخر ہے۔ اسی طرح جناب حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ بھی سب کا فخر ہیں۔ شیخین رضی اللہ عنہما کو حضور ﷺ نے اپنی سمع وبصر، حضرت علی المرتضیٰ کو لحمک لحمی اور حضرت عثمانِ غنی کو حیاء کی کان اور اپنی کئی صاحبزادیوں کو ان کے نکاح میں دینے کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آفتابِ قادری کی تصنیف کے اسباب پر 44 اشعار لکھے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق آخری زمانہ میں کچھ لوگ آئیں گے جو اپنے اسلاف کو برا کہیں گے اور اجماع امت والے افعال واعمال کو بھی بدعت وشرک سے تعبیر کریں گے وہی لوگ مخلوقِ خُدا میں سب سے برے ہوں گے اور قربِ قیامت دجال کی حمایت کریں گے۔ وہ لوگ نیم ملاں خطرہ ایمان کا مصداق ہیں۔ یہ اشخاص حضور ﷺ کی حیات کے بھی قائل نہیں اور نہ ہی حضور کے فیض ورؤیت کی تصدیق کرتے ہیں۔ عورتوں کی بیعتِ مرشد کو بھی ناجائز سمجھتے نیز ذکر بالجہر اور تعظیمِ اسمِ محمد ﷺ پر بھی بدعت کی رٹ لگاتے ہیں۔ حضور غوث اعظم کی نیاز اور گیارہویں شریف کو بھی ناجائز بولتے ہیں۔ اسی لئے ان جہلاء اور مرتدین کی سرکوبی کے لیے یہ کتاب لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ جو حال ہمارے دیہاتوں میں عام سادہ لوح لوگوں کو علمائے حق کے لباس میں عبارتِ حدیث شریف سنا کر اس کی شرح مرضی سے کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور بھیڑ نما بھیڑیے ہیں جن کا ظاہر دیکھ کر لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں لیکن یہ شیطان کے سینگ ہیں کیونکہ سیّد العالمین ﷺ کا فرمان ہے: "جو عالم دنیادار لوگوں کے ڈیروں پر جائیں اور اربابِ اقتدار کے ہم نشین ہوں ان کے ایمان میں شک اور ان پر لعنت ہے"۔ یہ لوگ شعبدہ باز اور بندر نما تماشہ کرنے والے لوگ ہیں جو اخلاص وتقویٰ کی دولت سے خالی ہیں۔ یہ رب العالمین کے رازق ہونے پر یقین رکھنے کی بجائے مخلوق پر بھروسا کرتے ہیں۔

حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

ان لوگوں کا امتیاز یہی ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کو ایک دوسرے کا مخالف اور جدا ماننے کی تبلیغ کرتے ہیں جب کہ پورا قرآن مجید اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت واتباع کو ایک جانتا ہے۔

قصہ مختصر یہ لوگ دنیا کے بندے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان اور معرفت نہ حاصل کی وہ اس جہان میں بھی اندھے اور گمراہ ہیں اور آخرت میں بھی شیطان کے ساتھ ہوں گے۔

باب: حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آفتاب قادری کا پہلا باب حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات میں ہے۔ علم الکلام میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ ایک مرکزی حیثیت کا حامل ہے بلکہ ختمِ نبوت اس کی اصل ہے۔ اسی طرح حالتِ خواب میں سیّد الانبیاء کا دیدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پر بہت بڑی دلیل ہے۔

"من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة" (صحیح مسلم حدیث:۵۹۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ مجھے جاگتے ہوئے بھی عنقریب دیکھے گا۔

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾ (النساء:64)

لفظ جَآءُوْكَ کی ضمیرِ مخاطب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور حاضر وناظر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نے "تفسیر النسفی" (مدارک) میں اسی آیت کے تحت حدیث مبارکہ نقل کی ہے: حضور سیدُ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین شریف کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اس نے اپنے آپ کو قبرِ انور پر گرا لیا اور روضۂ انور کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ نے فرمایا، ہم نے سنا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس میں یہ آیت بھی ہے "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا" میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اللہ عزوجل سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے کے لیے حاضر ہوا ہوں تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تجھے بخش دیا گیا۔ (تفسیرِ قرطبی والشرح الکبیر)

اسی طرح تیسرے پارے میں حضرت عزیر علیہ السلام کو موت کے سو سال گزرنے کے بعد اللہ نے زندہ کیا اور نہ صرف ان کو بلکہ ان کے گدھے کو بھی اور طعام کو تازہ رکھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کیسے آسکتی ہے؟ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا پرندے ذبح کرکے آواز دینا اور پھر ان کا زندہ ہو جانا اس کے علاوہ اصحاب کہف کو 309 سال بعد اسی حالت میں اٹھانا حیات النبی کی دلیل باہرہ ہے۔

حدیث مبارکہ جو کہ مشکوٰۃ شریف باب الجمعہ صفحہ نمبر 119 پر موجود ہے۔

"عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ، تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ، إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ، حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا» قَالَ:

قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: «وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ" (روی ابن ماجہ ایضاً)

ترجمہ: حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ یہ یومِ مشہود ہے۔ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کے فارغ ہونے تک اس کا درود مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور آپ کے وصال کے بعد کیا ہوگا؟ تو ارشاد فرمایا کہ وصال کے بعد بھی اللہ نے زمین کے لیے انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق بھی عطاء کیا جاتا ہے۔

ان دلائل کو پیش کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ یہ کامل نسخہ ہے، تیری عقل کی اس تک رسائی کیسے ہو سکتی ہے؟ کیونکہ تیری عقل حیوانی اور ناقص ہے جبکہ ان دلائل کے لئے اس وقت ایمان کے ساتھ پرواز محبت کی ضرورت ہے جس سے تو بالکل خالی اور عاری ہے۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

جب تک عالم آباد ہے رحمت اس کے ساتھ رہے گی بلکہ فرمان رب العالمین ہے:

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾

جس طرح زیرِ زمین پانی ہے اور زمین کے اوپر ضیاء اور روشنی ہے اسی طرح حضور نورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور رحمت عالم ہیں جو کہ بے سایہ بھی اسی وجہ سے ہیں۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت: كنت أدخل بيتي، الذي دُفِنَ فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي، فأضع ثوبي، فأقول إنَّما هو زوجي وأبي، فلمَّا دُفِنَ عمر معهم، فوالله ما دخلت إلَّا وأنا مَشْدُودَةٌ عليَّ ثيابي؛ حَيَاءً مِن عمر (رواہ احمد والحاکم)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث مبارکہ حیاتِ انبیاء و اولیاء دونوں کا ثبوت ہے کیونکہ پردہ زندہ سے ہی کیا جاتا ہے۔

عَن أنس بن مالك قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ إنَّ العبدَ إذا وُضِعَ في قبرِه وتَوَلَّى عنه أصحابُه وإنه ليَسمعُ قَرْعَ نعالِهم، أَتَاهُ مَلَكَانِ، فأَقْعَدَاهُ، فَيَقُولَانِ له: ما كُنْتَ تَقُولُ في هذا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ؟ (رواہ البخاری و مسلم)

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام ہر بندے کی قبر میں تشریف لے جاتے ہیں، اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بیک وقت لاکھوں لوگ مر رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب کے پاس موجود ہونا آپ کی حیات نیز حاضر و ناظر ہونے کی دلیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بلحاظ جسم ہر جگہ پیش ہونا اور اسم

گرامی کے ساتھ پکارا جانا آپ کی حیات مبارکہ کی دلیل ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دورانِ خطبہ جناب ساریہ کو معرکۂ نہاوند میں نداء دی۔ سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ جانِ عالم ہیں لہٰذا کسی بھی چیز کا جان کے بغیر وجود نہیں ہو سکتا، تاجدارِ بریلی فرماتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی ، جان ہے تو جہان ہے

بلکہ کثرت میں وحدت اور وحدت میں کثرت اس طرح ہے کہ دل فطرت شناس کے بغیر اس کا نظارہ ممکن نہیں۔ گلشنِ کائنات کے ہر پتے اور ہر گل میں سیّد العالمین کا نور موجود ہے اور اس راز کو افشاں کرنے والوں پر آزمائشیں آتی رہتی ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی نے تنویر میں ذکر فرمایا: أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسدہ و روحہ وأنہ یتصرف ویسیر حیث شاء فی أقطار الأرض وفی الملکوت وھو بھیئتہ التی کان علیھا قبل وفاتہ لم یتبدل منہ شیء (الحاوی للفتاوی)

امام بیہقی نے واقعہ معراج میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں:

وقد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسٰی قائم یصلی واذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال شنوءۃ واذا ابن مریم قائم یصلی واذا ابراھیم قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ (مسلم شریف ۱۷۲:)

سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام الوالعزم رسولوں کی بالتفصیل مشابہت بھی بتائی کہ خلیل اللہ علیہ السلام ، حضور کے مشابہ، جنابِ عیسیٰ علیہ السلام، عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اور جنابِ موسیٰ علیہ السلام بنوشنوئہ کے مردوں جیسے ہیں۔ یہ علامات زندوں کی ہیں، جو نماز گزار رہے ہیں۔ دارمی نے اپنی مسند میں روایت کیا:

”عن سعید بن عبد العزیز قال لما کان ایام الحرّۃ لم یؤذن فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وان سعید بن المسیّب لم یبرح مقیما فی المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوٰۃ الا بھمھمۃ یسمعھا من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ (مشکوٰۃ، کتاب الفتن، ص ۵۴۵)

ترجمہ: ”سعید بن عبد العزیز سے مروی ہے انہوں نے کہا: جب حرہ کی جنگ کا زمانہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں نہ اذان ہوتی نہ اقامت اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ مسجد شریف ہی میں مقیم رہے۔ انہیں نماز کے وقت کا علم صرف ایک آواز سے ہوتا تھا جسے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے سنتے تھے۔“

مقام سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنا بڑا مشکل ہے کیونکہ وہ شیشہ ہے اور اس میں اپنی ہی شکل نظر آتی ہے اور شیشہ نفیس اور نازک ترین بھی ہوتا ہے۔

باب: تصوّرِ شیخ

نماز میں حضور ﷺ کا تصور

ارکانِ اسلام جو کہ سیّد العالمین ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہیں۔ تمام عبادات کو سرورِ دو عالم ﷺ نے خود کر کے دکھایا تو وہ عبادتِ خدا ٹھہری۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

"صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ" (صحیح بخاری، کتاب الاذان)

ترجمہ: جس طرح میں نماز ادا کروں عین اسی طرح تم نماز ادا کرو گے تو عبادتِ خداوندی ٹھہرے گی۔

خالقِ کائنات نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی راہِ خدا کو متعین حضور ﷺ نے کرنا ہے لیکن منکر چونکہ رسالت کو توحید کا مخالف اور نقیض سمجھتے ہیں اس لئے عبادت میں حضور نبی ﷺ کے خیال کو شرک کہتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب صراطِ مستقیم میں انہی الفاظ کو دہرایا اور امت میں افتراق و انتشار کا موجب بنا لہذا اس مسئلہ کو حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آفتابِ قادری میں بڑے احسن انداز سے بیان فرمایا۔ اس باب میں 190 اشعار تحریر فرمائے۔ قرآن و سنت اور اقوالِ آئمہ و علماء سے دلائل بھی پیش کیے۔

بندۂ مومن ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ کا تکرار کرتا ہے۔ تو انعام یافتہ لوگوں کی طرف دھیان بالضرور ہوتا ہے جن میں سب سے پہلی ذات حضور ﷺ کی ذات ہے۔

ذاتِ رب العالمین وجود اور مکان سے پاک ہے لہذا اس کی عبادت و ریاضت میں اس کے تصور کے بغیر مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔ حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

"الاحسانُ اَن تَعبدَ اللهَ كَانَّكَ تَرَاهُ، فان لَم تَكن تَرَاهُ فَانَّه يَرَاكَ" (صحیح البخاری، کتاب الایمان) اور دوسری جگہ ارشاد ہے: خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهِ (صحیح البخاری، كِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ) گستاخوں نے نماز میں تصورِ سیّد العالمین ﷺ کو جانوروں کے خیال سے بھی بدتر قرار دیا۔ العیاذ باللہ، اس عقیدہ اور گستاخی کرنے والے قبیلہ کو تو مسخ ہو جانا چاہیے لیکن رحمتِ کائنات ﷺ کے سبب ہیئت و شکل کے مسخ ہونے کی بجائے ان کے دل مسخ اور مردہ ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں خالق کائنات نے سید العالمین ﷺ کو القابات سے یاد فرمایا۔ کبھی ﴿يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ کبھی ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ اور کبھی ﴿يٰسٓ﴾ فرمایا اور خالق کائنات نے کوئی بھی اسم بغیر مسمیٰ کے پیدا نہیں فرمایا

لہذا جب بندہ وہ الفاظ تلاوت کرے، کلمہ شریف پڑھے یا پھر نماز میں حضور ﷺ کا نامِ نامی اسمِ گرامی کہے تو پھر وہ تصور میں کیا لائے؟ لہذا پتا چلا کہ حضور ﷺ کے تصور کے بغیر نماز ہی کامل نہیں ہوتی۔

قرآن مجید میں فرمانِ رب العالمین ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ﴾

حضور ﷺ کا اپنے محبین کے ساتھ خوش رہنا اور ان کے لیے حاضر و ناظر ہونا، اپنے وجود اور نظرِ مبارک کو ان سے جدا نہ کرنا، ان کی محبت کا انعام ہے لہذا قرآن کے فرمان کے مطابق جن کی نظرِ رحمت ہر لمحہ ہمارے اوپر موجود ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی لحظہ ان کے تصور سے خالی رہے۔

عن ابن خزيمة عن أبيه أنه رأى فيما يرى النائم أنه سجد على جبهة النبى ، فاضطجع له النبى وقال: صدق رؤياك، فسجد على جبهة النبى۔ (رواہ فی شرح السنة)

سید العالمین ﷺ کو خواب میں سجدہ کیا تو اس کو حالتِ بیداری میں عملی جامہ پہنایا۔ یہ محبت والوں کا کام ہے لیکن شیطان اور اس کی اولاد جنابِ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے بیزاری پر راندۂ درگاہِ رب العالمین ہو گیا۔ اس کے لیے یہ دلائل بے معنٰی ہیں۔

حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

"خِيَارُ عِبَادِ اللهِ الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللهُ" (مشکوٰۃ شریف)

اور قرآن مجید میں فرمانِ عالیشان ہے:

﴿فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ﴾

انسان ہی مقصود و موضوعِ کائنات ہے۔ (كُنْتُ كَنْزاً مَخفِيّاً) کا مصداق اور ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ کا تاج اسی کے سر پر سجتا ہے۔ بلکہ باعثِ تخلیقِ کون و مکاں بھی انسان ہی ہے۔ ﴿فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ یعنی جو تمہیں ہر طرف نظر آئے وہ اللہ کی ذات ہے اور اگر غور کریں تو (لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا الله) میں انسان کا تصور اور شکل سامنے نظر آئے گی۔

(عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الوَجْهَ فَإِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ) ﴿اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ﴾

ہر دے اتے ہر دا پردہ ہر دی صورت ساری
ہر نو ہر تے ویکھیں پیارے جھلیں نہ خواری

سیّد العالمین ﷺ کی ذات پر درود پڑھنا سنتِ خدا و ملائکہ ہے ہر مومن پر واجب ہے۔ اس کی تکمیل تصور کے بغیر کیسے ممکن ہو سکتی ہے؟

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین" میں فرماتے ہیں:

اور جب تشہد کے لئے بیٹھو تو ادب سے بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزیں تقرب کی ہیں خواہ صلوٰۃ یا طیبات فی اخلاقِ طاہرہ سب اللہ کے لئے ہیں۔ یہی معنٰی التحیات کے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ مسعود کو اپنے دل میں حاضر کرو اور کہو "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه" (مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین، ج:1، باب:۴، ص:۳۱۹)

"اَلصَّلَاةُ مِعرَاجُ المُؤمِن" نماز مومن کے لیے معراج تب ہی ہو سکتی ہے جب اس کو معنٰی اور تصور کے ساتھ ادا کرے۔ ورنہ اپنی نماز سے غافل لوگوں کی صف میں شامل ہو جائے گا۔

امام شعرانی نے اپنے پیشوا حضرت علی الخواص سے سنا کہ نمازی تشہد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود عرض کرے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین کی بارگاہ سے جدا نہیں ہیں۔ پس بالمشافہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے درود و سلام عرض کریں۔ (میزان الاعتدال، امام شعرانی، ص:۱۸۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاسمِ نعمت اور اللہ تعالیٰ معطی ہے۔ انہیں نداء کرنے سے وہ ضرور جواب عطاء کرتے ہیں۔ اگر تیرے کان ان کی آواز سننے سے قاصر ہیں تو اپنے کانوں کا علاج کسی وارثِ نبوت سے کروا اور اپنی آنکھوں کو بھی ان کی طرف مرکوز کر کیونکہ جو اندھا ہے وہ قابلِ تقلید و امامت نہیں خواہ وہ دل کا اندھا ہو یا ظاہری آنکھوں کا۔ (منہاج النبوہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق معنوی ہے تو وہ بھی دو قسم پر ہے پہلی قسم "اس صورتِ بدیع الجمال کا حاضر رکھنا ہے اور اگر ایسا ہے کہ تو نے خواب میں اس صورت کو دیکھا ہے اور اس سے مشرف ہوا ہے۔ جس طرح تو نے اس صورت کو خواب میں دیکھا ہے، اسی طرح خاطر میں رکھ اور اگر تو اس صورت کی زیارت سے مشرف نہیں ہوا اور تو اس صورتِ موصوف کو بعینہ اس کی صفتوں کے ساتھ تصور میں لانے کی قدرت بھی نہیں رکھتا تو اس کا ذکر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور ذکر کی صورت میں اس حالت پر رہ کہ گویا آپ حالتِ حیات میں تیرے سامنے تشریف رکھتے ہیں اور جلال و تعظیم اور ہیبت و حیاء کے ساتھ ادب سے آپ کو دیکھ رہا ہے اور آگاہ ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرا کلام سنتے اور تجھے دیکھتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ متصف ہیں اور یہ صفات الٰہی میں سے ہے کہ: "أَنَا جَلِيسُ عِندَ مَنْ ذَكَرَنِي"۔

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام　　میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

تصور کے بغیر نماز و عبادت میں حضوری اور لذت ناممکن ہے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہر آن اور ہر لحہ محویتِ خدا میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ مجھے میرے نفس کے سپرد ایک لمحے کے لئے بھی نہ کرنا۔" (مجمع الزوائد)

جس طرح خدا کی ذات حاضر و ناظر ہے اس طرح اس کے محبوب بھی حاضر و ناظر ہیں۔ ان تمام دلائل کو سمجھنے کے لئے محبت و ایمان اور باطن کا روشن ہونا ضروری ہے۔ لیکن جو بد باطن اور دل کا اندھا ہے تو اس میں آفتاب کے نور وضیاء کا کوئی قصور نہیں ہے۔

آنکھ کا نور دل کا نور نہیں   دل بینا بھی کر خدا سے طلب

تصورِ شیخ

شیخ چونکہ نائب رسول ہوتا ہے اور فیضان رسالت کو اپنے مرید و متوسل تک پہنچاتا ہے۔ اس لیے یہ بھی انہی کے تابع ہیں۔ حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں " حصول رابطہ شیخ مر مرید را تکلیف و بے تعمل علامت مناسب نام است و درمیان پیر و مرید کہ سبب استفادہ است "۔

مولانا عبدالحی نے اپنے فتاوی کی جلد:3، ص:124 پر لکھا ہے "تصورِ مرشد کہ عند الصوفیہ جائز است"۔

رشید احمد گنگوہی امداد السلوک کے صفحہ 10 پر لکھتا ہے اور مکاتیب رشیدیہ کے صفحہ 58 اور مکتوب 71 میں لکھتا ہے " اپنے شیخ اور مرشدِ کامل کی صورت کا تصور باندھو۔ اس تصور کو وقت، فرصت، ہمت اور محنت کر کے کرو"۔ ارشادِ ربانی ہے: "وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ"

تَخَلَّقُوا بِاِخلَاقِ اللہ دا اس نے رنگ چڑھایا
صِبغَۃُاللہ مٹی دیوچہ اس نے غوطہ لایا

اپنے تصور میں شیخ کو لانا فیض حاصل کرنے کا پہلا زینہ ہے اس کے بغیر فیض ناممکن ہے۔ اپنے شیخ کے علاوہ دوسرے کی طرف جانا بھی خفی شرک ہی سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ منافق آوارہ بکری کی طرح ہے جو کبھی اس ریوڑ اور کبھی دوسرے ریوڑ میں چلا جاتا ہے اور عشق ہی موضوعِ کائنات ہے جو تصور عشق کے بغیر ناممکن ہے۔ کامل محبت کے بغیر تکمیلِ ایمان ناممکن ہے۔ بلکہ کائنات میں بحث اور کلام ہی صرف عاشقوں کا ہے۔ وہ چہرۂ اقدس جسکی قسم رب العالمین اٹھا رہا ہے اور جس کے اٹھنے سے قبلہ بدل جاتا ہے وہ رُخِ انور قرن اور یمن کی طرف بے تابی سے دیکھتا رہتا ہے۔ جب عشق ڈیرے ڈالتا ہے تو کتوں کے پیر چومنا، اپنی کھال اتروانا، کربلا معلیٰ میں اپنے پورے خاندان اور احباء کو قربان کروانا حضرتِ عشق مد ظلہ العالی کا کام ہے۔ عشق صرف حضرت انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات، حشرات اور نباتات میں بھی ہے جس طرح بلبل کا پھول کے ساتھ، چکور کا چاند کے ساتھ، نیلوفر کا سورج کے ساتھ اور پروانے کا شمع کے ساتھ عشق ہے۔

باب: بیان ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ کا معنیٰ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں حبیب اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین یعنی تمام جہانوں کے لئے رحمت قرار دیا گیا۔ لہذا رحمت کا موجود ہونا ہر جگہ مانا جائے گا اور آپ کو نداء بھی دی جائے گی۔ بدعقیدہ لوگ نداء کو شرک گردانتے ہیں کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا خیال کرتے ہیں حالانکہ مالک الملک نے جن کا نام ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی بار بار تعریف کیا ہوا رکھا ان کی مثل کائنات میں ممکن ہی نہیں۔

تاریخ اگر ڈھونڈے گی ثانیِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ثانی تو بڑی چیز ہے سایہ نہ ملے گا

اس باب میں حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے 178 اشعار رقم کیے۔ جبکہ آیات، احادیث اور اقوالِ آئمہ درجہ ذیل ہیں:۔

قال النسفی رضی اللہ عنہ امرالنبی یھودیا ان یضع لہ خاتما وان یکتب علیہ لا الہ الا اللہ ففعل فلما جاء بہ رأی علیہ ایضا محمد رسول اللہ فجاء جبریل علیہ السلام و قال لہ ان اللہ تبارك وتعالیٰ یقرءك السلام ویقول لك انت کتبت احب الاسماء الیك وانا کتبت احب الاسماء بی۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہودی سے انگوٹھی پر اپنا محبوب اسم باری تعالیٰ لکھوایا لیکن اس پر محمد رسول اللہ بھی لکھا گیا تو جبریل نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: اللہ آپ کو سلام کہتا ہے۔ آپ نے اپنے محبوب ترین نام کو لکھوایا اور میں رب العزت نے اپنے محبوب ترین اسمِ گرامی محمد رسول اللہ کو لکھوا دیا۔

اے محبوب! جب تمہاری ذات میری ذات میں محو ہے اور میں بھی تو تیری ذات پر درود و سلام کا وظیفہ کر رہا ہوں۔ جب آپ اس کائنات میں بت شکن بن کر تشریف لائے اور میرے ذکر کو پورے عالم میں بلند کیا تو میں نے بھی آپ کو بے عیب بنایا ہے اور آپ کو دُرِّ یکتا بنا کر بھیجا ہے۔ میرے اسمِ جلالت میں بھی نقطہ نہیں اور آپ کے نام احمد اور محمد کو بھی بغیر نقطہ کے بنا دیا۔ میرے نام کے بھی 12 حروف ہیں جبکہ آپ کے نام کے بھی 12 حروف ہیں اگر میری حکومت عرش و فرش پر ہے تو آپ کی مہر بھی عرش و فرش پر کندہ ہے۔ اگر رب العالمین پر ایمان و اکرام لازم ہے تو سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم بھی اصلِ ایمان ہے۔

فرمانِ رب العالمین ہے:

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا﴾۔

میرے محبوب کو ان کے نام سے یعنی یا محمد وغیرہ کہہ کر نہیں پکارنا۔ بلکہ یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا خاتم النبیین اور یا نبی اللہ وغیرہ کہہ کر پکارنا تم پر لازم ہے اور پکارنے میں صحابہ کرام کے الفاظ کی تقلید کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں تمام اجلہ تفاسیر خازن، جلالین، مدارک، بیضاوی، تفسیر محمدی اور تفسیر حسینی میں یہی معنی و مفہوم بیان ہوا ہے۔ عبارات ملاحظہ کریں۔

تفسیرِ خازن:

قیل معناہ لا تدعوہ باسمہ کما یدعوا بعضکم بعضا یا محمد او ابن عبد اللہ ولکن عظّموہ وشرّفوہ وقولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ فی لِین وتواضع"

تفسیرِ بیضاوی

"قولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ مع التوقیر والتواضع فی خفض الصوت"۔

تفسیرِ مدارک

"فلا تقولوا یا محمد ولکن یا نبی اللہ یا رسول اللہ مع التوقیر والتعظیم والصوت المخفوض"۔

تفسیرِ جلالین

"باسمہ ولکن عظّموہ وفخّموہ وشرّفوہ وتقولوا لہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ ویا ابا القاسم"۔

تفسیرِ حسینی

"چوں منادات یک دیگر نباشد کہ مجرد نام خوانید بلکہ باید از روئے تعظیم باشد چنانچہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ"۔

تفسیرِ محمدی

"حضور کو یا محمد اور ابن عبد اللہ کے نام سے نہ پکارو بلکہ تعظیم کے ساتھ "یا نبی اللہ ﷺ اور یا رسول اللہ ﷺ پکارو۔" محبت کا مخزن ذات والا صفات رب ذو الجلال ہے اور اس نے اپنے محبوب کو نداء تکریم و تعظیم کے ساتھ اہلِ ایمان و محبت کو تعلیم دی ہے۔ رب العالمین نے کبھی ﴿یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ﴾ کبھی ﴿یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ﴾ اور کبھی ﴿یٰسٓ﴾ بلکہ تعظیم و تقدیس کی انتہاء کرتے ہوئے آپ کے اعضاء مبارکہ کی قسم، آپ کی عمر مبارک، شہر ذیشان کی قسم بلکہ ہر نسبت اور متعلق کی قسم اٹھائی۔

جیسا کہ قیس عامری ریت پر لیلیٰ کی تصویر یا نام کندہ کر رہا تھا پوچھنے پر کہنے لگا:

گفت اي مجنون شيدا ، چيست اين؟
مي نويسي نامه ، بر كيست اين؟
گفت مشقِ نام ليلي ميكنم
خاطرِ خود را تسلّي ميكنم

عَن ابنِ عُمرَ قال قال رَسُولُ الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : اِنَّ اللهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنیا فَاَنَا اَنظُرُ اِلَیھَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کَاَنَّمَا اَنظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِہٖ"۔(مواہب اللدنیہ،ج:۲،ص:۲۰۸)

سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمام کائنات میری ہتھیلی پر ہے اور میں اس کو دیکھ رہا ہوں"، میرے رب نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے تو رحمت تب ہی ثابت ہو گی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر اور ہر جگہ موجود ہوں گے اور ہر ایک کی نداء واستغاثہ کو سن رہے ہوں گے۔

یہ دلائل علمِ ظاہر والوں کو تسلیم کرنے چاہئیں اور جو ان سے بھی بے بہرہ ہے یا بے عمل ہے تو اس کا علم باطن سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ لہذا اس کو علمِ باطن کے لئے کسی فقیر کی خدمت میں جانا ضروری ہے۔ جس طرح کلیم اللہ علیہ السلام کو حضرت شعیب وخضر علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا۔

ان ابن عمر رضی اللہ عنہما خدرت رجله فقيل له اذكر احب الناس اليك فصاح يا محمداه فانتشرت (منہاج النبوۃ، ص:۴۴۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سُن ہو گیا تو ان سے کہا گیا: اپنے محبوب و فریادرس کو یاد کرو۔ تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نداء دی "یا محمدؐ!" تو پاؤں فوراً ٹھیک ہو گیا۔

"لما خرج آدم من الجنة رأى مكتوبا على ساق العرش وعلى كل موضع فى الجنة اسم محمد صلى الله عليه وسلم مقرونا باسم الله تعالى فقال يا رب هذا محمد من هو فقال الله تعالى هذا ولدك الذى لولاه لما خلقتك فقال يا رب بحرمة هذا الولد إرحم هذا الوالد فنودي يا آدم لو تشفعت إلينا بمحمد فى أصل السماوات والأرض لشفعناك" (مواہب اللدنیہ،ج:۱،ص:۱۱)

حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا گیا تو آپ نے لوح عرش اور جنت کی ہر جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی لکھا ہوا دیکھا تو عرض کیا: باری تعالیٰ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ تو فرمان ہوا یہ تمہاری اولاد ہیں اور اگر یہ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا تو عرض کیا: اے میرے مالک! میرے اس بچے کے طفیل مجھ پر رحم فرما۔

اگر تم گھر جاؤ اور گھر میں کوئی موجود نہ بھی ہو تو تم کہو میرا اسلام ہو نبی کریم ﷺ کی ذات پر رحمت اور برکات ہوں۔ اس لیے کہ جناب سیّد العالمین ﷺ کی روح مبارک تمام اہلِ اسلام کے گھروں میں موجود ہوتی ہے۔ (شرح الشفاء ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے نبی! دعا کریں کہ اللہ مجھ پر عافیت فرمائے۔ (یعنی آنکھیں دے دے) حضور نے فرمایا: اگر تُو چاہے، تو میں دعا کروں اور اگر تُو چاہے، تو صبر کر، وہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا: آپ دعا فرمادیں تو حضور ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا کرے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی حضرت محمد ﷺ جو کہ نبی رحمت ہیں، اُن کے توسل سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے اللہ! اُن کے صدقے میری حاجت کو پورا فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجت پوری کر دی۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سیدنا کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار افراد کے ہمراہ حلب کا جائزہ لینے روانہ کیا۔ جب وہ حلب کے قریب پہنچے تو یُوقنّا پانچ ہزار افراد کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ مسلمان جم کر لڑنے لگے۔ اتنے میں پیچھے چھپے ہوئے پانچ ہزار افراد کے لشکر نے حملہ کر دیا۔ اس خطرناک صورتِ حال نے مسلمانوں کو بے حد پریشان کر دیا۔ سیدنا کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھامے ہوئے بلند آواز سے پکارا: "یا مُحَمَّدُ، یا مُحَمَّدُ، یا نَصرَ اللهِ! اِنزِلْ"

"اے محمد! اے محمد! اے اللہ کی مدد! اتر آ۔"

اور مجاہدین کی طرف منہ کرکے کہتے تھے: "یا مُحَمَّدُ، یا مُحَمَّدُ، یا معاشر المسلمین اثبتوھم فانما ھی ساعۃ وانتم الاعلون"

میدانِ جنگ میں جب مشکل گھڑی آجاتی تو نداء یارسول اللہ ﷺ کرتے اور مجاہدین کو کہتے ثابت قدم رہو، صرف یہی گھڑی آزمائش کی ہے اور تم یقیناً سربلند ہو۔

سیدنا امام سجاد زین العابدین رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے اشعار میں ندائے یارسول اللہ اور توسل پیش کیا۔

یَا رَحمَۃً لِّلعَالَمِینَ اَدرِکْ لِزَینِ العَابِدِینَ
مَحبُوسِ اَیدِ الظّالِمِینَ فِیْ الْمَوْکَبِ وَالْمزْدَحَمْ

اے تمام جہانوں کے لئے رحمت! اپنے زین العابدین کی مدد فرمایئے، جو ظالموں کے ہاتھوں قید و مصیبت میں مبتلا ہے۔

سراج الائمہ حضرت نعمان بن ثابت امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ شریف میں لکھا:

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الوَرَیٰ

جُدْ لِی بِجُودِكَ وَارْضِنِی بِرِضَاكَ
أَنَا طَامِعٌ بِالجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
لِأَبِی حَنِيفَةَ فِی الأَنَامِ سِوَاكَ

اے داتا ہر دو سرا اور اے ذوالجلال کے خزانہ مجھے اپنی سخاوت کے ساتھ پکڑ لے اور اپنی رضا کے ساتھ تو مجھے اعزاز عطا کر۔ میں تمہاری بخشش کا طمع کرنے والا ہوں اور ابو حنیفہ کا مخلوق میں تیرے سوا کوئی پرسانِ حال نہیں۔

سکھ مذہب کے بانی گرونانک کہتے ہیں "باہجھ محمد بھگت آ جائیں" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ اور اتباع کے بغیر عبادت قبول نہیں۔ اسم مبارک محمد کائنات کی ہر شے میں موجود ہے۔

مثلاً کسی بھی لفظ کے عدد نکال کر 4 سے ضرب دو اور اس میں 10 ملاؤ پھر 5 سے ضرب دو، حاصل جواب کو 20 پر تقسیم کرو باقی جو بچے اس کو 9 سے ضرب دو پھر اس میں دو ملائیں تو وہ 92 کا عدد بنتا ہے جو کہ اسمِ مبارک محمد کے اعداد ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا مرد تھا جس کا پورا ایک سو سال جرم وخطا میں گزرا۔ جب وہ فوت ہوا تو بنی اسرائیل نے اسے ایسے ہی بلا کفن و دفن پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسے غسل دو اور اسے کفن دے کر بنی اسرائیل کو بلا کر اس پر نمازِ جنازہ پڑھئے۔ سبب دریافت کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس لیے کہ اس نے تورات میں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی محمد دیکھا تو اسے بوسہ دے کر آنکھوں پر رکھا اور درود بھی پڑھا۔ اسی لیے میں نے اسے بخش دیا اور اس کا حورِ عین کے ساتھ نکاح بھی کر دیا۔

حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بھی نداء کر کے استغاثہ کیا:

یَا رَسُوْلَ اللهِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللهِ اِسمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِی فِی بَحْرِ هَمٍّ مُّغْرِق
خُذْ یَدِیْ سَهِّلْ لَنَا اَشْكَالَنَا

حضرت شیخ سعدی شیرازی بوستان میں عرض گزار ہیں:

چہ وصفت کند سعدی ناتمام
علیک الصلوۃ ای نبی و السلام

حضرت شمس تبریز عرض کرتے ہیں:

یا رسول اللہ حبیبِ خالقِ یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلالِ پاک بے ہمتا توئی
یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند
عاجزاں را رہنمائے جملۂ ساماں توئی
شمسؔ تبریزی چہ دم در نعت والایت زند
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سیدِ اعلیٰ توئی

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی عرض گزار ہیں:

زمہجوری بر آمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخبار میں قصیدہ عرض کرتے ہیں:

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما
بلطفِ خود سر و سامان جمع بے سر و پا کن

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی عرض کرتے ہیں:

ذرا چہرہ سے پردہ کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
کرو روئے منور سے میری آنکھ نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ

فرمانِ رب العالمین ہے:

﴿وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ اور فرمایا: ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿٤٦﴾﴾۔

اس کائنات میں نور وضیاء اور سراج منیر آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات ہی ہے۔

جب ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام نے اماں حوا کے قرب کا ارادہ کیا تو انہوں نے مہر طلب کیا۔ انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: میں کیا مہر دوں؟ تو رب العالمین نے فرمایا: اے آدم! میرے محبوب جناب احمد مجتبیٰ پر 20 مرتبہ درود شریف پڑھ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا قیاس تو کفار نے کیا جن کو معجزات بھی یاد نہ رہے کہ وہ انگلی کے اشارے سے سورج کو واپس بلا رہے ہیں۔ کبھی چاند کے دو ٹکڑے کر کے پھر سے جوڑ رہے ہیں۔ کبھی انگلیوں سے چشمہ جاری کر رہے ہیں۔ کبھی ہتھیلی میں کنکروں کی زبان سے کلمہ شریف جاری ہو رہا ہے۔ تو کہیں ایک پیالے سے پورے لشکر کو سیر اب کر رہے ہیں۔ وہ تو کافر تھے اور ان کے دل پر خالقِ کائنات نے مہر لگا دی تھی۔ لیکن صد افسوس ہے کہ آج کے دور میں بعض مسلمان ہونے کا دعوی کرنے والے بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

باب: ثبوت علمِ غیب

رب العالمین کی بارگاہِ بے کس پناہ میں عرض گزار کہ اس جہاں میں وہ اپنی پناہ میں رکھے اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھے۔ وہ جن ہو یا انسان جن کا ظاہر ان کے باطن سے بالکل مختلف ہے۔ ذات ارحم الراحمین کے خاص کرم سے رہبر و مرشد جو کہ اصلی خاندانی سیّد اور اولادِ علی المرتضیٰ جنھوں نے مخلوقِ خدا کو راہِ ہدایت دکھایا اور علم ظاہر کے ساتھ علم باطن کی شمع بھی ان کے دل میں روشن کی۔ مجھ پر خاص ترس اور رحم کھا کر ہجری سال 1342ھ میں رحمت کی برکھا نازل فرمائی اور بے شمار خلقِ خدا کو راہ ہدایت نصیب فرمائی، ہر دم دعائے عاجز ہے کہ یہ چشمۂ حکمت تا ابد قائم و دائم اور جاری و ساری رہے۔

آج کے دور میں دین کا لبادہ اوڑھے کئی بھیڑ نما بھیڑیے موجود ہیں۔ کئی گم گشتہ راہ جاہل و مسکین ان کی بھینٹ چڑھے۔ راہِ محبت سے جاہل اور رسمِ عشق سے عاری یہ لوگ شرک و کفر کی مشینیں بن کر لوگوں کو کافر و مشرک گردانتے ہیں کیونکہ علم باطن سے بہرہ ور نہیں ہیں۔ اس لیے اخلاص و محبت سے خالی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعتراض اور دریدہ دہنی کرتے وقت ان کو احساس تک نہیں ہوتا۔

علمِ غیب ذاتی صرف اور صرف ذات رب العالمین کے ساتھ مخصوص ہے جبکہ عطائی علمِ غیب اس کی مخلوق میں حسبِ رتبہ اور منشاء خداوندی کے مطابق عطیۂ الٰہی ہے۔

قرآن مجید میں خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾

اس آیت مبارکہ کے مطابق جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ ان کو علم غیب عطاء کرتا ہے۔ جناب احمد مجتبیٰ ﷺ سے بڑھ کر خدا کی ذات کس پر راضی ہوگی؟ بلکہ آپ ﷺ کے اصحاب کی شان میں بھی فرمایا: ﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾ حضور ﷺ کے صحابہ کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔ جب اُمتی کو یہ کمال حاصل ہے تو حضور ﷺ کی شان کیا ہوگی؟

خالقِ کائنات نے حضور کی شان میں فرمایا:

﴿وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ﴾

ترجمہ: میرا محبوب علم غیب بتانے پر بخیل نہیں ہے۔

بلکہ ان کو جب کوثر کا مالک بنا دیا تو وہ بخیل کیسے ہوسکتے ہیں۔

﴿تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ﴾

ترجمہ: اے محبوب یہ غیب کی خبریں ہیں (جو آپ پہلے نہیں جانتے تھے) ہم آپ کو وحی کے ذریعے عطا کر رہے ہیں۔

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾

تفسیر قادری میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں: "بہت سے علماء نے کہا کہ اس علم سے مراد ربوبیت حق، اس کے جلال، عبودیتِ نفس اور اس کے حال کی پہچان کا علم ہے اور بحر الحقائق میں لکھا ہے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو گا یہ اس کا علم ہے جو حق سبحانہ و تعالیٰ نے شبِ معراج میں آپ ﷺ کو عطاء فرمایا۔ جب کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ میرے حلق میں ڈال دیا پس جان لیا میں نے جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ ہونے والا ہے"۔

تفسیرِ خازن میں اس آیت کے تحت مرقوم ہے:

وقیل علمك من علم الغیب ما لم تکن تعلم وقیل معناها وعلمك من خفیات الامور واطلعك علی ضمائر القلوب

تفسیرِ مدارک میں ہے: "وعلمك من خفیات الامور وضمائر القلوب"

یہ ایک کیفیت کا عطیہ ہے جو سیّد العالمین کو رب العالمین نے القاء فرمایا۔ قَابَ قَوْسَيْنِ کی منزل جہاں نہ جہاں ہے، نہ زماں نہ مکاں ہے، نہ دوئی نہ قرب و بعد ہے، نہ واسطۂ جبریل ہے، نہ آواز نہ کوئی اشارہ ہے، صرف حال اور کیف ہی ہے۔ وسیلہ اور واسطہ جبرئیل صرف پردہ اور کنایہ ہے۔

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾

علمِ الٰہیہ لامتناہی ہے اس کو ذات باری تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا۔ علم عطائی لامحدود سمندر سے ایک قطرہ ہے اور وہ سب سے پسندیدہ ذات کو ضرور عطاء کرتا ہے تو نبی کی ذات سے بڑھ کر کائنات میں کون زیادہ خالقِ کائنات کا پسندیدہ ہے۔

﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ﴾

علمِ غیب وہ ہے جو حواس خمسہ میں نہ آئے بلکہ خالص عطیہ الٰہی ہے۔ شبِ اسریٰ میں سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جبریل امین نے بھی عجز ظاہر کر دیا پھر وہاں سے عالم ناسوت وملکوت کا لباس اتار کر حضوری ہوئی جو احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾

تفسیر قاسمی میں آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہوا ہے" تعلیم کر دیا اس کو بیان جو کچھ اس کے دل میں

ہے اسے کہہ کر یا لکھ کر اسے ظاہر کر دیا، یا محمد ﷺ کو پیدا کیا اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہو گا، سب ان کو تعلیم کر دیا۔ چنانچہ "علمك علم الاولين والاخرين" کا مضمون اس کی خبر دیتا ہے۔

تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت رقم طراز ہے ہم نے بیانِ بلیغ جناب محمد ﷺ کو سکھایا جس میں ماضی، حال اور استقبال سب ہیں اور اس کی فصاحت واثر کی وجہ سے وہ مخلوق پر مؤثر ہوتا ہے۔ وہ علم جو بغیر عمل کے ہو، وہ حجاب اکبر ہے اور وہ علم و معلومات جو ادب و محبت کے بغیر ہوں، وہ جہالت و ذلالت ہے۔ علم الٰہی کے بغیر وہ سارا کسبی ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ، وَقَالَ: سَلُونِي، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَنْ أَبِي؟، قَالَ: أَبُوكَ حُذَافَةُ، ثُمَّ قَامَ آخَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَنْ أَبِي؟، فَقَالَ: أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ، فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ، قَالَ: إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ". (صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، رقم:۷۲۹۱)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ چیزوں کے متعلق پوچھا گیا جنہیں آپ نے ناپسند کیا۔ جب لوگوں نے بہت زیادہ پوچھنا شروع کر دیا تو آپ ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا: پوچھو! اس پر ایک صحابی کھڑا ہوا اور پوچھا: یا رسول اللہ! میرے والد کون ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے والد حذافہ ہیں۔ پھر دوسرا صحابی کھڑا ہوا اور پوچھا میرے والد کون ہیں؟ فرمایا: تمہارے والد شیبہ کے مولیٰ سالم ہیں۔ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے چہرہ پر غصہ کے آثار محسوس کئے تو عرض کیا ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آپ کو غصہ دلانے سے توبہ کرتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَفِي نَجْدِنَا قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَفِي نَجْدِنَا فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔

(صحیح البخاری، کتاب الفتن، رقم:۷۰۹۴)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے ملک شام میں ہمیں برکت دے، ہمارے یمن میں ہمیں برکت دے۔ صحابہ نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں؟ آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: اے اللہ! ہمارے شام میں برکت دے، ہمیں ہمارے یمن میں برکت دے۔ صحابہ نے عرض کی: اور ہمارے نجد میں؟ میرا گمان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا: وہاں فتنے ہیں اور وہاں شیطان کا سینگ طلوع ہو گا۔

حضور ﷺ کی نگاہِ غیب دان مستقبل کے حالات کا جائزہ لے رہی تھی چنانچہ تیرہ سو سال بعد محمد بن عبدالوہاب نجدی کا فتنہ وہاں سے ظاہر ہوا، فتاوی شامی میں بد عقیدہ لوگوں کی تحریک کی سیاہ کاریوں کا مفصل ذکر موجود ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ للهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِي مَقَامِهِ ذٰلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ، إِلَّا حَدَّثَ بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ.(صحیح مسلم، کتاب الفتن، رقم:۲۸۹۱)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہو کر خطاب فرمایا: آپ ﷺ نے اپنے اس دن کھڑے ہونے سے لے کر قیامت تک کی کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی، جس کو آپ ﷺ نے بیان نہ فرما دیا ہو۔ جس نے اسے یاد رکھا یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا سو بھول گیا۔"

حضور علیہ السلام منبر پر تشریف لائے تو جنگ موتہ کا منظر آپ علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہوا۔ فرمایا: اب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھا لیا۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ پس ان کے لئے دعا فرمائی اور فرمایا: تم بھی ان کے لیے دعا و استغفار کرو پھر فرمایا: اب جھنڈا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے تھام لیا ہے یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے پھر ان کے لئے دعا فرمائی اور پھر فرمایا: اب عَلَم عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا ہے۔ حتی کہ وہ بھی شہید ہو گئے پھر ان کے لئے دعائے رحمت فرمائی اور ہم سے فرمایا: تم بھی ان کے لئے دعا کرو اس گھڑی کہ اب وہ شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ جنگ موتہ کا ہے جو دمشق کے پاس زمین بلقاء میں ہوئی۔

حضور علیہ السلام مدینہ طیبہ میں جبکہ جنگ دمشق میں برپا تھی۔ حضور علیہ السلام نے علمِ غیب کے ذریعے جنگ کے مناظر کو بالتفصیل مسلسل ذکر فرمایا۔ گویا ان کے نزدیک زمان و مکان کی قید نہیں بلکہ شش جہات سے برابر نظر آتا ہے، ﴿قَابَ قَوسَين﴾ کے مظہر کو دیکھنے والا محبوب ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى﴾ کی نظر سے بالتفصیل حالات بیان فرماتے ہیں۔

"عَن ابنِ مَسعُود رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَ رسُولُ الله ﷺ يومَ الجُمعَة فقال أُخرُج يَافُلَانُ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ، أُخرُج يَا فُلَانُ فَاِنَّكَ مُنَافِق، فَاَخرَجَ مِنهُم نَاساً فَفَضَحَهُمْ"۔(عینی شرح بخاری، ص:221)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ خطبہ جمعہ میں سید العالمین ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! نکل جا، تو منافق ہے۔ اے فلاں! نکل جا، تو منافق ہے۔ پس مجلسِ صحابہ سے بہت سے لوگوں کو ذلیل و خوار کر کے باہر نکال دیا گیا۔

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا

تھا اور آپ ان دنوں چہل روزہ تھے۔ آپ نے فرمایا: مادر مشفقہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا۔ اس کی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس نے عرض کیا: آپ ان دنوں میں چالیس روزہ میں تھے تو یہ حال کیسے معلوم ہوا؟ تو فرمایا: جب لوح پر قلم چلتا تھا تو میں سنتا تھا۔ حالانکہ میں شکمِ مادر میں تھا اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں ان کی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکمِ مادر میں تھا۔

(مجموعہ فتاویٰ عبد الحی، ج:2، ص:97)

حضرت میسرہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کب نبی بنے یا نبوّت آپ پر کب واجب ہوئی؟ فرمایا: "میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے"

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آیاتِ مبارکہ و احادیثِ شریفہ جو علم غیب کے اثبات میں ہیں ان کو ذکر کرنے کے بعد وہ آیاتِ مبارکہ جو بدعقیدہ لوگ علمِ غیب کی نفی کے لیے پیش کرتے ہیں ان کی تطبیق اور موافقت کے لئے ان کا شانِ نزول اور تفسیرِ مبارکہ بیان فرمائی۔

﴿قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىٕنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾

ترجمہ: "اے محبوب! (ﷺ) ان سے فرمادیجئے کہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا کہ میرے پاس علمِ غیب کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں"

تفسیر خازن میں ہے: یہ خطاب سیّد العالمین ﷺ کو ہے کہ اے حبیب! ان مشرکین کو آپ فرماؤ یہ تو صرف اپنی ذات سے نفی اور عجز و انکسار کا اظہار ہے کہ مشرکین ان آیتوں پر جھوٹ نہ باندھیں۔

﴿وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ﴾

اس آیت مبارکہ میں یہ احتمال موجود ہے کہ آپ کا یہ فرمان رب ذوالجلال کے علوم غیبیہ پر مطلع کرنے سے پہلے کا ہے۔ پس جب آپ کو اطلاع کر دی گئی یعنی علوم غیبیہ عطا ہو گئے تو آپ کو یہ فرمان ہوا جو پہلے حکم کی نفی کرنے والا ہے۔

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾

"وہ غیب کا جاننے والی ذات اپنے غیب پر کسی کو مکمل اطلاع نہیں دیتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے"۔

﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ﴾

تفسیرِ روح البیان: معلوم ہوا کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ سے خاص ہے اور جو انبیاء اور ملائکہ سے خبریں دینا مروی ہیں۔ وہ خود اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے ہیں یا بطریقِ وحی یا بطورِ الہام اور کشف کے پس جس علم پر سوائے انبیاء و اولیاء اور ملائکہ کے کوئی مطلع نہیں ہوتا وہ حق تعالیٰ سے خاص ہوتا ہے جیسا کہ آیۃ مبارکہ میں ہے۔

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾

”وہ غیب کا جاننے والی ذات اپنے غیب پر کسی کو مکمل اطلاع نہیں دیتی، مگر اپنے رسولوں میں سے جس پر راضی ہو جائے“۔

جو آیات مبارکہ علمِ غیب کی نفی پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ سب کفار و مشرکین کے جواب میں حکم ہوا کہ تم ان کو نفی میں جواب دو کیوں کہ ان کے عقیدہ و عقل کے مطابق جواب یہی مناسب تھا یعنی ان کی فہم و فراست کے مطابق ہی ان کو جواب دیں، جو تفسیرِ خازن، روح البیان اور روح المعانی کے مطالعہ سے بالکل واضح ہو جاتا ہے، کیونکہ فرمانِ سیّد العالمین ﷺ ہے:

”کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ“ یعنی لوگوں سے ان کی فہم و فراست کے مطابق گفتگو کرو۔ ان بدبختوں کی نظر چونکہ حضور ﷺ کی ظاہری بشریت پر تھی۔ لہذا بے جا سوال کرتے رہنا ان کی عادت تھی کہ اشیاء کی حقیقت اور قیمتیں، بارش کب ہوگی، آندھی کب آئے گی اور قیامت کب قائم ہوگی وغیرہ تو ان سے کنارہ کشی اور اعراض کرنے کے لئے یہی جواب مناسب ہے۔ جس طرح فرمانِ رب العالمین ہے:

﴿وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾

ترجمہ: یعنی جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ ان کو سلام کر کے اعراض کرتے ہیں۔

سیّد المرسلین ﷺ کی ذات کی تین حالتیں ہیں۔ جیسا کہ تفسیرِ حسینی میں مرقوم ہے

(1) بشری (2) ملکی (3) حقی

جس طرح سورۃ مریم میں ہے: ”کٓھٰیٰعٓصٓ“

مواہب اللدنیہ حضرت رکن الدین علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ العزیز اس کے موہبِ صوفیاء میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تین صورتیں ہیں:۔

(1) بشری، جیسا کہ فرمان ہے: ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾۔

(2) ملکی، جیسا کہ خود سیّد العالمین ﷺ کا فرمان ہے: ”اِنِّیْ لستُ کاَحَدِکُم انی اَبِیتُ عِندَ رَبِّیْ فیُطعِمُنِی و یَسقِینِی“ بے شک میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں۔ میں اپنے رب کے ہاں رات گزارتا ہوں پس وہی مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی۔

(3) حقی، جیسا کہ فرمان عالیشان ہے: حق تعالیٰ کا حضور ﷺ سے خطاب صورت بشری میں مرکب کلمہ کے ساتھ ہے جیسا کہ ”قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ“ اور صورتِ ملکی جیسا کہ ”کٓھٰیٰعٓصٓ“ وغیرہ حروفِ مقطعات کا خطاب اور صورت حقی میں کلام اور فرمان مبہم ہے: ”فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی “یعنی پھر اس نے اپنے بندے کو جو وحی فرمائی اسکا کسی اور کو علم نہیں“

سیّد العالمین ﷺ کا یہ امتیاز اور خصوصیت ہے کہ ان کے خصائص کو حلول و اتحاد پر قیاس نہ کیا

جائے۔ جیسا کہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے: علمِ غیب صرف عطیۂ الٰہی ہے۔ رب العالمین نے رحمت اللعالمین کو تین علوم عطا کیے:۔ (1) عام (2) خاص (3) خاص الخاص

"حضور ﷺ نے فرمایا: میرے پروردگار نے مجھ سے پوچھا پس میں جواب نہ دے سکا تو رب العالمین نے بغیر کیف و تحدید کے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینہ کے درمیان محسوس کیا اور مالک الملک نے مجھے اولین اور آخرین کا علم بھی سکھایا اور مجھ سے عہد لیا کہ میں اس کو پوشیدہ رکھوں اور کسی کو نہ بتاؤں۔ میرے علاوہ کوئی دوسرا اس علم کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا"۔

(منہاج النبوۃ شرح مدارج النبوۃ، ص:300)

"یہ بھی سرورِ عالم کے معجزات میں سے ہے کہ آپ غیب جانتے تھے۔ وہ چیزیں جو آئندہ ہونے والی ہیں، ان کی خبریں دیتے تھے۔ تو آگاہ ہو جاؤ کہ علم غیب کے لیے غیب خاص اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہ خبریں جو حضور ﷺ کی زبان مبارک اور بعض دیگر لوگوں سے ظاہر ہوئیں، وہ وحی اور الہام ہیں۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا: "خدا کی قسم! میں نہیں جانتا مگر اس چیز کو جو میرے خدا نے مجھے سکھائی۔" یہ بات جو خود حضور نے خبر دی ہے۔ یہ دریائے بے کنار کی مثل ہے۔

سورۃ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى قَالَ هِيَ عَصَايَ﴾

ترجمہ: "رب العالمین نے فرمایا: اے موسیٰ! تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کی کہ یہ عصاء ہے"۔

حدیث مبارکہ میں ہے: "رب العالمین فرشتوں سے پوچھتے ہیں: میرے بندے! کس حال میں تھے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ مجلس میں تیرا ذکر کر رہے تھے۔" رب العالمین فرماتا ہے: "تم گواہ بن جاؤ، میں نے ان سب کو بخش دیا"۔

اگر پوچھنے اور سوال کرنے کی وجہ سے علمِ غیب کی نفی ہوتی ہے تو مذکورہ آیت اور حدیث میں یہی حکم رب العالمین پر لگے گا لیکن تمہارے اور ہمارے رب میں فرق ہے تمہارا رب صرف عرش اور آسمان پر رہتا ہے جبکہ ہمارا رب ہر جگہ اور ہر آن موجود ہے۔ فرمان رب العالمین ہے: "وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ" اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ" یعنی جہاں کہیں بھی تین آدمی بات کریں تو چوتھی رب کی ذات ہے۔ اگر پانچ آدمی ہوں تو چھٹی رب کی ذات ہے۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے انفُس و آفاق میں پیدا تری آیات حق تو یہ ہے کہ زندہ و پائندہ تِری ذات

"لا الہ الا اللہ" بمعنی "لا موجود الا اللہ" یعنی اس کی ذات ہر جگہ ہر آن موجود ہے۔ سیّد العالمین جو کہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کی برہان ہیں ان کا کلمہ گو ہونے کا دعوے دار ہونے کے باوجود ان کی ذات میں عیب تلاش کرنا سب سے بڑی منافقت اور بد بختی ہے۔ تاجدار بریلی فرماتے ہیں:

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے　　　پھر کہے مرد کہ ہوں امت رسول اللہ کی

خالق کائنات کی ذات غفور رحیم ہے سب کو بخش دے گا لیکن اپنے حبیب کی گستاخی کو کبھی معاف نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کے حق میں کوئی سفارش قبول ہو گی جیسا کہ خود حضور ﷺ کو منافقین اور گستاخوں کی سفارش اور ان کے لئے دعا کرنے سے بھی منع فرما دیا گیا۔

باب ایصالِ ثواب

ثبوت مولود شریف و گیارہویں غوثِ اعظم اور نذر و نیاز

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾

رب العالمین تو خیر الوارثین ہے۔ تیرے سوا کوئی اور دروازہ نہیں ہے اور تیری مخلوق میں تیرے نشان و علم حاصل کرنا اور عرفان کی کیفیت پانا یہی توحید پرستوں کا نصب العین ہے۔ اسی لئے تیری ذات نے اپنے مقرب بندوں کی صفات میں بیان فرمایا:

﴿وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا﴾

اللہ کے مقرب بندے اس کی رضا کی خاطر غرباء، مفلسین، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اسی طرح خالقِ کائنات نے بعض دنوں کو بعض پر فضیلت دی ہے، ان برکت اور فضیلت والے ایام میں خلقِ خدا کی خدمت کے لئے طعام وغیرہ تیار کرنا اور اس پر تلاوت کر کے حصولِ برکت کے لیے تقسیم کرنا اس پاکیزہ عمل کو شرک گردانا یہ بدعقیدہ لوگوں کا طریقہ ہے۔ حالانکہ جس چیز کو اللہ نے حلال قرار دیا ہے اس کو حرام کہنا مومن کا شیوہ ہرگز نہیں۔ قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ نے حلال و حرام کی فہرست شائع کر دی۔ اس کے بعد اس میں اپنی رائے سے کسی چیز کو حرام قرار دینا، نہ صرف دین میں دخل اندازی ہے بلکہ دین کی خلاف ورزی اور منہ موڑنے والی بات ہے۔ بلکہ غیر اللہ اور للہ میں بالکل فرق ہی نہ کرنا محض گمراہی اور جہالت ہے۔ جس طرح آپ کے لڑکے پر آپ کا نام اور ولدیت پکارنے سے کوئی شرک و ضلالت نہیں ہے اسی طرح جب سنتوں پر رسول اللہ کا نام منسوب ہو سکتا ہے حالانکہ اللہ کی عبادت ہے اسی طرح کسی کی طرف منسوب کرنا یہ کب گناہ ہے؟

خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنۡۢ بَحِیۡرَۃٍ وَّ لَا سَآئِبَۃٍ وَّ لَا وَصِیۡلَۃٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ وَّ لٰکِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ﴾

ترجمہ: نہیں حرام کیا اللہ تعالیٰ نے کان کٹے جانور اور نہ سانڈھ اور اونٹنی لگنے والی اور نہ دس بچے جننے والی لیکن جو

کافر ہیں وہ اللہ پر جھوٹ اور بہتان لگاتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ﴾

ترجمہ: اے لوگو! جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے راستوں پر نہ چلو۔

صرف وہ جانور حرام ہے جس پر بوقت ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے، اس کے علاوہ حلال چیزوں اور جانوروں کو مت حرام قرار دو۔

رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰیٰتِهٖ مُؤْمِنِیْنَ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ﴾

ترجمہ: پس اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو اور تمہیں کیا ہے کہ تم اس میں سے نہ کھاؤ، جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔

سیّد العالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "اپنا کھانا بسم اللہ شریف پڑھ کر کھایا کرو" بخاری اور مسلم شریف میں فرمان درج ہے: "جو بسم اللہ کے بغیر کھانا کھاتا ہے، اس کے ساتھ شیطان کھاتا ہے۔" دوسری بات جب غیر اللہ کا نام کسی چیز پر آتا ہے تو وہ کیسے صانع ہو سکتا ہے حالانکہ غیر خدا کو کب طاقت ہے کہ کوئی چیز بنا سکے لہذا ان اشیاء پر غیر خدا کا لفظ مناسب ہی نہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

ترجمہ: "پھر جب آگ کے پاس آئے تو برکت والی جگہ میں میدان کے دائیں کنارے سے ایک درخت سے انہیں ندا کی گئی: اے موسیٰ! بیشک میں ہی اللہ ہوں، سارے جہانوں کا پالنے والا ہوں"۔

ترمذی شریف میں فرمانِ سیّد العالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ فَقَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلَتْ ثُمَّ أَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ ثُمَّ قَالَ بِاسْمِ اللهِ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحَّى بِهِ

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نے سینگوں والے مینڈھے کا حکم دیا جو سیاہی میں چلتا ہو (اس کی ٹانگیں سیاہ ہوں)، سیاہی میں بیٹھتا ہو (اس کا پیٹ اور سینہ سیاہ ہو) اور سیاہی میں دیکھتا ہو (اس کی آنکھیں بھی سیاہ ہوں) تاکہ آپ اس کی قربانی کریں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: ("عائشہ!) چھری تیز کرو۔" پھر آپ نے

چھری کو پکڑا اور مینڈھے کو لٹایا۔ پھر اسے ذبح کرتے ہوئے فرمایا: بِسۡمِ اللّٰہِ ' اَللّٰھُمَّ! تَقَبَّلۡ مِنۡ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ ' وَمِنۡ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ''اللہ کے نام سے (میں ذبح کرتا ہوں۔) اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)' آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔'' پھر اسے قربان کر دیا''۔

سنن ابو داود شریف اور ترمذی شریف میں بھی ایک روایت ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھے ذبح کرتے دیکھا تو میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ (یعنی ایک آدمی کی طرف سے کیا ایک ہی قربانی کافی نہیں؟) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کیا کروں، چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

لہٰذا کسی جانور پر غیر خدا کا نام لینے کا ہرگز یہ مطلب نہیں جس کو بد عقیدہ لوگ الاپتے ہیں۔ اگر یہ حرام و ناجائز ہوتا تو باب مدینۃ العلم اسد اللہ الغالب کی ذات اس کو جائز نہیں سمجھتی اور اپنے عمل سے اس کو ہمیشہ نہ کرتے تھے۔ اب دوسری بات اور اعتراض جس کا اکثر لوگ راگ الاپتے ہیں کہ دن کیوں مقرر کرتے ہیں؟ یعنی گیارہویں، قل، ساتواں اور سالانہ وغیرہ۔ حالانکہ کسی اچھے کام کیلیے دن مقرر کرنا جائز و مستحسن ہے۔

فرمان عالیشان ہے: ﴿إِنَّ اللهَ وِتۡرٌ يُحِبُّ الۡوِتۡرَ﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ یکتا اور وتر ہے اور وتر کو ہی پسند کرتا ہے۔

گیارہویں شریف کو ابتدائے خلق سے بڑا متبرک سمجھا جاتا ہے اور اسی دن غوث الثقلین پیرانِ پیر کا وصال بھی ہوا۔ اسی لیے اس دن کو مقرر کیا گیا ہے جو کہ جائز ہے۔ اس زمانہ میں سالگرہ منانا اس کو ہر آدمی جائز سمجھتا ہے بلکہ عمل بھی کرتا ہے حالانکہ وہ بھی دن مقرر کرنا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر لانے کا حکم دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لئے باہر تشریف لائے اور دن مقرر فرمایا: اس دن لوگ عید گاہ کی طرف چلے۔ ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ قباء میں ہر ہفتہ کے دن پیدل اور سوار ہو کر تشریف لاتے اور اس میں دو رکعتیں ادا فرماتے''۔ حضور علیہ السلام ہر مہینے کے ایام بیض یعنی مقررہ ایام 13، 14 اور 15 کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ اسی طرح قرض کا معاملہ کرنے والوں کو دن اور تاریخ مقرر کرنے کا حکم ہوا ہے۔

پانچ وقت نماز کے لیے بھی حکم ہے:

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتۡ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ كِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا﴾۔

ترجمہ: بے شک مؤمنوں پر نماز مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے۔

مومنین کی نشانی یہ ہے کہ وہ ذکر کی محفل لگا کر اس میں اللہ اور اس کے رسول کے فرامین کو الاپتے رہتے ہیں۔ یہی وہ جگہیں ہیں جہاں فرشتے اترتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پھر ان فرشتوں کو گواہ بنا کر فرماتا ہے کہ میں نے ان کو بخش دیا۔

قرآن مجید میں مومنوں کی نشانی بیان کی گئی ہے:

﴿یُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُونَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیرًا﴾

ترجمہ: "وہ لوگ نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی ظاہر ہوئی ہے"۔

حسنین کریمین کی بیماری میں سیّد العالمین ﷺ نے منت مانی تھی تو سیدہ خاتونِ جنت علیہا السلام نے اس منت کو پورا کیا۔ حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے منت مانی ہے کہ آپ کے سر مبارک کے پاس آکر دف بجاؤں گی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی منت کو پورا کرو۔ تمام تفاسیر میں اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہی ہے۔

خالق و رازق کائنات نے جیسا تجھے ممنون بنایا تو اس کی نعمتوں کا بدلہ دینا ضروری اور انسان کا نصب العین ہے حدیث شریف میں ہے دنیا کا مال و دولت بھی ایک آزمائش ہے۔ اس لیے اس کو راہِ خدا میں خرچ کرنا حضور ﷺ کے ورثاء کی علامت ہے اور خلقِ خدا میں مالکِ کائنات سخی کو پسند فرماتا ہے۔ اور اس کے پیاروں کی اتباع میں رہنے والے اصحاب کہف کے کتے کا بھی رحمان و رحیم ذکر خیر قرآن مجید میں کرتا ہے۔

حضرت پیران پیر روشن ضمیر جو کہ محی الدین کے لقب سے مشہور ہیں۔ ان کی اتباع کرنا یہ اسلاف کا طریقہ ہے کیونکہ تمام سلاسل کے اولیاء ان کے زیر نگیں ہیں۔ لہذا آپ کا طریقۂ حسنہ پر ختم دلوانا اور مساکین و غرباء میں تقسیم کرنا مستحسن عمل ہے۔ مومنِ کامل ہر نماز میں ان لوگوں کی ہم نشینی اور محبت کو حرزِ جان رکھتا ہے۔

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ﴾

باب الذِکر

مسئلۂ ذِکر کا ثبوت

تیرا عشق میری فطرت تیرا حسن میری حیرت
میں ازل سے لے کے آیا ہوں مزاجِ عاشقانہ

کائنات کا ذرہ ذرہ محوِ ذِکرِ باری تعالیٰ ہے۔ مخلوق میں ذکر تشبیہی ہو یا تنزیہی ہر ایک کی فطرت میں رکھ دیا گیا ہے، بلکہ زندہ اور مردہ میں فرق صرف ذکرِ خدا کو ہی رکھا گیا ہے۔ ذکر خفی ہو یا جلی ہر وقت مخلوقِ خدا اور بندہ ہونے کی علامت گردانی گئی ہے۔

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

ترجمہ: جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں، سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔

دل کی وسعت کو رب العالمین کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور اسی کو ہی مالک کائنات نے اپنی قیام گاہ ارشاد فرمایا ہے۔ ساتوں زمینوں اور آسمان سمیت بے حد و کیف مالک اس دل کے اندر جلوہ گر ہے۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو".

مالکِ کائنات نے بے شمار ذکر کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اگر ہم اس کو شمار میں لائیں گے تو یہ ناممکن ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُم﴾

ترجمہ: "اپنے رب کو اٹھتے، بیٹھتے اور اپنے پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے بھی یاد کیا کرو"۔

ذکرِ الٰہی دل کا میل کچیل صاف کرتا ہے بلکہ رب نے فرمایا: جہاں میرا ذکر ہوتا ہے میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ الله تعالى يقول أَنَا مَعَ عَبْدِی اِذَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِی شَفَتَاه۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات، مشکوۃ شریف)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرے اور اس کے ہونٹ حرکت کریں"

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾

ترجمہ: "میں جو رحمٰن کے ذکر سے منہ پھیرے تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی رہتا ہے"۔

صحبت کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جیسی دوستی اور صحبت ہو گی، ان کے ساتھ ہی انسان کا حشر بھی ہو گا۔ اہل جنت کو شکل و تصویرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عطاء کی جائے گی لیکن دوزخیوں کو بندر اور خنزیر کی شکل دی جائے گی۔

﴿وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا﴾

ترجمہ: "اور جو کوئی اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا"۔

اسلام اور کفر کے درمیان امتیاز صرف کلمہ طیبہ اور ذکر کا ہی ہے لہذا تم ذکر کو ترک مت کرنا۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"جو آدمی بلند آواز کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھے گا اس کے چار ہزار گناہ معاف ہوں گے، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جگہ عطا فرمائے گا اور اسے اپنے رخِ ذوالجلال کا دیدار کرائے گا۔"

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تُكْثِرُوا الكلام بغير ذِكْرِ الله فإن كَثْرَة الكلام بغير ذِكْرِ الله تعالى قَسْوَةٌ للقلب وإن أبْعَدَ الناس من الله القَلْبُ القَاسِي۔ (سنن ترمذی، کتاب الایمان)

"اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ گفتگو نہ کیا کرو، کیونکہ زیادہ گفتگو کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے اور سخت دل اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہوتا ہے"۔

"بیشک جن لوگوں کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہے، وہ مسکراتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے"۔

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ جب میں آہستہ ذکر کرتا ہوں تو شیطان مجھ پر غالب آ جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلند آواز سے ذکر کیا کرو کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اپنے رب کے بلند نام سے اس کی تسبیح بیان کرو"۔

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾

ترجمہ: "اور ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے"۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اس دن ایک فرشتے کو پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ بلند آواز سے لا الہ الا اللہ کہتا رہے اور اس سے اس وقت تک فارغ نہ ہو، جب تک صور نہ پھونک دیا جائے"۔

جو کوئی لا الہ الا اللہ کہے اور لفظ "لا" کو تعظیماً کھینچ کر پڑھے اس کے نامہ اعمال سے چار ہزار گناہ مٹا

دیئے جائیں گے، لہذا لا الہ الا اللہ بلند آواز سے مستحب ہے۔ جیسا کہ امام نووی کہتے ہیں: جو آدمی لا الہ کو چار الف کی مقدار تک کھینچ کر پڑھتا ہے اس کے چار ہزار کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ذکر بالجہر کا طریقہ ناف سے کھینچ کر سینہ میں ضرب لگائی جاتی ہے۔ تب دل کا میل اور زنگ دور ہو جاتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَايَذْكُرُ رَبَّهُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے، اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے"۔

زندوں کی صحبت جنت اور بروں کی صحبت برزخ کی طرح ہے۔ انسان کا وجود پوری کائنات کا مجموعہ ہے۔ اسی میں کل کتابیں ہیں۔ اسی میں لوح و عرش و کرسی حتی کہ خود کائنات کا مالک رب العالمین بھی اسی میں سمایا ہوا ہے۔ "خدا کا ذکر صبح و شام کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے اور راہِ خدا میں مال عطاء کرنے سے افضل ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: جَدِّدُوا إِيمَانَكُمْ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ نُجَدِّدُ إِيمَانَنَا؟ قَالَ: أَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللهُ۔ (مسند أحمد: ۸۶۹۵)

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ایمان کی تجدید کیا کرو۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کیسے اپنے ایمان کی تجدید کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کثرت سے لَا اِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہا کرو"۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ، فَارْتَعُوا، قَالُوا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟، قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ۔ (رواہ الترمذی)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم جنت کے باغات سے گزرو تو اس کا پھل کھایا کرو، صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: جنت کے باغات کیا ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذکر کی محفل"۔

"وہ لوگ جو کسی ایک مجلس میں بیٹھے رہے اور پھر اس مجلس سے اللہ کا ذکر کئے بغیر جدا ہو گئے تو وہ اس طرح اس مجلس سے اٹھے جیسا کہ مردار گدھے کے پاس سے اٹھے اور قیامت کے دن یہ ان کے لیے باعث حسرت ہو گا"۔

باغیچوں اور کوڑا کرکٹ کی جگہ میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح ذاکر اور غافل میں بڑا تفاوت ہوتا ہے۔

حدیث قدسی میں ہے:

"جو آدمی مجھے اکیلا یاد کرتا ہے، میں اس کو اکیلا یاد کرتا ہوں اور جو مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے، میں اس کو اس سے بڑی جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ گروہ مجھے ایک آواز دے تو میں اس کو ساٹھ آوازیں دیتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے۔ تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں حتیٰ کہ میں اس کے اعضاء میں بھی نور و برکت ڈال دیتا ہوں"۔

ذکر کی فضیلت و برکت بہت زیادہ ہے اور یہ سب اُمتِ سیّد المرسلین کو بوسیلہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم عطاء کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے صوفی لوگ جن کی علامت ذکر اللہ ہے اور اپنی باطنی صفات کی وجہ سے ذکر کی برکات سے متبرک ہوتے ہیں۔ اگر اس کی زندہ مثال تلاش کرنی ہو تو فتح پور شریف میں "نائبِ غوثِ اعظم" سیّد سائیں شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں جو کہ اپنی سیرت و صورت میں وارثِ علومِ نبویہ ہیں۔

باب: ثبوتِ بیعتِ مستورات

الحمدللہ رب العالمین خالق ومالک نفع وضرر اور برگ وبار وخار ہے۔ بے شک وہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے اور اس کا نور اتم ہر ایک چیز میں جلوہ گر ہے لیکن اس کی ذات کی طرف راستہ اور رہنمائی کے لیے کسی عارف باللہ کی نسبت ورہنمائی ضروری ہے۔

خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا:

"﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾

اور اہل اللہ کاملین کا فرمان بھی ہے: "طَالِبُ الدُّنْيَا مُخَنَّثٌ وَ طَالِبُ الْعُقْبٰى مُؤَنَّثٌ وَ طَالِبُ الْمَوْلٰى مُذَكَّرٌ" یعنی راہِ خدا میں معرفتِ خداوندی کے لیے نکلنا ہی دراصل عرفانِ ذات ہے اس راہِ مقدس میں مردوں سے بھی زیادہ خواتین کو رہنمائی اور مدد کی ضرورت ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں فرمانِ عالیشان ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

ترجمہ:"اے نبی محترم ﷺ! جب مسلمان عورتیں تمہارے حضور اس بات پر بیعت کرنے کیلئے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور اپنے پاؤں کے درمیان میں گھڑیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بیشک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے"۔

سیّد العالمین ﷺ چونکہ رہبر اعظم اور ہادیِ کائنات ہیں آپ کی ذات جو انقلاب لائی ان میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی بھی برابر رہنمائی فرمائی۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا: ﴿أَنْ لَا

يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ، فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ يَدَهَا، فَقَالَتْ: أَسْعَدَتْنِي فُلَانَةُ أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا، فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَانْطَلَقَتْ، وَرَجَعَتْ، فَبَايَعَهَا.

ترجمہ: "حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے اس آیت کی تلاوت کی ﴿أن لا يشركن بالله شيئا﴾ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ممانعت پر ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کیا کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی، میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ چکا آؤں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا چنانچہ وہ گئی اور پھر دوبارہ آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی"۔

تفسیر خازن

تفسیر خازن میں ابن جوزی فرماتے ہیں کہ بیعت کرنے والی تمام عورتوں کی فتح مکہ والے دن گنتی کی گئی، تو وہ 457 عورتیں تھیں۔

"حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت لیتے تو آپ ایک پانی کا پیالہ لے کر اس میں اپنا ہاتھ ڈالتے اور پھر اس پیالے میں عورتیں اپنا ہاتھ ڈالتیں"۔ امام شیبانی سے روایت ہے کہ "سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت لیتے اور اپنے دستِ اقدس پر کپڑا لپیٹتے" سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ید اللہ والا دستِ مبارک جس طرف اٹھ جاتا وہ تقدیر بدل دیتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود حضور اصلاحِ امت کے لئے مکمل محتاط طریقہ اپناتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوْمَتْ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ مَا أَدْرِي أَيَدُ رَجُلٍ أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ قَالَتْ بَلْ امْرَأَةٌ قَالَ لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ يَعْنِي بِالْحِنَّاءِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: "ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اشارہ کیا۔ اس کے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ایک خط تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا: "میں نہیں جانتا کہ یہ آدمی کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے؟" اس عورت نے کہا: بلکہ یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم عورت ہوتی تو تم مہندی کے ساتھ اپنے ناخنوں کا رنگ بدلتی"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "ایک عورت بغیر مہندی لگائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیعت نہ کیا حتّٰی کہ اس نے مہندی لگالی"۔

عورتوں کے لئے ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگانا سنت ہے۔ اس لیے کہ حضور نے ترکِ سنت پر اس کو تنبیہ کی تھی۔ مرد کو صرف داڑھی اور سر پر مہندی لگانے کی اجازت ہے بلکہ سنتِ انبیاء ہے۔ سیدنا ابراہیم خلیل

اللہ کی سنتوں میں سے مہندی اور خضاب لگانا بھی ہے۔اوراسی طرح افضلُ البشر بعدَ الانبیاء سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بھی مہندی لگایا کرتے تھے۔

"حضرت ابن ابی حاتم نے مقاتل سے روایت کیا کہ یہ آیت فتح مکہ کے دن نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں سے کوہِ صفا پر بیعت لی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور کے ساتھ بیٹھ کر عورتوں سے بیعت لیتے رہے"۔

بیعت کرنے کے تینوں طریقے سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ بیعتِ توبہ ہو یا بیعتِ تبرک ہر ایک میں عورت اور مرد دونوں برابر ہیں، جیسے انسان گناہوں اور علائقِ دنیا سے بیزار نہیں ہو سکتا، اور اسکے آئینۂ دل کو صاف کرنے کے لیے بیعت بہت ضروری ہے۔

''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ''

جس طرح انسان کے لیے ظاہری علم سیکھنا لازمی اور ضروری ہے۔ اسی طرح باطنی فیض حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ انسان کے باطن کی بیماری ظاہری بیماریوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ لہٰذا ان کا علاج بھی بیعتِ مرشد میں ہی پوشیدہ ہے، بلکہ سرِّ لا الہ الا اللہ کو پانے کے لئے ان نفوسِ قدسیہ کی زندگیاں اجیرن ہوئیں، پوری دنیا کو اپنے مخالف کیا، مال ودولت وحکومت ہر چیز کو خیر آباد کہہ دیا۔ اس کی بے نظیر اور معروف مثال اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اپنے وطنِ مالوف، رشتہ داری، گھر، مال، زمین اور کاروبار ہر چیز کو پس پشت ڈال کر بارگاہِ نبوی میں حاضر رہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن　　خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

خون اور خاک میں تڑپنے والی اچھی رسم کی اُنہوں نے بنیاد ڈال دی۔ خدا اِن پاک طینت، نیک فطرت عاشقوں پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔

باب العلم

علم بر دو قسم است ظاہر و باطن

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

علم جو ازل سے باعثِ تکریمِ انسان بنا اور رب العالمین نے ہر انسان کو حسبِ رتبہ علم عطا فرمایا۔ جس طرح بندوں میں تفاوت و تفریق ہے، اسی طرح ان کے علم و فضل میں بھی فرق ہے اور علم باطن سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ علم حسبِ مراتب عطائے رب العالمین ہے۔

﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ﴾

ترجمہ: "اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور اُنہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے"۔

خالقِ کائنات نے اپنے کلام قرآن مجید کو سمجھانے کے لیے کئی مثالیں پیش فرمائیں جیسے بے علم اور بے عمل کی مثال زندہ اور مردہ یا انسان اور حیوان کے ساتھ بیان فرمائی۔ اسی طرح حدیث قدسی میں فرمایا: "میرا بندہ جب میرا قرب اختیار کرتا ہے تو میں اس کے اعضاء بن جاتا ہوں" جنابِ کلیم اللہ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم لینے کے لیے بھیجا تو وہ کون سا علم تھا؟ جناب آدم علیہ السلام کو "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا" کا مژدہ سنایا تب جا کر نوری مخلوق کو ان کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو غار کے اندر رکھ کر رب العالمین نے کونسا علم عطا کیا؟ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العالمین نے فرمایا:

﴿وعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "عن ابی هريرة رضی الله عنه قال حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ: فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُومُ "

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن یاد کیے ہیں، جن میں سے ایک تو میں نے پھیلا دیا ہے اور دوسرا ایسا ہے کہ اگر میں اسے پھیلاؤں تو یہ گلا کاٹ دیا جائے"۔

احکامِ شریعت کا علم ظاہر جبکہ نورِ الٰہی علمِ باطن ہے اس کے بغیر ہر چیز بے وقعت ہے اسی علمِ باطن اور اخلاص کی وجہ سے عبادت میں کیف و سرور اور چاشنی نصیب ہوتی ہے۔ یعنی علمِ ظاہر صرف جسم جبکہ علمِ باطن روح اور جان ہے۔

عَنِ الْحسن قَالَ الْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَاكَ الْعلم النافع وعلم على اللِّسان فَذَاك حُجَّةُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَى ابْنِ آدَمَ۔ (مشکوٰۃ شریف، باب العلم)

حضرت حسن بصری بیان کرتے ہیں: "علم کی دو اقسام ہیں:۔ ایک علم دل میں ہے، وہ نفع مند ہے، اور ایک علم زبان پر ہے، وہ اللہ عزوجل کی ابن آدم کے خلاف حجت ہو گی"۔

علمِ ظاہر جسم پر لباس جبکہ علم باطن جسم کی روح اور جان ہے۔ یعنی ظاہری علم چھلکے کی طرح ہے جب کہ باطنی علم، پھل اور اس کے اندر روغن کی طرح ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں حدیثِ نبوی نقل فرماتے ہیں: "حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک قرآن مجید کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ ایک حد اور ایک مطلع ہے"۔

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا۔

ترجمہ: "حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ"۔

﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

ترجمہ:۔ "اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو"۔

قَال رسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم النَّاسُ مَعَادِن كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، خِيَارُهُم فِي الجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُم فِي الإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا۔

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انسان کانوں کی طرح ہیں۔ جیسے سونا اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔ جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر ہیں۔ بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں"۔

اے بندہ مومن! تیرے اندر ایک لامحدود سمندر موجود ہے، تیرے اندر چھ ہزار دریا اور چھ ہزار زمینیں یعنی خشکی کے ٹکڑے ہیں جو کہ تیری تعریف کر رہے ہیں۔ تیرا وجودِ مسعود ربُ العالمین کی کرسی ہے اور چھ ہزار ممدوح مدح و ثناء کر رہے ہیں۔ تیرے سر کو اُگاس کہا جاتا ہے اور اس کو ملأ الاعلیٰ بھی کہا جاتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ لِكُلِّ اٰيَةٍ مِّنْهَا ظَهْرٌ وَّبَطْنٌ وَلِكُلِّ حَدٍّ مُّطَّلَعٌ۔ (مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم، فصل الثانی)

ترجمہ:۔ "اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم سات طرح پر نازل کیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر آیت ظاہر ہے اور باطن ہے، اور ہر حد کے واسطے ایک جگہ خبردار ہونے کی ہے"۔

مثنوی مولانا روم میں اس حدیثِ مبارکہ کو یوں بیان کیا گیا: ان للقران ظاهرا وباطنا ولبطنه بطنا الی سبعة بطن، وفی روایه الی سبعین بطنا۔

بے شک قرآن مجید کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور پھر اس کے باطن کا ایک اور باطن ہے اور اسی طرح ستر تک۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اگر میں الحمد شریف اکیلی سورۃ کی تفسیر لکھوں تو 70 اونٹوں کا وزن ہو گا۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علوم جو کہ صرف مقربینِ خدا اور اولیاء کرام ہی جانتے ہیں وہ علوم کائنات کا راز ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ قرآن پاک کے معانی اور تفاسیر ساٹھ ہزار تک ہیں اور بعض نے 70 ہزار تک لکھا ہے۔ یعنی ہر ایک کلمہ کے ستر ہزار دو سو معنیٰ ہیں۔

یہ علم لدنی اور فضلِ خاص کسی کی نظر اور فیضِ صحبت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ جناب موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کی بارگاہ میں جاکے حاصل کرنا پڑا۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے دربار میں جب ملکہ سباء بلقیس کا تخت منگوانے کا ذکر ہوا تو ایک طاقتور جن عفریت جو کہ جنوں کا سردار تھا، عاجز آگیا۔ اس نے کہا: وہ اس کو مجلس برخاست ہونے تک حاضر کر دے گا جبکہ آصف بن برخیا نے آنکھ جھپکنے کے وقت میں ہی ہزاروں میلوں سے حاضر کر دیا تھا۔ یہ اسم اعظم سے حصہ تھا جس سے یہ سب ممکن ہوا۔

خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ۔﴾

ترجمہ: "اس نے عرض کی: جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے آپ کی بارگاہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا"۔

یہ اسمِ اعظم کی برکت کی وجہ سے تھا۔ جو کام ایک جن نہ کر سکا وہی کام ایک مقرب بندے نے آنکھ جھپکنے سے پہلے کر دیا۔

ذُکِرَ أَهلُ الشَّامِ عِندَ عَلِيٍّ وقِيلَ اِلعَنهُم يا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ قالَ لَا إِنِّي سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ الأَبدالُ بِالشّامِ، وهم أَربَعُونَ رَجُلًا، كُلَّما ماتَ رَجُلٌ أَبدَلَ اللهُ مَكانَهُ رَجُلًا يُسقَى بِهِمُ الغَيثُ، ويُنتَصَرُ بِهِم عَلَى الأَعداءِ، ويُصرَفُ عَن أَهلِ الشّامِ بِهِمُ العَذابُ''۔

"حضرت عبید روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر کیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین! ان پر لعن کیجئے۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس ہیں۔ جب ایک مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرا لے آتا ہے۔ انہی کے سبب بارش برستی ہے۔ انہی سے دشمنوں پر مدد ملتی ہے۔ انہی کے باعث شام والوں سے عذاب پھیرا جاتا ہے"۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تین

سو بندے حضرت آدم علیہ السلام کے دل مبارک کی طرح ہیں۔ اللہ کے چالیس بندے ایسے ہیں جن کے دل موسیٰ علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سات بندے ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم کے دل کی طرح ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پانچ بندے ایسے ہیں جن کے دل جبریل امین کی طرح ہیں اور اللہ کے تین بندے ہیں جن کے دل میکائیل کے دل کی طرح ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا بندہ بھی ہے جس کا دل اسرافیل کی طرح ہے۔ جب وہ ایک بندہ فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ پر بدل دیتا ہے۔ جب تین میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سات میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ پر بدل دیتا ہے۔ اگر سات میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ پر بدل دیتا ہے۔ اگر چالیس میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین سو میں سے کسی ایک کی جگہ بدل دیتا ہے۔ اگر تین سو میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ عام مومنوں میں سے کسی کو اس کی جگہ پر بدل دیتا ہے اور اس کے طفیل ہی اس امت سے بلاؤں کو رد کر دیا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام کے نور مبارک کا بیان

"اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ "نور کی تعریف یہ ہے کہ وہ ظاہر لنفسہٖ یعنی خود تو روشن ہو اور ساتھ دوسروں کو روشن کرنے والا ہو، خالقِ کائنات اپنی صفتِ ربوبیت و بے مثلیت کے ساتھ ہر جگہ اور ہر شئ میں موجود ہے، لیکن اس کی ذات و صفات کا نظارہ کرنے کے لئے نظرِ کیمیا کی ضرورت ہے۔ سید العالمین ﷺ ربِّ لَم یَزَل کے خاص نور سے ہیں اور پوری دنیا حضور ﷺ کے نور سے ہے۔ حضور کی ظاہری صورت کو دیکھ کر جن لوگوں نے قیاس کیا وہ گمراہ ہوئے جیسا کہ کفارِ قریش کو بڑی غلط فہمی تھی کہ وہ حضور کی ذاتِ اقدس کو اپنے آپ پر قیاس کرتے تھے۔

قرآن مجید میں ان کے اس قول کو اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِى الْاَسْوَاقِ﴾

ترجمہ:۔ "اور وہ کافر بولے اس رسول کو کیا ہے کہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا ہے"۔

تفسیر حسینی میں درج ہے:" گفتند صنادید قریش چوں ابو جہل و عتبہ امیہ وغیرہ"۔

انسان کی ظاہری شکل پر اس کے باطن کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، بھور اور بھڑ کی بظاہر شکل و ہیئت ایک سی ہے لیکن ان میں حقیقت کا فرق ہے ایک پھول کو پسند کرتا ہے جبکہ دوسرا گوبر اور گندگی کو پسند کرتا ہے۔ کافروں نے حضرت عبد اللہ کا یتیم بیٹا سمجھ کر اپنے جیسا قیاس کیا لیکن مقامُہ سدرۃ المنتھیٰ ان کو نظر نہ آیا۔ گلیوں میں چلتا پھرتا دیکھتے رہے۔ لیکن ان کے دستِ اقدس کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے ہوتا نہیں دیکھ سکے، ہاتھ میں کنکریوں کو کلمہ شریف پڑھتا دیکھ کر بھی ان کا شک دور نہ ہوا۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾

ترجمہ:" بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آگیا اور ایک روشن کتاب"۔

تفسیر حسینی میں ہے کہ:"نور سے مراد حضور ﷺ کا نور جبکہ "کتابِ مبین" سے مراد قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید خاص کلامِ الٰہی ہے جو صفتِ باری تعالیٰ ہے، اسی طرح نور بھی صفت و خاصہ الٰہی ہے جو اس کا نہ

عین ہے اور نہ غیر ہے یعنی وہ اس سے الگ نہیں اور نہ ہی وہ بذاتِ خود ہے۔ جیسا کہ آگ اور اسکی گرمی یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے لیکن اس کو دو نام ضرور دیئے جائیں گے، سورج اور اس کی حرارت یا دھوپ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ جب سورج ہو گا تو دھوپ ضرور ساتھ رہے گی۔اسی طرح آم موصوف اور میٹھا یا کڑوا ہونا اس کی صفت ہے۔ ربُ العالمین کی ذات قدیم (ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے) جبکہ باقی مخلوق حادث یعنی ختم ہونے والی ہے۔ بیج اور شجر الگ نہیں بلکہ جو بیج کی تاثیر ہے سو وہی تاثیر شجر کی ہے۔

”عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللهِ رضی الله عنهما قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللهُ تعالىٰ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ؟ قَالَ: يَا جَابِرُ، إِنَّ اللهَ تعالىٰ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُوْرِهِ، فَجَعَلَ ذٰلِكَ النُّوْرَ يَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى، وَلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ، وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ، وَلَا مَلَكٌ وَلَا سَمَاءٌ، وَلَا أَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ، وَلَا جِنِّيٌّ، وَلَا إِنْسِيٌّ، فَلَمَّا أَرَادَ اللهُ تعالىٰ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ: فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ الْقَلَمَ، وَمِنَ الثَّانِيْ: اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّالِثِ: الْعَرْشَ، ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ: حَمَلَةَ الْعَرْشِ، وَمِنَ الثَّانِيْ: الْكُرْسِيَّ وَمِنَ الثَّالِثِ: بَاقِيَ الْمَلَائِكَةِ، ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ، فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ: السَّمٰوَاتِ، وَمِنَ الثَّانِيْ: الْأَرَضِيْنَ وَمِنَ الثَّالِثِ: الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ثم قسم الرابع أربعة أجزاء فخلق من الأول نور أبصار المؤمنين، ومن الثانی نور قلوبهم وهی المعرفة بالله، من الثالث نور إنسهم وهو التوحيد لا إله إلا الله محمد رسول الله“ (المواهب اللدنية، ج:1، ص:9)

ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا: میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق (کو پیدا کرنے) سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا فرمایا۔ یہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت سے جہاں اس نے چاہا، سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ (کوئی) فرشتہ تھا نہ آسمان تھا نہ زمین، نہ سورج تھا نہ چاند، نہ جن تھے اور نہ انسان، جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا: مخلوق کو پیدا کرے تو اس نے اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا، دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے حصے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے حصے کو (مزید) چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے حصے سے کرسی اور تیسرے حصے سے باقی فرشتے پیدا کئے۔ پھر چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے آسمان بنائے، دوسرے حصے سے زمین اور تیسرے حصے سے جنت اور دوزخ بنائی، پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا، اس کے ایک حصے سے مؤمنوں کی آنکھوں کا نور، دوسرے سے ان کے دلوں کا نور یعنی اللہ کی معرفت اور تیسرے سے ان

کے انس کا نور پیدا کیا یعنی توحید لاإله إلا الله محمد رسول الله"۔

مدارج النبوۃ میں درج ہے کہ "حضور ﷺ کا نور اللہ کے نور سے ہے"۔ مدارج النبوۃ کی شرح منہاج النبوۃ، ج:2، ص:1009 میں درج ہے: "برزخ کلی حقائق وجود قدیم اور حادث پر قائم ہے اور وہ ہر ایک جنین کی ذاتاً اور صفاتاً حقیقت ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ نورِ ذاتِ الٰہی سے مخلوق ہیں"۔ اور صفحہ 1049 میں درج ہے کہ: "سیّد الرسل ذاتِ حق سے مخلوق ہیں اور ظہورِ حق آپ میں قائم بالذات ہے"۔ اور صفحہ 1040 میں یوں درج ہے کہ: "تمام اشیاء اس کے نور کے مظاہر ہیں اور اس کے نور کا پرتو ہیں"۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

"انا من نور الله والخلق كله من نورى"۔ "والمؤمنون كلهم من نورى"۔ ایک اور روایت میں ہے "انا من الله والمؤمنون منى"۔

یعنی میں اللہ تعالیٰ سے ہوں اور تمام مومن مجھ سے ہیں۔ اور مومنوں کی تخصیص اتفاقی اور مقام کی موافقت کے لئے ہے اور جب وجودِ کونی میں نور نازل کیا تو اس کے واسطے سے عقول و نقوش، لوح و قلم، عرش و کرسی، افلاک و کواکب، ارکان و معادن، نباتات و حیوانات اور انسان (جو حقائقِ کونیہ کا نسخہ جامع ہے) پیدا کیے گئے۔ اعلیٰ حضرت تاجدارِ بریلی فرماتے ہیں:

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجوَر کی ہے

ان تمام دلائل و حقائق سے سیّد العالمین ﷺ کا مقامِ ارفع اور نورانیتِ اصلیہ کا وجود بیّن اور واضح ہو گیا لیکن حسد کا کوئی علاج نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے:

وَ كُلُّ جَرَاحَةٍ فَلَهَا دَوَاءٌ وَ سُوْءُ الْخُلُقِ لَيْسَ لَهُ دَوَاءٌ

خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا:

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾

ترجمہ: "وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرے گا خواہ وہ کافر ناخوش ہوں۔ وہ وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک ناخوش ہوں"۔

مولانا جامی "تحفۃ الاحرار" میں فرماتے ہیں:

نقطۂ وحدت چوں قد افراختہ از پئے او الفِ احمد ساختہ

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کلیمی کہ چرخ فلک طورِ اوست ہمہ نورہا پرتوِ نورِ اوست
تو اصل وجود آمدی از نخست دگر ہر چہ موجود شد فرعِ تست

آپ وہ کلیم ہیں جن کا طور عرش مجید ہے۔ تمام نور آپ کے نور کے عکس ہیں۔ آپ ابتدا ہی سے وجود ممکنات کی جڑ ہیں۔ آپ کے علاوہ جو بھی موجود ہوا، آپ ہی کی شاخ ہے۔

مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں:

کافراں دیدند احمد را بشر چوں ندیدند ازوی شق القمر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"خَلَقَ صُورَۃَ مُحمّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کَصُورَتِہٖ"

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کو اپنی صورت پر تخلیق کیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ خالق و معبود ہونے میں بے مثل و بے مثال ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوقِ خدا میں بے مثل و بے مثال ہیں۔ وہ رب العالمین ہے یہ رحمت اللعالمین ہیں۔ جس طرح اللہ نور السماوات کا وجود سایہ نہیں، اسی طرح حضور بھی بے سایہ ہیں۔ قرآن مجید میں نماز کا حکم سات سو بار ہے کیونکہ اس میں شکلِ احمدِ مجتبیٰ کا خیال ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اعلم ان اللہ خلق الصلوۃ علی صورۃ احمد فالقیام فی الصلوۃ مثل الاف
والرکوع کالحاء والسجود کالمیم والقعود کالدال وخلق الخلق علی صورۃ محمد

"جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے نماز کو حضور کی یادگار اور تصویر کے لئے بنایا۔
پس نماز میں قیامِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے "الف" کی مثل ہے
رکوع "حا" کی مثل ہے
سجدہ "میم" کی طرح
قعدہ "دال" کی طرح
اور پوری مخلوق کو میرے خالق نے صورتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی پیدا کیا ہے"۔

نماز کو مومن کی معراج قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس میں مکمل حضور کی اتباع اور شکل کی مماثلت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ رب العالمین نے پوری خلق کو فرمایا:

"الخلق عیالُ اللہ"۔

ترجمہ:۔ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔

حضرت علی المرتضی اپنے دیوان میں ارشاد فرماتے ہیں:

النَّاسُ مِن جِهَةِ التِّمثَالِ اَكفاءُ   أَبوهُمُ آدَمُ وَالأُمُ حَوّاءُ

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے: "أَيُّكُمْ مِثْلِي"

میری مثل کون ہے؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اندھیرے اور روشنی میں ایک جیسا دیکھا کرتے تھے، آگے اور پیچھے برابر دیکھتے تھے یہ کسی اور بشر کے دائرہ اختیار میں نہ تھا کیونکہ وہ نہ صرف جہان بلکہ جان کا نور ہیں۔

سیّد و سرور محمد نورِ جاں   بہتر و مہتر شفیعِ مجرماں

باب: بوسۂ ابہامین

خالق ورازق کون ومکاں نے سیّد العالمین ﷺ کی تعظیم وادب کا حکم دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا﴾

یعنی میرے محبوب کی عزت واحترام میں جتنا مبالغہ ہو جائز ہے بلکہ لائقِ صد تحسین ہے۔

حضور ﷺ کا اسم گرامی جب سنیں تو ازراہِ ادب اپنے ہاتھ کے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگانا حضور کے ساتھ محبت اور ازل سے عاشقوں کی علامت ہے۔

انگوٹھے چومنا یہ بھی ایک تعظیم ہے کہ کسی کے نام پر انسان جھوم جائے اور عقیدت کا اظہار کرے تو وہ محبت کی ایک دلیل ہے۔ حضور ﷺ کے نام اقدس کو سن کر عاشقِ نبی جھوم جاتا ہے اور محبت وعقیدت سے سر جھکا دیتا ہے اور انگوٹھے چوم لیتا ہے۔ اس پر اگرچہ اس کے پاس دلیل نہ بھی ہوتی تب بھی شرعاً گرفت نہ تھی کیونکہ ایسے عمل سے شرعاً کسی قانونِ شرعی کے خلاف نہیں کرنا پڑتا۔ بحمدہ تعالیٰ ایسے عاشقِ صادق کے لیے بہت بڑے دلائل ہیں۔

فتاوی جواہر البحار میں درج ہے: "جب سیدنا ابو البشر آدم علیہ السلام نے حضور ﷺ کے نام کو سنا تو اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا"۔

قَال فی فتاویٰ الجوهر ان ادم علیه السلام اشتاق الی لقاء محمد صلی الله علیه وسلم حین کان فی الجنة فاوحی الله تعالیٰ الیه هو من صلبك ویظهر فی اٰخر الزمان فسال بقاء محمد صلی الله علیه وسلم حین کان فی الجنة فاوحی الله الیه فجعل الله النور المحمدی فی اصبعه المسبحة من یده الیمنی فسبح ذلك النور فلذالك سمیت تلك الاسبع مسبحة کما فی الروض الفائق او اظهر الله تعالیٰ جمال حبیبه فی صفاء ظفری ابهامیه مثل المراة فقبل ادم ظفری ابهامیه ومسح علیٰ عینیه فصار اصلاً لذریته فلما اخبر جبریل النبی صلی الله علیه وسلم بهذه القصة قال علیه السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابهامیه ومسح علیٰ عینیه لم یعم ابداً۔

"جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد ﷺ کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہاری صلب سے آخر زمانہ میں ظہور فرمائیں گے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی

ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے داہنے ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چمکایا تو اس نور نے اللہ کی تسبیح پڑھی۔ اسی واسطے اس انگلی کا نام شہادت کی انگلی ہوا۔

جیسا کہ روض الفائق میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم نے اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: جو شخص اذان میں میرا نام سن کر اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے، وہ کبھی اندھا نہ ہو گا"۔

فخر العاد میں بوسہ ابہامین کو مستحب قرار دیا گیا ہے۔

فرماتے ہیں: جب وہ اس دن پہلی دفعہ "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ" کہے تو تم کہو "صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ" اور جب وہ دوسری دفعہ یہی کلمہ کہے تو تم کہو "قُرَّتْ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم" اسکے بعد دونوں انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے "اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ"۔

ایسا عمل کرنے والے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"

"قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من سمع اسمی فی الآذان ووضع ابهاميه على عينيه فانا طالبه فی صفوف القيامة وانا قائده الی الجنة"۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے میرا نام سنا اور اپنے انگوٹھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھا تو میں قیامت کی صفوں میں اس کو تلاش کر کے جنت میں لے جاؤں گا"۔

محیطِ برہانی میں درج ہے: "پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم دس محرم الحرام کو مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اٹھے اور اذان پڑھنا شروع کی۔ جب وہ "اشهد ان محمد رسول الله" پر پہنچے، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخن کو اپنی آنکھوں پر رکھ کر چوم لیا اور کہا "قرة عينی بك يا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم" (اے اللہ کے رسول! آپ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں) حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابو بکر! جو شخص تیری طرح کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے دس ہزار کبیرہ گناہ معاف فرما دے گا۔" اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نئے پرانے گناہوں کو معاف فرما دے گا خواہ وہ سہواً ہوں یا عمداً"۔ (تفسیر روح البیان)

بعض بزرگوں کو سیدنا خضر علیہ السلام نے یہ درس سکھایا کہ "جب مؤذن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسمِ گرامی پکارے تو جو شخص انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگائے تو اس کی آنکھیں تمام بیماریوں سے محفوظ رہیں گی"۔

نزہۃ المجالس میں حضرت وہب بن منبہ جو کہ اسرائیلی روایات کے ثقہ ہیں، وہ روایت کرتے ہیں:

"حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی قوم میں ایک شخص انتہائی گنہگار تھا۔ اس نے اپنی ساری زندگی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانیوں میں بسر کی جب وہ مر گیا تو بنی اسرئیل نے اسے یونہی بے گور و کفن گندگی کے ڈھیر پر ڈال دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارا ایک دوست فوت ہو گیا ہے اور لوگوں نے اسے گندگی پر پھینک دیا۔ تم اُس کو اُٹھاؤ اور عزت و احترام کے ساتھ اس کی تجہیز و تکفین کرو اور اس کا جنازہ پڑھا دو۔

یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس جگہ پہنچے تو دیکھا کہ وہ تو ایک گنہگار شخص تھا۔ آپ کو حیرت تو بہت ہوئی لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ اس شخص کی تجہیز و تکفین کی اور نمازِ جنازہ پڑھا کر دفنا دیا۔ بعد میں آپ علیہ السلام نے دربارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ شخص تو بڑا مجرم و خطاکار تھا، ایسے اعزاز کا حق دار کیسے ہو گیا؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: اے موسیٰ! تھا تو یہ واقعی بہت گنہگار اور سخت سزا کا حق دار مگر اس کی یہ عادت تھی کہ جب کبھی تورات کھولتا "وَنَظَرَ اِلٰی اِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَبَّلَہٗ وَوَضَعَہٗ عَلٰی عَیْنَیْہِ وَ صَلّٰی عَلَیْہِ" اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کو دیکھتا تو فرطِ محبت سے اس نام پاک کو چومتا، اسے آنکھوں سے لگاتا اور آپ کی ذات طیبہ پر دُرود پاک کے پھول نچھاور کرتا تھا۔ پس میں نے (اسی عمل کی وجہ سے) اسے قدر و منزلت عطا کی اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کی برکت و رحمت کا ایک اور فلسفہ یہ ہے کہ اسم محمد کے چار حروف ہیں:

حرف "میم" منت سے ماخوذ ہے یعنی امتِ محمد یہ پر میرا احسان ہے کہ میں نے ان میں اپنے محبوب کو مبعوث فرمایا جن کی برکت سے ان کو جہنم سے آزاد کر دیا۔

حرف "حا" سے اشارہ حُب کی طرف ہے یعنی لطف و محبت آپ کی امت سے دور نہ ہو گا۔

دوسری "میم" سے اشارہ مغفرت کی طرف ہے یعنی آپ کی پوری امت کی مغفرت حضور کی رحمت کی بدولت ہے۔

حرف "دال" سے اشارہ دین کی طرف ہے، میرے خدا نے قسم اٹھائی ہے کہ اے میرے حبیب! تمہاری بدولت دینِ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کروں گا۔

ابن ملیکہ کی روایت ہے وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حاملہ عورت جب حضور کے اسمِ مبارک کی تعظیم کرے اور اس کو لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں اور لڑکا نہ پیدا ہوتا ہو تو وہ دورانِ حمل نذر مان لے کہ اگر مجھے لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام حضور کی نسبت سے محمد رکھوں گی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضور کی نسبت سے اللہ تعالیٰ اس کو بیٹا عطا فرمائے گا۔

جس گھر میں حضور ﷺ کی نسبت سے اسم محمد والا آدمی موجود ہو تو اس گھر میں رحمت اور برکت ہوتی ہے۔ جلیلہ نامی عورت جو عبدالجلیل کی بیٹی تھی ۔ اس نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں شکایت عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں بدبخت ہوں۔ میرے گھر بڑی اولاد پیدا ہوئی لیکن زندہ نہیں رہتی۔ تو حضور نے اس کو یہ ورد عطا فرمایا۔ جب تو حاملہ ہو تو نذر ماننا کہ اگر تیرے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام محمد رکھے گی۔ جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام محمد رکھا۔ اسم مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے عمر دراز عطا کی، وہ بڑا سعادت مند مسلمان تھا کئی جنگوں میں غازی بنا اور بڑا مالِ غنیمت اکٹھا کیا۔

مقاصد الحسنی میں امام ابو الخیر لکھتے ہیں کہ بابا فقیہ نے اس چیز کے متعلق حکایت لکھی کہ ایک دفعہ آندھی آگئی اور تیز ہوا چلنے لگی تو اس کی آنکھ میں کنکر چلا گیا۔ اور وہ اس کو نکالنے سے عاجز آ گیا لیکن درد شدید ہوتا چلا گیا پس جب مؤذن نے اذان دینا شروع کی اور اس نے "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے الفاظ سنے تو انگلی اور انگوٹھے کو جمع کیا ان کو چوما اور اپنی آنکھوں پر لگایا تو پتھر فوراً نکل گیا۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ۔ کی رحمت خاص ہم گنہگار مومنوں کے لئے ہے۔ ان کی ذات وسیلہ، ان کا نامِ نامی وسیلہ اور تا قیامت ان کا روضۂ اطہر وسیلہ ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

"مَنْ زَارَ قَبْرِی، وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی"۔

"جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی"۔

عیون المجالس میں یہ روایت موجود ہے:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ زَارَ قَبْرِی بَعْدَ مَوْتِی فکانما زَارَنِی فِی حَیَاتِی"، "مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِی فَقَدْ جَفَانِی"

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے میرے دنیا سے پردہ کر جانے کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے زندگی میں میری زیارت کی، جس نے حج کیا لیکن میری قبر کی زیارت نہ کی تو اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی"۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

زیر آسماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا شہر ایک ایسی ادب گاہ ہے جہاں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم الشان ولی بھی سانس روک کر آتے ہیں۔ یعنی ادب سے اونچا سانس نہیں لیتے۔

حضرت شمس الدین بن صالح مدنی نے امام مجد الدین (قدیم مصریوں میں سے تھے) سے روایت

کرتے ہیں: جب تو سنے کہ مؤذن کہتا ہو "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پس تو اپنی انگلیوں اور انگوٹھوں کو اکٹھا کر کے ان کو چوم کر اپنی آنکھوں پر لگا تو تیری آنکھیں کبھی نہ دُکھیں گی۔

ابن صالح فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ جب سے میں نے اس روایت کو سنا اور عمل کیا تب سے میری آنکھیں کبھی نہیں دکھیں اور بفضلِ خدا تندرست و سلامت اور اندھے پن سے بھی محفوظ رہیں فقیہ محمد بن سعید خولانی، فقیہ زاہد بلالی سے اور وہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" سن کر "مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہتا ہے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرتا ہے تو وہ ہمیشہ نہ تو نابینا ہو گا اور نہ ہی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

محقق طوسی نے بھی یہی روایت نقل کی اور چند الفاظ کے اضافے کے ساتھ کہا کہ جب وہ اپنے انگوٹھے چومے اور یہ دعا کہے "اللھم احفظ حدقتی ونورھما ببرکۃ حدقتی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونورھما لم یعم" تو وہ شخص کبھی اندھا نہ ہو گا۔

سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم محبوبِ ربّ العالمین ہیں اور جو کوئی آپ کی ذات سے والہانہ محبت کرے اور فنا فی الرسول ہو جائے تو پھر وہ بھی حبیب خدا بن جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾۔

اسمِ اعظم نامِ محمد کے ورد سے غلام آقا اور مفلس شہنشاہ بن جاتے ہیں۔ ویسے تو اُس ذات جل جلالہ رب العالمین کا نام تو کائنات کا ذرہ ذرہ الاپ رہا ہے۔ قرآن مجید میں فرمانِ عالیشان ہے:

﴿یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ﴾۔

رب العالمین اپنے فرشتوں کے ساتھ سیدِ لولاک پر درود شریف پڑھتا رہتا ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی اسمِ اعظم ہے۔ یہ دلائل تو مومن عقیدت مندوں کے لیے ہیں جن کو رہنمائی کی ضرورت ہے جو ازلی شقاوت اور بدبختی کا شکار ہیں ان کے لیے یہ بے سود ہیں۔ جیسا کہ سرمہ علاج آنکھوں والے کا ہے، اندھے کا اس سے کیا لینا دینا، خوشبو کی عزت صاحب ذوق جانتا ہے نہ کہ حمار جو عطر سے واقف ہی نہیں۔ اسی طرح نورِ ازلی کا نظارہ تو صاحبِ نظر ہی کر سکتا ہے۔ اندھے کی آنکھ کو کیا نظر آئے اور وہ کیا دیکھے؟......

آنکھ والا تیرے جوبن کا نظارہ دیکھے ۔۔۔ دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

باب: وحدۃُ الوجود

﴿قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ ربِ ذوالجلال اپنی ذات وصفات میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ "لَا مَوۡجُودَ اِلَّا اللّٰه" اسی مالک کی پہچان ہے۔ "اَللّٰهُ اَکۡبَر" کا معنیٰ ہی یہ ہے کہ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ وہ کسی پردہ میں چھپا ہوا نہیں۔ کیونکہ جو چھپ جائے وہ اکبر اور موجود نہیں۔ "یک شخص ظاہر است برنگِ جدا جدا" یہ مسائل واختلاف صرف بے خبری اور جہالت کی وجہ سے ہے اور یہ مسئلہ گفتگو اور قال سے دور صرف حال کا مسئلہ ہے۔

﴿مَا يَكُوۡنُ مِنۡ نَّجۡوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمۡ وَلَا خَمۡسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمۡ وَلَاۤ اَدۡنٰى مِنۡ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكۡثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمۡ اَيۡنَ مَا كَانُوۡا﴾

"جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی ہو تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ (اللہ) ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں"۔

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ کا مطلب یہی ہے کہ جہاں کہیں بھی کسی کے حسن وخوبصورتی کی تعریف ہو تو در حقیقت وہی اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ کیونکہ وہی خالقِ حقیقی ہے۔ سورج آسمان پر موجود ہے لیکن اس کی روشنی بلا تفریق اعلیٰ وادنی، گورا و کالا اور محل وجھونپڑی ہر جگہ برابر پڑ رہی ہے اور اس کی تقسیم بھی نہیں ہوئی کیونکہ ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ سورج میرے گھر کے پاس موجود ہے لیکن وہ تو آسمان پر ہے۔ اسی طرح تمام حروفِ تہجی کی اشکال مختلف ہیں لیکن ان میں اصل سیاہی ایک ہی ہے۔ ان کے نام اور اشکال الگ ہیں لیکن حقیقت تمام کی ایک ہے۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہوا:

﴿اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيۡتُهَا يُضِىۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ نُوۡرٌ عَلٰى نُوۡرٍ يَهۡدِى اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ﴾

ترجمہ: "اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے درخت زیتون سے جو نہ پورب (مشرق) کا نہ پچھّم (مغرب) کا ہے کہ اس کا تیل بھڑک اُٹھے اگرچہ اُسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے"۔

رب العالمین نے انسان کے وجود اور جسم کو آلے (طاق) سے تشبیہ دی ہے۔ چراغ دل ہے اور شیشہ اس میں حکمت۔ اس چراغ میں تیل جو اصل ہے وہ ہادی اور مرشد کی مثال ہے۔ تیل عشق و محبت بھی ہے اور وہ ایسا روشن جو بغیر روشن کیے روشن ہو جاتا ہے۔ وہ حیٌّ قیُّومٌ ہے ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے اور فاعل فعل سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ وہ ذات انڈوں میں بچے اور رحمِ مادر میں اولاد بناتا ہے اور کھانے سے خون، پیشاب اور پاخانہ الگ کرتی ہے۔ اس ذات نے رنگوں میں علیحدگی کی اور کسی کو اس کا علم نہیں۔ اگر کوئی چیز تیری ملکیت ہوتی تو تجھے بھی اس کا علم ہوتا یا اس پر تیرا اختیار ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ﴾

ترجمہ:۔ "اور وہی اللہ ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ اسے تمہارا چھپا اور ظاہر سب معلوم ہے اور تمہارے کام بھی جانتا ہے"۔

رب العالمین کی مثالوں میں ہدایت اس کی توفیق سے ہی آتی ہے جو ازلی اندھا بھینگا یا کانا ہے وہ کیسے ہدایت پا سکتا ہے وحدہٗ لاشریک کی مثال زمین کی ہے۔ ایک زمین لیکن مختلف نام ہیں۔ مرلہ، کنال، ایکڑ، مربع، باری اور تحصیل وغیرہ بے شمار نام ہیں، لیکن حقیقت ایک ہی ہے۔

رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾

ترجمہ: "ہم اس کی شاہ رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں"۔

وہی دراصل موجود ہے۔ اگر تو اس کا ذکر کرے گا تو تیرے وجود میں تیرا کچھ نہ ہوگا۔ ہر ایک کا فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: "اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہِ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے"۔

﴿وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا﴾

ترجمہ: "اور اگر ہم چاہتے ہر جان کو اُس کی ہدایت عطاء فرماتے"۔

اللہ تعالیٰ نے بعض کیلئے جنت اور بعض کے لیے دوزخ بنائی۔ کسی کو مکہ شریف کی طرف تو کسی کو گنگا کی طرف روانہ کیا۔ کسی کے گلے میں تسبیح اور کسی کو زُنّار (وہ دھاگا، زنجیر یا ڈوری، جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک

ڈالتے ہیں) پہنایا۔ کسی کو حضور ﷺ کا عشق و محبت عطاء کیا تو کوئی بُغض نبی ﷺ میں جل رہا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا﴾

ترجمہ: "اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور جو پتا گرتا ہے، وہ اسے جانتا ہے"۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

عن عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهُ حَيْثُ يَشَاءُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ۔ (صحیح مسلم، کتاب القدر، رقم: ۲۷۵۰)

"سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "آدمیوں کے دل پروردگار کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہیں جیسے ایک دل ہوتا ہے، پروردگار ان کو پھیرتا ہے جس طرح چاہتا ہے۔"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: «اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ» "یا اللہ! دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو پھیر دے اپنی اطاعت پر"۔ وہ قادرِ مطلق ذات پاک دل کو نرم یا سخت کرے، یہ اس کا اختیار ہے۔ ہر ایک کی ڈور اس کے ہاتھ میں ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿مَا مِن دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا﴾ (الھود، الآیۃ: ۵۶)

ترجمہ:۔ "زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی پیشانی اس کے قبضہ قدرت میں نہ ہو"۔

ہر جان اس کے قبضہ قدرت میں ہے، اس کی مرضی کے بغیر ایک لمحہ اور ایک سانس بھی کوئی نہیں لے سکتا۔ اگر وہ تیری حفاظت چاہے اور پوری دنیا بھی مخالف ہو جائے پھر بھی تیرا بال بیکا نہیں کر سکتی۔

حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

عَن أبي الدرداد قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَغَ إِلَى كُلِّ عَبْدٍ مِنْ خَلْقِهِ مِنْ خَمْسٍ: مِنْ أَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَمَضْجَعِهِ وَأَثَرِهِ وَرِزْقِهِ". (مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، رقم: ۱۱۳) رَوَاهُ أَحْمَدُ ایضاً۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ عزوجل ہر بندے کی تخلیق سے متعلق اس کی پانچ چیزوں، اس کی عمر، اس کے عمل، اس کے مرنے اور دفن ہونے کی جگہ، اس کے نقوش (رہنے اور چلنے پھرنے کی جگہ) اور اس کے رزق سے فارغ ہو چکا۔

مالک الملک نے اپنی قدرت کاملہ کو یوں ثابت کیا کہ انسان کی عمر جب مکمل ہو گئی تو لاکھ ڈاکٹر اور حکیم آجائیں اس کو بچا نہیں سکتے، اس رازقِ ملک نے ایسا رزق کا انتظام کیا کہ رزق بندے کو تلاش کرتا ہے جس طرح موت اس کو تلاش کرتی ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ أَجَلُهُ۔ (مشکوۃ شریف، باب التوکل)

حضرت "ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یقیناً رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے"۔

عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ { وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ } فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فَأَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ فَفِيمَ الْعَمَلُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهُ اللهُ النَّارَ۔ (سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، رقم: ۳۰۷۵)

مسلم بن یسار جہنی سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آیت { وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ۔۔۔ الخ } کا مطلب پوچھا گیا، تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ سے اسی آیت کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: "اللہ نے آدم کو پیدا کیا پھر اپنا داہنا ہاتھ ان کی پیٹھ پر پھیرا اور ان کی ایک ذریت (نسل) کو نکالا، اور کہا: میں نے انہیں جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ لوگ جنت ہی کا کام کریں گے، پھر (دوبارہ) ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور وہاں سے ایک ذریت (ایک نسل) نکالی اور کہا کہ میں نے انہیں جہنم کے لیے پیدا کیا ہے اور جہنمیوں کا کام کریں گے"۔ ایک شخص نے کہا: پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ کے رسول! راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ جنتی شخص کو پیدا کرتا ہے تو اسے جنتیوں کے کام میں لگا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ جنتیوں کا کام کرتا ہوا مر جاتا ہے تو اللہ اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔ اور جب اللہ جہنمی شخص کو پیدا کرتا ہے تو اسے جہنمیوں کے کام میں لگا دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ جہنمیوں کا کام کرتا ہوا مرتا ہے تو اللہ اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے"۔

محبوبِ حقیقی خالق و رازق ہر حالت میں عاشق کو آزماتا ہے۔ ان آزمائشوں میں انبیاء و صالحین کے واقعات بڑے شاہد ہیں۔ کیونکہ جب وہ مربیِ نعمت ہے تو اگر کبھی آزمائش بھی لائے تو اسے صبر اور سر تسلیم خم

قبول کرنا چاہیے۔ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾

ترجمہ:۔ "بیشک ایسا نہیں ہے کہ تم جسے چاہو اسے اپنی طرف سے ہدایت دے دو لیکن اللہ جس کے لیے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے"۔

﴿ھُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ﴾

ترجمہ:۔ "وہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے"۔

ہر چیز کو غور و فکر سے دیکھنے کا حکم ہے کیونکہ غور کرنے سے ہی کپڑے میں روئی نظر آئے گی۔ برف کے اندر پانی نظر آئے گا، پھول کے اندر خوشبو اور تیرے من کے اندر رب العالمین کی ذات نظر آئے گی۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قال قَالَ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ رَجُلًا بِحَبْلٍ إِلَى الْأَرْضِ السُّفْلَى لَهَبَطَ عَلَى اللهِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيمٌ﴾

(سنن ترمذي، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم:۳۲۹۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر تم کوئی رسی زمین کی نچلی سطح تک لٹکاؤ تو وہ اللہ ہی تک پہنچے گی۔

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ھُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ﴾

ترجمہ:۔ "وہی اول و آخر ہے وہی ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے"

وَعَنْ أَبِی مُوسَى الْأَشْعَرِیِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَجْهَرُونَ بِالتَّكْبِيرِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا وَهُوَ مَعَكُمْ وَالَّذِی تَدْعُونَهُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهِ» قَالَ أَبُو مُوسَى: وَأَنَا خَلْفَهُ أَقُولُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فِی نَفْسِی فَقَالَ: «يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟» فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات، رقم:۲۳۰۳)

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ لوگ بلند آواز سے اللہ اکبر پڑھنے لگے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! اپنے آپ پر آسانی کرو، کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے بلکہ تم تو سننے دیکھنے والی ذات کو پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے، اور

جس ذات کو تم پکارتے ہو وہ تو تمہاری سواری کی گردن سے بھی تمہارے زیادہ قریب ہے۔" ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں آپ کے پیچھے اپنے دل میں (لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ) پڑھ رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عبد اللہ بن قیس! کیا میں تمہیں جنت کے خزانے کے متعلق بتاؤں؟" میں نے عرض کیا، کیوں نہیں، اللہ کے رسول! ضرور بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ) "گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا محض اللہ کی توفیق سے ہے"۔

حدیثِ قدسی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا۔ (رواہ البخاری، کتاب الرقاق، رقم: ۶۵۰۲)

"اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے۔ میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں اور میرا بندہ جن چیزوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ ان میں فرائض سے زیادہ مجھے کوئی شے پسند نہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے"

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ، فَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ إِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ.. الآخر۔ (صحیح البخاری، كِتَابُ الصَّلَاةِ، رقم: ۴۰۵)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رضی اللہ عنہ نے قبلہ کی طرف (دیوار پر) بلغم دیکھا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزرا اور یہ ناگواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر دکھائی دینے لگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور خود اپنے ہاتھ سے اسے کھرچ ڈالا اور فرمایا: جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے، یا یوں فرمایا: اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے"

نماز مومن کی معراج اس طرح ہے کہ مومن اپنے دل کے راز و نیاز صرف اپنے مالک سے عرض کرتا ہے کیونکہ اسے حق الیقین ہے کہ اس کے علاوہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا نہ کوئی دے سکتا ہے، لیکن غفلت کے پردے اور دنیا کی آلائشوں نے انسان کو اپنے مالک سے بے خبر کر دیا ہے۔

باب: خواتین کا باجماعت نماز ادا کرنا

اسلام دین فطرت ہے اس میں مقدس و محترم شئ کو پردے اور غلاف میں رکھا جاتا ہے جیسا کہ کتابِ مقدس قرآن مجید اور کعبہ مکرمہ کو غلاف دیا جاتا ہے اسی طرح عورت کو بھی پردہ میں رکھنے اور گھر میں نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا (مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، رقم: ۱۰۶۳) رَوَاهُ أَبُو دَاوُد ایضاً)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عورت کا اپنے گھر کے اندر نماز پڑھنا، گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اس کا گھر کے اندر کسی کوٹھری میں نماز پڑھنا اس کے کھلے مکان میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔“

عَنْ اَبِي مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَاِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَلِاَبِيْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ نَحْوُهُ۔

"حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے (جب کہ وہ کسی غیر عورت کی طرف بری نظر سے دیکھے کیونکہ اجنبی عورت کی طرف بری نظر سے دیکھنا آنکھ کا زنا ہے) اور جو عورت خوشبو لگا کر (مردوں کی) مجلس سے گزرے (اور چاہے کہ لوگ اس کی طرف دیکھیں) تو وہ ایسی ہے ایسی ہے یعنی زانیہ ہے"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو باہر نکلنے سے منع کیا مگر بوڑھیوں کو کاروبار والے اور عام کپڑے پہن کر نکلنے کی اجازت دی ہے اسی طرح بوڑھی عورتیں بغیر سنگھار اور خوشبو کے مسجد میں جائیں تو اجازت ہے۔

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوكٌ، أَوِ امْرَأَةٌ، أَوْ صَبِيٌّ، أَوْ مَرِيضٌ۔ (سنن ابي داود، باب الْجُمُعَةِ لِلْمَمْلُوكِ وَالْمَرْأَةِ، رقم: ۱۰۶۷)

”سوائے چار افراد کے نماز جمعہ باجماعت ادا کرنا ہر (مکلف) مسلمان پر حق اور واجب ہے۔ ایک غلام

جو کسی کی ملکیت ہو، دوسری عورت، تیسرا بچہ اور چوتھا مریض۔“

قرآن وحدیث میں عورتوں کو گھریلو مصروفیات دی گئی ہیں جبکہ مرد کو فطری طور پر طاقتور بنایا گیا اور اس کو بیرونی مصروفیات دی گئی ہیں۔ لہذا عورت بغیر عذر شرعی کے گھر سے نہ نکلے، مسلمانوں کو یہود کی طرح مردوزن کے اختلاط سے منع کیا گیا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اور رسول اللہ ﷺ جن کا فرمان وحی من اللہ ہے، تو جب رسول اللہ ﷺ نے سیّد الایام یعنی جمعہ کے دن عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی۔ تو عورتوں کو چاہیے کہ وہ نمازِ پنجگانہ کی جماعت کیلئے بھی مسجد میں حاضر نہ ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب

باب: داڑھی کترانے کا مسئلہ

شاہکارِ تخلیق انسان جس کا حسن داڑھی میں ہے کیونکہ کائنات کے حسین ترین چہرۂ اقدس کو بھی داڑھی سے سجایا گیا تھا۔ سیّد العالمین ﷺ نے مونچھوں کو چھوٹا کرنے اور داڑھی کو لمبا کرنے کا حکم دیا لیکن اس میں بھی متوسط طریقہ اپنایا جائے جس کو "قُبضہ" کہا جاتا ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا".

(سنن ترمذي، باب مَا جَاءَ فِي الأَخْذِ مِنَ اللِّحْيَةِ، رقم:٢٧٦٢)

"نبی کریم ﷺ اپنی داڑھی مبارک لمبائی اور چوڑائی میں کم کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَالِفُوا المُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ. (صحيح البخاري، كتاب اللِّبَاسِ، رقم:5892)

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم مشرکین کے خلاف کرو، داڑھی چھوڑ دو اور مونچھیں کترواؤ۔" عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی (ہاتھ سے) پکڑ لیتے اور (مٹھی) سے جو بال زیادہ ہوتے انہیں کتروا دیتے"۔

امام نخعی فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہے اس شخص عاقل پر جو لمبی داڑھی رکھتا ہے وہ اس میں سے کیوں نہیں چھانٹتا کیونکہ ہر چیز میں توسط کا درجہ اچھا ہوتا ہے۔ جب داڑھی لمبی ہو جائے تو عقل رخصت ہو جاتی ہے۔ پورا دین ہی میانہ روی کا درس دیتا ہے لہذا لمبی داڑھی خلاف عقل ہے۔ جس چیز میں بھی حسن ہے اس کو میانہ روی ہی مناسب ہے۔ خصوصاً سواری پر دوران سفر جب داڑھی مبارک کا مذاق بن جائے تو یہ بھی شعائر اسلام کی اہانت ہے۔ صرف زیادہ لمبی داڑھی ہی نہیں بلکہ بہت چھوٹی داڑھی اور پھر اسکے ڈیزائن بنانا بھی توہین اور داڑھی کا مذاق ہے، اس سے بھی فقہاء کرام نے منع فرمایا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

آفتاب قادری کے سرورق کی تصویر

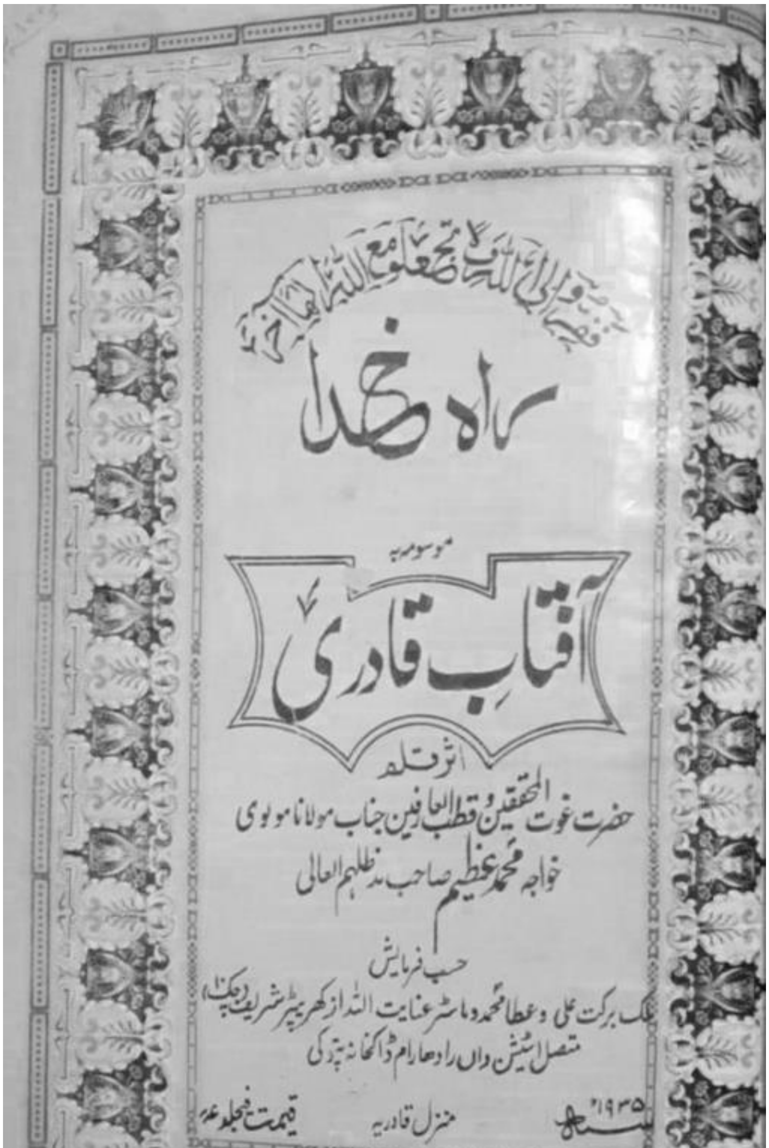
ففروا الی اللہ ... ولا تجعلوا مع اللہ الٰہا آخر

راہ خدا

موسومہ

آفتابِ قادری

از قلم

حضرت غوث المحققین و قطب العارفین جناب مولانا مولوی

خواجہ محمد عظیم صاحب مدظلہم العالی

حسب فرمائش

ملک برکت علی و عطا محمد و ماسٹر عنایت اللہ از کھر بیڑ شریف (چک ...)

متصل اسٹیشن واں رادھارام ڈاکخانہ پتوکی

۱۹۳۵ء منزل قادریہ قیمت مجلد ۱۲

سی حرفی منظوم

برصغیر پاک و ہند اور پنجاب میں مذہبی و اسلامی تعلیمات کے فروغ میں مختلف سلاسل سے منسلک صوفیاء کرام اور بزرگان دین نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ مختلف سلسلہ ہائے طریقت سے جڑی ان برگزیدہ ہستیوں نے انسانیت، اخلاقیات، ہمدردی، مساوات، بھائی چارہ، امن و آتشی، پیار اور محبت کے ایسے سرمدی راگ الاپے جن کی صدا نے بلاامتیاز مذہب، مسلک اور قومیت کے ہر انسان کے دل و دماغ کو فکر اور سوچ کے زیور سے آشنا کیا۔

سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، قلندریہ، صابریہ سے جڑے بہت سے صوفیاء کرام، اولیاء اللہ اور جیّد علماء کرام ایسے بھی ہیں جن کے مزارات پر فیوض و برکات اور انوار الٰہی کے چشمے اب بھی جاری ہیں۔ ان گنت لوگ اب بھی ان عظیم ہستیوں سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ سیّد وارث شاہ نے ان عظیم ہستیوں کے بارے میں ہی کہا تھا:

وارث شاہ اوہ سدا ای جیوندے نیں
جنہاں کیتیاں نیک کمائیاں نیں

لوگ اب بھی ان کے مزارات پر حاضر ہو کر ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ان بزرگ ہستیوں کے مزارات سے روحانیت، عقیدت، پیار، محبت، عاجزی، انکساری، ہمدردی، مساوات کی دولت سے بلاامتیاز مذہب و ملت کے لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مزار پر یہ عرائس ان کی اللہ سے محبت کا زندہ و تابندہ ثبوت ہیں:

میلے لگدے رہن گے صادقاں دے
قائم جگ تے جینہاں دیاں ڈھیریاں نیں

سلسلۂ قادریہ سے منسلک ایک عظیم ہستی حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ آپ نے اپنے مرشد سید سائیں شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ کھرپڑ شریف چک نمبر 10 تحصیل پتو کی ضلع قصور میں طالبان حق کے لیئے ہدایت و رہنمائی کی شمع روشن کی۔ جس کی روشنی نے ان گنت دلوں کو ہدایت اور ایمان کے نور سے جگمگا دیا۔ آپ کی ذات سے منسلک لوگوں کی دنیا اور آخرت ہی بدل گئی۔ حقیقت و معرفت،

ہدایت اور ایمان کے نور کا یہ سرچشمہ کھر پیڑ شریف میں آج بھی لاکھوں دلوں کی کھیتی میں نفی اثبات کی فصل گل کو آبِ حیات فراہم کر رہا ہے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ عالم، فاضل، خطیب، مناظر، متکلم صوفی منش اور ولی کامل ہونے کے ساتھ ساتھ پنجابی اور اردو زبان کے صاحب کتاب صوفی شاعر بھی تھے۔ آپ کی مشہور طبع شدہ تصانیف میں ''آفتاب قادری'' (فقہ حنفی اور عقائد اہل سنت پر جامع کتاب) اور ''سی حرفی'' (جو کہ چھے (6) سی حرفیوں اور تین کافیوں پر مشتمل ہے) شامل ہیں۔ آپ کا بہت سارا قلمی سرمایہ جو نظم اور نثر پر مشتمل ہے۔

قلمی مخطوطات / مسودہ جات کی شکل میں آپ کے خاندان، خلفاء اور عقیدت مندوں کے پاس موجود ہے جس کو آہستہ آہستہ اکٹھا کر کے زیور طبع سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ اس آرٹیکل میں آپ کا طبع شدہ پنجابی کلام ''سی حرفی'' کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ''سی حرفی'' اڑتالیس صفحات پر مشتمل ایک رسالہ ہے۔ اس میں کل چھ (6) سی حرفیاں اور تین (3) کافیاں ہیں۔ ایک سی حرفی کا نام ''سی حرفی ڈھولا'' ہے۔ یہ سارا کلام پنجابی میں ہے۔ رسالے میں شامل سی حرفیوں اور کافیوں میں عشق حقیقی کو عشق مجازی کے رنگ میں رنگ کر پیش کیا گیا ہے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں شاہ حسین معروف مادھو لال حسین شاہ اور سیّد بلھے شاہ کی طرح صوفیانہ موضوعات کو عین مجازی رنگ میں رنگ کر پیش کیا ہے۔ آپ نے بھی ان پیش روؤں کی طرح ہیر اور رانجھے کی علامت کو اللہ اور بندوں کے درمیان تعلق کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اہل تصوف یا صوفیاء کرام اپنی ذات کی نفی اور تزکیہ نفس کے بعد نظر کے جس مقام اور مرتبے پر پہنچ جاتے ہیں وہاں پر وہ ذات حقیقی کا مشاہدہ کرنے کے بعد واپس آ کر الفاظ اور جذبات کی شکل میں ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اگر صوفی ذات حقیقی کا مشاہدہ کرنے کے بعد خاموشی اختیار کر لیتا ہے تو پھر وہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس بعض صوفیاء کرام نے ذات حقیقی کو براہ راست پیش کرنے کی بجائے استعاروں، رمزوں اور کنایوں میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ کسی چیز کو براہ راست پیش کرنے سے کچھ عرصہ بعد اس کی تاثیر کم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پنجابی کے صوفی شعراء نے اپنے اردگرد کے ماحول سے کچھ علامتوں کو چن کر ان کو حقیقت کے ساتھ جوڑ کر نئے معانی اور نئی سطح عطا کی یعنی حقیقت کو پردے (مجاز) میں پیش کیا۔ خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی پنجابی شاعری میں کچھ اس طرح کے تجربات کیے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ کی سی حرفیوں میں کلاسیکی شاعری کا رنگ پورے جوبن پر نظر آتا ہے:۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

﴿من عرف نفسه فقد عرف ربه﴾

''جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا''

جیسے مشہور ہے کہ "رب دلاں دے وچ رہندا" یعنی رب کی ذات کا ٹھکانہ مومن کا دل ہے جو گناہوں سے پاک ہو۔ صوفیاء کرام اور اللہ والوں نے سب سے پہلے انسان کے دل کی صفائی پر زور دیا ہے۔ جب دل سے دوئی کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو باقی منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔

شاہ حسین لاہوری کہتے ہیں "بندیا اپنا آپ پچھان پیا ملن آسان" حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شاعری میں بار بار من (دل) کی صفائی پر زور دیتے ہیں۔

جب سالک کا دل صاف ہو جاتا ہے تو اسے ہر طرف اپنا محبوب نظر آتا ہے لیکن اس کے لئے اپنی ذات کی پہچان یعنی معرفت کا علم ضروری ہے"۔ آپ فرماتے ہیں

ب۔

بیٹھ جائیں ہیرے وچ گوشے دیویں وہم خیال اڈا سارے
میں نہ دور تیتھوں توں نہ دور میتھوں کیوں توں بھالنی ایں وچ جگ سارے
اپنا آپ پچھان چھڈ دھیان سارا دھیان غیر دا کرے ویران سارے
محمد عظیم رانجھے دی ہو گولی یار آ لیسی تیرے جھب سارے

انسان کو منزل تک پہنچنے کے لیے قدم قدم پر کامل استاد، مرشد اور پیر کامل کی ضرورت رہتی ہے۔ کامل مرشد اپنی روحانی نظر سے مرید کے دل کو گناہوں سے پاک کر کے اسے صراط مستقیم پر چلا دیتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کامل مرشد کے بارے میں فرماتے ہیں:

"نال نگاہ دے پاک کریندا وچ ذرہ میل نہ رکھے ہو"

حضرت سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بناں مرشداں راہ نہ ہتھ آوے ددھ باجھ نہ رِجھدی کھیر سائیں

بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے ساتھ تعلق رب کے قرب کا ذریعہ ہے۔ اولیاء اللہ ٹوٹے دلوں کو جوڑنے، بھٹکے ہوؤں کو سیدھے راہ پر چلانے اور دکھی اور غمزدہ دلوں کو قلبی اور روحانی سکون مہیا کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ محبت اللہ کے قرب کا ذریعہ یا ان سے عداوت یا تنگ نظری براہ راست رب سے عداوت اور دشمنی مول لینے کے مترادف ہے۔ خواجہ محمد عظیم قادری نے اس موضوع کو بڑے سادہ اور عام فہم الفاظ میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

ر۔

رکھ پیار توں نال اینہاں جیہڑے رانجھنے بہت پیارے نی

جیہڑے رب رسول دے ہین پیارے اوہ تاں سارے جہان دے لاڈلے نی
جیہڑا رب دیاں پیاریاں برا جانے اوہ تاں شیخ شیطان منہ کالڑے نی
محمد عظیم نصیحتاں ہیر سنیاں کیتے رد کھیڑے جو شیطانڑے نی

سیّد بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کافی میں فرماتے ہیں:

کر کتن ول دھیان کڑے
ایہہ چرخہ مفت تیرے ہتھ آیا
پلیوں نہیں کجھ کھول گوایا
نہیں قدر محنت دا پایا
جد ہویا کم آسان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

ہمارے پنجابی صوفی شعراء نے علاقائی علامتوں کا استعمال کر کے لوگوں کو عام فہم اور سہل انداز میں تبلیغی فریضہ سر انجام دیا ہے۔ ان کی باتیں سیدھی دل پر اثر کرتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انھوں نے عام لوکائی زبان کو وسیلہ اظہار بنایا۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے سادہ، عام فہم اور عام لوکائی زبان استعمال کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کو ان گنت نعمتیں عطا کیں، جن کا شمار ناممکن ہے۔ اگر ہم ہر سانس کے ساتھ بھی سچے پروردگار کی نعمتوں کا شکر ادا کریں تو پھر بھی حق ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو دم غافل سو دم کافر، سانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو
سنیا سخن گئیاں کھل اکھیں اساں چت مولا ول لایا ہو

اولیاء اللہ نے انبیاء علیہم السلام کے طریقہ کار کو اپناتے ہوئے ہمیشہ انسان کے دل کی اصلاح اور صفائی پر زور دیا ہے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی دل کی صفائی اور اصلاح پر زور دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: ”انسان کو اپنے رب کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کر دینا چاہیے۔ اس میں ہی اس کی دنیا اور آخرت میں بھلائی اور کامیابی کا راز ہے اس کے برعکس اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔“ آپ فرماتے ہیں ”انسان کو اپنے ہر سانس کے ساتھ اپنے پروردگار کا ذکر کرنا چاہیئے۔ اور اصل بندگی اور شکر گزاری یہی ہے کہ کوئی بھی سانس اللہ کے ذکر

کے بغیر نہ نکلے۔"

آپ اس نکتے کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:

ض۔

ضد نہ کریں جے ہیں چنگی من جان حلال دیاں جایاں نی
جیہناں رب کولوں سر پھیر دتا نت دوزخیں لین سزائیاں نی
خالی دم نہ توں کوئی جان دیویں دتیاں رب رسول گواہیاں نی
محمد عظیم رکھ پاس انفاس ہر دم ہیرے ایہہ متیں اساں آیاں نی

مسافر کو دوران سفر ہی، سفری مشکلات اور تکلیفوں کا پتہ چلتا ہے۔ سفر میں جتنا بوجھ کم ہو گا سفر اتنا ہی آسان کٹے گا۔ انسان مسافر ہے اور دنیاوی خواہشات جتنی کم ہوں گی زندگی کا سفر اتنا ہی آسان ہو گا۔ اس سے قطع نظر جب انسان محبوب حقیقی (اللہ) کے راستے پر چلتا ہے تو اسے قدم قدم پر نفسانی و شیطانی خواہشات غالب آجاتی ہیں اور وہ صراط مستقیم یعنی محبوب کے راستے سے بھٹک جاتے ہیں۔ نفس کے گھوڑے کو لگام ڈال کر ہی عشق حقیقی کے سفر کو طے کیا جا سکتا ہے۔ شاہ حسین المعروف مادھولال حسین شاہ فرماتے ہیں۔

راہ عشق سوئی دا نکا دھاگا ہوویں تا جاویں

بلھے شاہ اس نکتے کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:

بلھیا عاشق ہویوں رب دا ہوئی ملامت لاکھ تینوں کافر کافر آکھدے توں آہو آہو آکھ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جے کوئی سٹے گدڑ کوڑا وانگ روڑی رہیے ہو

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محبوب تک پہنچنے کے لیے سالک کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسے چاہیے کہ ان سب مشکلات اور تکالیف کو صبر شکر کے ساتھ برداشت کر کے اپنا سفر جاری رکھے کیونکہ محبوب کی محبت میں آزمائش شرط اول ہے۔

ل۔

لکھ طعنے جیکر دین مینوں تیری ہو کے سر تے جراں گی میں
خیر شر تیری طرفوں جان بیٹھی کوڑے مٹھیاندے گھٹ بھراں گی میں
چوٹی سب جہان دی ہتھ تیرے جدھر موڑیں گا اودھروں مڑاں گی میں
محمد عظیم سب دل وچہ دو انگلی ہیر جان بیٹھی صبر کراں گی میں

پنجابی کی صوفیانہ شاعری کا اگر گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو یہ مجازی رنگ عین عشق حقیقی کی تفسیر و تشریح پیش کرتی ہے۔ اللہ والوں نے دلوں کی اصلاح کے لیے اپنے نظریات و افکار کو مشکل اور دقیق الفاظ کا جامہ پہنانے کی بجائے سادہ اور عام فہم زبان و الفاظ جو نچلے طبقہ سے لے کر اوپر کی سطح تک جو ہر ایک کے لیے قابل فہم ہوں ان الفظ کا استعمال کیا ہے۔ جو بات سہل الفاظ میں بیان کی جائے براہ راست دل پر اثر کرتی ہے۔ اصل پنجابی صوفیانہ شاعری قرآن پاک کی آیتوں کی پنجابی میں ترجمانی پیش کرتی ہے۔ نیچے دیے گئے بند میں خواجہ محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ بقرہ، آیت: 152، فاذکرونی اذکرکم کا ترجمہ نہایت سادہ الفاظ میں اس طرح کیا ہے۔ کہ بات کو سمجھنے میں کوئی ابہام باقی نہیں رہتا۔ بات کو مجازی رنگ میں رنگ کر دلیل کے ساتھ پیش کیا کہ کوئی پہلو پوشیدہ نہ رہے۔ یہ خواجہ محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی فنی پختگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ی۔

یاد کرسیں تاں یاد کرساں ہیرے ایہہ مضمون پکاونائیں
اینہاں پتلیاں دا ناہیں ڈر رکھیں ڈر یار دا دل وچ پاونائیں
پلو شیرن ماہی والا نہ چھوڑیں دوہیں جہانیں جس نے پار لاونائیں
محمد عظیم کھریپڑیں ہیر رہندی فتح پور رانجھا نظریں آونائیں

مرشد کامل انسان کے لیے اکسیر کا کام کرتا ہے۔ ایک کسان فصل کاشت کرنے کے لیے زمین کو تیار کرتا ہے۔ جب زمین تیار ہو جاتی ہے تو آب وہوا اور موسم کو مد نظر رکھ کر زمین میں بیج بو دیتا ہے۔ اس طرح کامل مرشد اپنے مرید کے دل کی زمین میں نفی اثبات (لا الہ الا اللہ) کی فصل بوتا ہے، جسے ایمان کی فصل کہا جاتا ہے۔ جب یہ فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے تو شیطان اسے برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس وقت کامل مرشد اس ایمانی فصل کو شیطانی قوتوں سے محفوظ رکھنے کے لئے سائبان کا کام کرتا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کامل مرشد کے بارے میں فرماتے ہیں:

الف۔

اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن تے آئی ہو
جیوے مرشدِ کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہو

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی کامل مرشد کو ایک طبیب سے تشبیہ دیتے ہیں جو کہ اپنے مرید کے دل سے ہر طرح کے دکھ، درد، پریشانی اور شیطانی وسوسوں کو دور کر دیتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کامل مرشد کے مل جانے سے انسان کو کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔

آپ فرماتے ہیں:

ر۔

رہائی جے تو چاہیں شہر فتح پور جائیں کامل پائیں
شیر محمد نام سوہنے دا اس توں سیس نوائیں تے کر لائیں
تیری دکھ بیماری ساری ہوسی دور اتھائیں شک ایہہ ناہیں
محمد عظیماں پیر تیرے دا ثانی کوئی اج ناہیں شہر گرائیں

ایک اور جگہ آپ مرشد کے بارے میں فرماتے ہیں:

ض۔

ضرب لگے جد سینے نکل جاون کل کینے بے یقینے
باہجوں رہبر دور نہ ہون حسد بخل بے دینے ایہہ کمینے
جتھے چور اچکے رہندے اُتھے نہ رہن حسینے مہ جبینے
محمد عظیماں تد دکھ جاون جد ملدے یار نگینے کھول کے سینے

جب تک انسان اپنی ہستی کو فنا نہیں کر لیتا اس وقت تک وہ اپنے محبوب کو حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ دنیا کی ریت ہے کہ کسی کو پانے کے لئے کچھ کھونا پڑتا ہے۔ سیّد وارث شاہ اس بارے میں فرماتے ہیں:

”وارث شاہ محبوب نوں تدوں پایئے جدوں اپنا آپ گنوا لیئے“

شاہ حسین اپنی ذات کو فنا کرنے کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب انسان اپنی ”میں“ مار لیتا ہے تو پھر اسے ہر طرف محبوب کا جلوہ نظر آتا ہے آپ فرماتے ہیں:

شاہ حسین شہادت پائیں مرن جو متراں دے اگے

مومن نماز، روزہ، زکوۃ، حج کے فرائض کی ادائیگی سے وہ مقام حاصل نہیں کر سکتا جو وہ اپنی ذات کو

محبوب کی ذات میں فنا کر کے پا سکتا ہے۔ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فریدا! میں نوں مار کے منج نکی کر کے کٹ
کھلے خزانے رب دے جو بھاوے سو لٹ

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں بڑی سادگی اور محبت سے فرماتے ہیں کہ جب تک سالک اپنی ذات کو فنا نہیں کر لیتا اس وقت تک انسان محبوب حقیقی (اللہ) کو نہیں پا سکتا۔ آپ فرماتے ہیں:

ہ۔

ہارئیں توں ہستی اپنی نام نمود گوائیں تد شوہ پائیں
جلال جمالی صفتاں تیریاں ہر رنگ اوہو سائیں خود وچ پائیں
جو کوئی نفل گزارے ہر دم دوست ہوئے نائیں رب سنائیں
محمد عظیماں ظاہر عضو خالق خاص بنائیں شک گوائیں

یہ کہ ہمارے ہر صوفی شاعر نے رب کے پیغام کو اپنے اپنے انداز میں پیش کیا ہے۔ خواجہ محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں جہاں عشق حقیقی کو مجازی رنگ میں پیش کیا گیا ہے وہاں آپ نے شرعی مسائل کو بھی پیش کیا ہے۔ یہ ایسے مسائل ہیں جن کا تعلق ہماری روز مرہ زندگی سے ہے۔ پنجاب میں لوگوں کی اکثریت دیہات میں رہتی ہے اور زراعت کے پیشہ سے منسلک ہے۔ دیہاتوں میں سادہ اور کم پڑھے لکھے لوگ روز مرہ زندگی سے جڑے شرعی مسائل سے نہ صرف ناواقف ہوتے ہیں بلکہ ان مسائل کو سیکھنے اور سمجھنے کی بجائے سنی سنائی باتوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

خواجہ محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے روز مرہ زندگی سے جڑے ایسے بہت سے شرعی مسائل کو ماں اور بیٹی کے درمیان مکالمے کی صورت میں قرآن وحدیث کا حوالہ پیش کر کے دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک سی حرفی کے دو بند ملاحظہ کریں:

و۔

وکھائیں مینوں چل کے نبی زندہ جتھے رہندا اٹھدا بہندا
کتھے نماز پڑھاوے لوکاں وعظ نصیحت کہندا قرآن سنیندا

کیہڑی وستی شہر کیہڑے وچ کیہڑا کم کریندا ملک وسیندا
محمد عظیماں اک ہو کے کس کس تھائیں رہندا نہیں تھکیندا

۵۔

ہڑچاں وانگوں لچاں مینوں اگوں ڈاہیں نہ شرمائیں
اوہ ہر تھائیں حاضر ناظر ملدا بندیاں تائیں سوراں ناہیں
ہک پل اندر لکھ مرے جے لکھ صورت بن جائیں ہر ہر تھائیں
محمد عظیماں راحت عالم نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سائیں ہر ہر تھائیں

برصغیر پاک وہند میں صوفیاء کرام نے دین کی تبلیغ اور قلوب کی اصلاح کے لیے مقامی زبان کے ساتھ ساتھ ہر وہ طریقہ اختیار کیا جس سے ان کی بات عام لوکائی کے دل میں اتر جائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر صوفیاء نے عشق حقیقی کے موضوعات کو براہ راست پیش کرنے کی بجائے مجازی رنگ میں پیش کیا۔

کبھی رب اور بندے کے درمیان تعلق کو مکالمے کی صورت میں اور کبھی مرد و عورت اور کئی بار ماں اور بیٹی کے درمیان پند و نصائح کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ مقصد یہ کہ پیغام ایک ہی تھا مگر لوگوں تک پہنچانے کے طریقے اور ذرائع مختلف تھے۔ شاہ حسین لاہوری فرماتے ہیں:

ڈولی پاء لے چلے کھیڑے، نہ میتھوں عذر نہ زور
مچھی وانگوں میں پئی تڑفاں، قادر دے ہتھ ڈور

سیّد بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کر کتن ول دھیان کڑے نت متیں دیندی ما دھیا
کیوں پھرنی ایں آدھیا نہ شرم حیا نہ گوادھیا
توں کدی تاں سمجھ نادان کڑے

صوفیا کرام ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کی صفائی کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اولیا اللہ نے اس خطے کے لوگوں کی مقامی زبان کے ساتھ ساتھ طرز معاشرت اور نفسیات کو مد نظر رکھ کر دلوں کی اصلاح کی۔ انہوں نے تبلیغ کے لئے اس وقت کے معاشرے میں پرچلت اشیاء کو علامت کا پہناوا (روپ) پہنا کر حقیقت کو مجازی رنگ میں پیش کیا تاکہ لوگوں کو عام فہم انداز میں حقیقت اور سچائی سے آگاہ کیا جاسکے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت شاہ حسین المعروف مادھولال حسین شاہ نے اپنی شاعری میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو مجازی رنگ میں رنگ

کر رانجھا اور بندے کو ہیر اور شیطان کو کالے ہرن کی صورت میں پیش کیا۔ سیّد بلھے شاہ نے انسانی جسم اور اس کے مختلف اعضا کو چرخے اور اس کی مختلف حصوں کے ساتھ منسلک کر کے پیش کیا۔ چرخے سے روئی سے سوت یعنی دھاگا تیار کیا جاتا ہے۔ اس طرح انسانی جسم کے مختلف اعضاء سے نیک اعمال سرانجام دیے جاتے ہیں۔ سیّد وارث شاہ نے اپنے شاہکار قصہ ہیر رانجھا میں روح اور جسم کے تعلق کو مجازی رنگ میں پیش کیا ہے۔ یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور محبت حاصل کرنے کے لیے مرشدِ کامل کا ہونا ضروری ہے۔ سیّد وارث شاہ فرماتے ہیں۔:

بناں مرشداں راہ نہ ہتھ آوے　　دودھ باہجھ نہ رجھدی کھیر سائیں

صوفیا کرام کا کلام حقیقت میں قرآن پاک کی پنجابی زبان میں تفسیر کو پیش کرتا ہے۔ حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے مجاز کی سیڑھی پر چڑھنا پڑتا ہے۔

وارث شاہ حقیقی دی لین لذت　　پہلوں چکھ کے لون مجازیاں دا

فرض عبادات نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور زبان سے توحید کا اقرار کرلینے سے ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہوتا، جب تک نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قرآن پاک میں بیان کردہ مفاہیم کے قالب کی گہرائی اور روح تک نہ اتر اجائے۔ اس وقت تک سب کچھ لاحاصل اور بے معنی ہے۔ ایک کامل رہنما اور مرشد ہی ان کی حقیقت اور لذت کو آشکار کر سکتا ہے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کو اس طرح بیان کرتے ہیں
:

ق۔

قرآن کتاباں پڑھیاں ہر گز رب نہ مل دا دل نہیں ہلدا
رہبر عارف کامل باہجوں پتہ نہ رب دا مل دا تے نہ دل دا
الانسان سری والا معنی مول نہ کھلدا بے مثل دا
محمد عظیما شہر فتحپور ایہہ باغیچہ کھل دا فرق نہ تل دا

ایک اور جگہ اس طرح فرماتے ہیں:

ہ۔

ہیراں وچہ لکھ جہانے اتے رانجھن ہین ہزاراں بیشماراں
میرا رانجھا کل دا سانجھا میں اس توں ملہاراں لکھ لکھ واراں
جیوں کپڑیاں وچ روں دا داسہ اینویں اس دیاں کاراں ہر وچ تاراں

محمد عظیماں برکت شیرن توڑے کفر کفاراں جیوں پنج باراں

جس کو مرشد کامل کا قرب حاصل ہو جاتا ہے وہ اللہ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ بڑے بڑے عالم فاضل اور دانا عقل کل رکھنے والے بھی بے فیض رہ جاتے ہیں۔ جب انسان محبوب کے عشق میں ہر چیز قربان کر دیتا ہے تو پھر اس کے روم روم سے ''میں ناہیں سب توں'' کی صدا آنے لگتی ہے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اس نکتے کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

ا۔

انوکھی رمز ماہی دی سمجھ جدھی وچ آئی ہوئی رہائی
جس نوں سمجھ نہ آئی یارا غرق اس دی دانائی سمجھ نہ آئی
آپ کو راہے پوے نابینا راہے عیب نہ کائی سچ ایہائی
محمد عظیماں عدم وجودوں شیرن فرق کیتائی دے صفائی

فلسفہ وحدۃ الوجود کے مطابق ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا باقی کچھ نہیں ہے عقیدہ توحید کی بنیادی اور پہلی شرط اللہ تعالیٰ کو اسکی تمام صفات کے ساتھ یکتا ماننا ہے۔

کائنات میں دو وجودوں کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کی وحدہٗ لاشریک ذات کا وجود ہے، جسے توحید کہتے ہیں۔ اگر کائنات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو واجب الوجود کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ عقیدہ توحید کے منافی اور یہ شرک ہے۔ اور دوسرے وجود کو ماننے والا مشرک اور کافر ہے۔ یہی وجہ ہے کی پنجابی زبان کے صوفی شعراء بابا فرید گنج شکر، شاہ حسین، بلھے شاہ، خواجہ غلام فرید، سچل سرمست سب وحدۃ الوجود کے قائل تھے اور انہوں نے اپنی شاعری میں جگہ جگہ اس چیز کا برملا اظہار کیا ہے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے پیش روؤں کی طرح فلسفہ وحدۃ الوجود کا پرچار کرتے ہیں۔ بلھے شاہ کی کافیوں میں وحدت الوجود کا تصور بالکل واضح اور پوری آب و تاب کے ساتھ نظر آتا ہے جیسے ان کی کافی کا ایک بند ملاحظہ فرمائیں:

اک الفوں دو تن چار ہوئے
پھر لکھ کروڑ ہزار ہوئے
پھر اوتھوں باجھ شمار ہوئے
ہک الف دا نکتہ نیارا ہے

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سی حرفی میں اس تصور کو کچھ اس انداز میں پیش کرتے ہیں:

ث۔

ثابت ثبوت ہے ذات تیری چھڈ دوڑنا دور دراز والا
یار وچ بکل بیٹھا ہسدائی پردہ دور کریں نحن راز والا
نحن نحن کریں سوچیں مول ناہیں ہویا بند ناہیں پردہ راز والا
محمد عظیم قریب بعید سمجھیں دھوکا کھا دوئی وہم نادان والا

وحدت الوجود کے تصور کو ایک اور بند میں آپ اس طرح بیان کرتے ہیں:

ل۔

لادی تیغ نوں پھیر ہر دم نال معنیاں خوب پکارنا جی
جانی عدم نوں عدم نابود ہر دم جیہڑا نیست اس کی وچار نا جی
کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَان جانی اک ذات خدا شمار نا جی
محمد عظیم ہر موجود او ہو بناں اوس نہ ککھ و چارنا جی

جو محبوب حقیقی کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں وہ ہر وقت اپنے محبوب کے تصور میں گم رہتے ہیں۔ وہ دنیا جہان کی نعمتوں کو محبوب پر قربان کر کے اس کی محبت اور وارفتگی کے طلب گار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا دار لوگوں کی نسبت الگ تھلگ اور مست الست ہوتے ہیں۔ جن کے دلوں کی کھیتی دریائے وحدت کے پانی سے سیراب ہو جائے تو پھر وہاں پر توحید کی فصل پیدا ہوتی ہے۔ حضرت سلطان باہو ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

عشق جنہاندے ہڈیں رچیا اوہ رہندے چپ چپاتے ہو
لوں لوں دے وچ لکھ زباناں اوہ پھر دے گنگے باتے ہو
اوہ کردے وضو اسم اعظم داتے دریا وحدت وچ ناتے ہو
تدوں قبول نمازاں باہو جد یاراں یار پچھاتے ہو

عشاق کی دنیا عام لوگوں سے مختلف ہوتی ہے۔ عام دنیادار ایسے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔ حالانکہ یہی لوگ اپنے رب کے چنیدہ بندے ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اللہ والوں اور دنیاداروں کے درمیان جو فرق ہوتا ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ رب کی ذات سے نامحرم لوگ زہریلے سانپ کی مانند ہوتے ہیں۔ یہ ہر وقت اللہ والوں پر پھنکارتے رہتے ہیں۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ ایسے لوگوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ن۔

نا محرم جیہڑے راز دے نی نیڑے نہ وسیں چا ڈنگیں گے
مجلس عاماں دی سپ دی زہر جانی ڈنگ مار کے ککھ نہ چھڈیں گے
فتویٰ لاوسن عالماں رب دیاں نوں وانگ شمر یزید نہ سنگیں گے
محمد عظیم جھولاں دی اے عادت بیٹھ مسجداں عارفاں بھنڈیں گے

پنجابی شاعری کی ایک صنف "ڈھولا" ہے ڈھولا محبوب کو کہتے ہیں۔ ڈھولا اصل میں ایک لوک گیت ہے جس میں ہجر، وچھوڑے کے ساتھ ساتھ محبوب کے ساتھ وابستگی ووارفتگی جیسے موضوعات بیان کیے جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں بعض صوفی دانشوروں نے محبوب حقیقی، مجازی رنگ میں پیش کرکے اس کے ساتھ اپنی محبت و عقیدت کو جذباتی انداز میں بیان کیا ہے اور اپنے آپ کو اپنے محبوب کے سامنے بے بس، مجبور، لاچار، عاجز، مسکین اور کم تر بنا کر پیش کیا ہے۔ کیونکہ انسان جب تک اپنی ہستی، انا، غرور، تکبر اور نفسانی خواہشات کو فنا نہیں کرتا، اس وقت تک وہ محبوب کی چوکھٹ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔

بابا فرید گنج شکر فرماتے ہیں:

فریدا! میں نوں مارکے منج نکی کرکے کٹ   کھلے خزانے رب دے جو بھاوے سولٹ

صوفیاء کرام نے محبوب کے سامنے اپنے آپ کو عورت کی شکل میں پیش کیا ہے۔ کیونکہ عورت مرد کی نسبت کمزور اور اپنے خاوند کے آگے بے بس ہوتی ہے۔ اس طرح بندہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے آگے بے بس اور کمزور ہے۔

صوفیاء کرام نے ہمیشہ غلامی کے رنگ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے آگے کمزور اور بے بس بن کر اس کے فضل اور کرم کی بھیک طلب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ عاجزی اور انکساری کو پسند کرتا ہے۔ صوفیا کرام کی شاعری میں

جگہ جگہ عاجزی اور انکساری کا درس پایا جاتا ہے۔ محبوب کے وصال اور قرب میں عاشق کے سارے دکھوں کا علاج ہوتا ہے محبوب کے وچھوڑے اور ہجر میں عاشق ماہی بے آب کی طرح تڑپتا رہتا ہے۔ جیسے ہی محبوب کا وصل نصیب ہوتا ہے تو اس کے سارے دکھ اور درد دور ہو جاتے ہیں۔

شاہ حسین فرماتے ہیں:

راتیں درد دیہاں درماندی گھاؤ متراں دے الہے
رانجھن یار طبیب سنی دا میں تن درد اولے

خواجہ محمد عظیم محبوب حقیقی سے ہجر اور وچھوڑے کے درد کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

ترس نہ ڈھولا تینوں ساڈا آیا سکھاں وچ وسیندیاں دکھاں اندر پایا
تیرا کجھ نہ وگڑیا تے میں حال ونجایا اج کر کر ترلے تے میں ڈھول جگایا

ایک اور جگہ آپ محبوب کی قربت کے تصور کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

د۔

دساں پیاں ڈھولا نیڑے آیا سنیاں شاہ رگوں نیڑے خیمہ آن لگایا
تینوں اندر ویکھیا مولا نظریں آیا میں صدقے اس توں جس پتہ لگایا

جب انسان فنا فی اللہ ہو جاتا ہے تو اسے ہر طرف رب کی جلوہ نمائی نظر آتی ہے۔ جہالت کے سب پردے چھٹ جاتے ہیں اور ہر طرف توحید کا نور پھیل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا ٹھکانہ مومن کا دل ہے۔ جب دل سے دنیاوی خواہشات کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو نفی اثبات کے پانی سے دل میں توحید کی فصل لہلہا اٹھتی ہے۔ جب نظر اور دل صاف ہو جاتے ہیں تو پھر رب کی ذات مومن کے قلب و نظر میں سما جاتی ہے۔ حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اس دقیق اور باریک نکتے کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

ص۔

صاف کرائیں پہلے نظر دے تائیں پھر دلبر ملسی تینوں ہر ہر تھائیں
سرمہ نفی دا لے کے اکھیں اندر پائیں باہجوں ڈھول دے اتھاں رہیں دوہیں سرائیں

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

ہ۔

ہر ہر پاسے دسے ڈھولن ماہی فاینما تولو ایہہ آیت ہے آئی
ہاسے خوشی دے اندر جویں فرق نہ کائی ڈھولا ہر دا سانجھا وسے ہر ہر جائی

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی کافیوں میں بھی وحدۃ الوجود اور توحید کے موضوعات کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ ذاتِ باری کو مسجدوں، مندروں، کلیساؤں، گردواروں، جنگلوں بیلوں میں ڈھونڈنے کی بجائے اپنے اندر سے تلاش کرنا چاہیے۔ مومن کا دل عرش معلیٰ ہے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الف۔

ایہہ تن رب سچے دا حجرا وچ پا فقیرا جھاتی ہو
ناں کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ہو
شوق دا دیوا بال ہنیرے متاں لبھے وسط کھڑاتی ہو
مرن تھیں اگے مر رہ باہو جنہاں حق دے رمز پچھاتی ہو

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان لسانی اشتراک کے ساتھ ساتھ فکر اور موضوعات اشتراک بھی باہم مشترک ہے۔ دونوں کا مقصد انسانیت کی اصلاح، ہدایت اور بھلائی ہے تاکہ انسان اپنی بھولی ہوئی اور کھوئی ہوئی میراث کو پالے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کافی میں فرماتے ہیں:

جیہدا توں میتوں گھر پچھدی نی اوہ نال تیرے پیا وسے
وھومعکم اینما کنتم پیا دسے جتھے تسیں، رب اوتھے وسے
جویں ہندی ، منج اندر رسے شاہ عظیمن پتہ پیا دسے
جیہدا توں میتوں گھر پچھدی نی اوہ نال تیرے پیا وسے

جب انسان اپنی ذات کی نفی اور اپنی ہستی کو فنا کر لیتا ہے تو اس کی ہر طرف محبوب کا جلوہ نظر آتا ہے۔

ذات کی نفی اور ہستی کو فنا کرنا ہی سب سے مشکل کام ہے اور یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ بڑے بڑے عالم فاضل، دانا، دانشور اور بزرگ ظاہری طور پر اپنی عبادت و ریاضت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کے دعوے دار ہیں۔ مگر ان کے دل عشق حقیقی سے خالی ہیں۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خود نفسی چھڈ ہستی جھیڑے لاہ سروں سب بھارے ہو
مویاں باجھ نہیں حاصل باہو سے سے سانگ اتارے ہو

ایک اور جگہ اس طرح فرماتے ہیں:

ع۔

عشق دی بازی ہر جا کھیڈی شاہ گدا سلطاناں ہو
عالم فاضل عاقل دانا کر دا چا حیراناں ہو

رب کی ذات کو حاصل کرنا مشکل اور ناممکن نہیں مگر یہ کامل مرشد اور مربی کے بغیر ممکن بھی نہیں ہے۔ کامل مرشد اپنے مرید کے دل کو نفسانی خواہشات سے پاک کر کے صراط مستقیم کی منزل کا راہ رو بنا دیتے ہیں۔ سیّد بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کامل مرشد کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

بلھے شاہ دی سنو حکایت ہادی پکڑیا ہوئی ہدایت
میرا مرشد شاہ عنایت اوہو لنگھاوے پار

خواجہ محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ انسان کو در در بھٹکنے کی بجائے کامل مرشد کا پتہ بتاتے ہیں جو براہ راست رب سے وصال کا ذریعہ بنتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

کتھے کتھے توں جاسیں اڑیے نی اوہ لکھاں ٹکانیاں والا
کامل کسے نوں سیس جھکائیں ٹرن نہ دیسی تھائیں تھائیں
دل اپنے وچ شک نہ پائیں نی اوہ لاہ سٹ سی تیرا پالا
کتھے کتھے توں جاسیں اڑیے نی اوہ لکھاں ٹکانیاں والا

ایک جگہ فرماتے ہیں:

مرشد کولوں فال پوائی یار وسے کیہڑی جائی
ہادی پتری کھول وکھائی نی اوہ شاہ رگوں نیڑے وسن والا
کتھے کتھے توں جاسیں اڑیے نی اوہ لکھاں ٹکانیاں والا

آپ اپنے کلام میں جگہ جگہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی محبت کا ذریعہ اور علم پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

کہے قرآن وچ اللہ باری جس نے میرے سنگ لائی یاری
کرے رسول دی تابعداری نی اوہ سارے کھولن کھولے

اینویں تینوں بھرم پیا

پڑھ پڑھ علم جے عمل نہیں کر دی اتوں بندہ تے صورت خر دی
ہر ہر اندر مورت ہر دی لبھیں دور، ہے تیرے کولے

اینویں تینوں بھرم پیا

صوفیاء کرام اور اللہ والوں نے علاقوں اور لوگوں کو فتح کرنے کی بجائے اپنے اخلاق، پیار، محبت بھرے رسیلے رویوں سے لوگوں کے دلوں کو فتح کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان اولیا اللہ کے مراکز لوگوں کی روحانی تربیت اور من کی صفائی اور پاکیزگی کے مراکز بن گئے۔ جہاں سے ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ ان گنت لوگوں نے بلا امتیاز رنگ، نسل، ذات اور قومیت اپنے دلوں کی ویران اور بنجر زمینوں کو نہ صرف سرسبز شاداب کیا بلکہ وہ دوسروں کے لئے بھی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بن گئے۔

حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاعری سے اخلاقی تربیت اور دلوں کی صفائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ آپ نے اپنے کلام میں جگہ جگہ توحید و رسالت کے موضوعات کے ساتھ ساتھ مرشدِ کامل کی محبت کو ایمان کی شرط اول قرار دیا ہے۔ آپ نے اپنی شاعری میں مبلغانہ انداز اختیار کرکے دلوں کی اصلاح کا کام لیا ہے۔ آج بھی ان گنت لوگ آپ کی روحانی تعلیمات سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ آپ کے در اقدس کھرپیڑ شریف ضلع قصور میں فیوض و برکات کا یہ سرچشمہ اپنی پوری آب و تاب اور روانی کے ساتھ جاری و ساری ہے۔

سی حرفی کے سرِ ورق کی تصویر

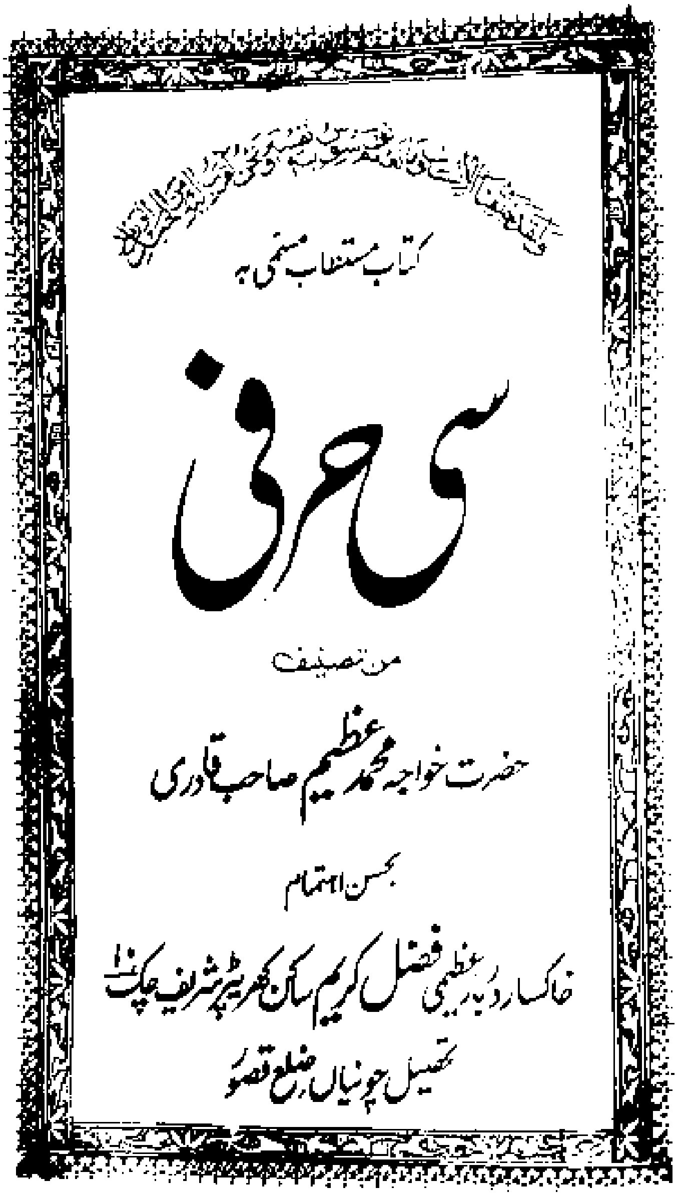

ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس به نفسه ونحن اقرب اليه من حبل الوريد

کتاب مستطاب مسمّی بہ

سی حرفی

من تصنیف

حضرت خواجہ محمد عظیم صاحب قادری

بحسن اہتمام

خاکسار دربار عظیمی فضل کریم ساکن کھریپڑ شریف چک نمبر ۱

تحصیل چونیاں ضلع قصور

خطوط

خط یاد کا نام ہے۔ ذکر کا نام ہے اور ظاہری و باطنی ربط کا نام ہے۔
قرآن مجید میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کا گرامی نامہ جب ملکہ سبا کو پہنچا تو اس کا ذکر رب العالمین نے فرمایا

﴿ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴾

سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خطوط تفویض فرمائے۔ کیونکہ اس وقت خطوط رائج تھے۔ اسی طرح حضرت خواجہ سائیں محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے مرشدِ گرامی کو خطوط لکھتے رہے، جن میں سے کچھ اس کتاب میں شامل کیے گئے ہیں

حضرت خواجہ مولانا محمد عظیم صاحب

شیر یزدانی حضرت سیّد شیر محمد گیلانی کی خدمت میں

مخدوم مہربان دام اعظمکم اللہ

از طرف فقیر محمد عظیم بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے واضح ہو کہ بندہ برائے قدم بوسی کے اِن شاء اللہ تعالیٰ 15 ماہ رمضان المبارک کو ضرور حاضر خدمت ہوگا۔ اور بندہ کو تاخیر ملاقات سے اس لیے ہوگئی ہے کہ برخوردار غلام زہرہ بہت عرصہ سے بیمار تھی۔ لیکن آج تقدیر الٰہی سے فوت ہوگئی ہے۔ اور لوگ اکثر گردونواحی کے برائے فاتحہ خوانی کے آتے جاتے ہیں۔ برائے مہربانی معافی فرماویں اور بندہ کے حق میں دُعا کریں اور والدہ محمد اشرف کی طرف سے دست بستہ سلام قبول ہو و دیگر مولوی محمد الیاس کی طرف سے السلام علیکم قبول ہو، و میاں بشیر احمد کی طرف سے السلام علیکم قبول ہو۔ 6 ماہ رمضان المبارک۔

....

جناب میاں سلطان محمود و پیر احمد شاہ د میاں فتح الدین و پیر کرم شاہ و میاں متعلی و بوٹا رام کو درجہ بدرجہ السلام علیکم قبول باد و دیگر کل مجلس والوں کے السلام علیکم قبول و اندرون ڈیوڑھی مبارک نیاز بے انداز والسلام علیکم قبول باد۔ محمد عظیم بقلم خود 28 جنوری 1931ء

....

جناب ہادئ دین، قبلہ کونین

از طرف محمد عظیم بعد دست بستہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے واضح ہو کہ بندہ باخیریت خانہ خود پہنچ گیا ہے۔ بندہ شام بروز جمعرات کے گھر پہنچا اور گاؤں والے لوگوں میں سے تین آدمیوں نے چاند دیکھا اور عید الفطر ہمارے گاؤں میں بروز جمعرات ہوئی اور گردونواحی کے گاؤں میں بھی جو کوئی لوگ حنفی مذہب تھے۔ انہوں نے کرلی تھی اور وہابیوں نے نہیں کی تھی کہ چاند حنفی آدمیوں نے دیکھا ہے۔ دیگر بندہ کے گھر ہر طرح سے آپ کی دعا سے خیریت اور جب آپ محل شریف تشریف لے جائیں تو بندہ کو پہلے چھ روز خبر کریں تا کہ لوگ کچھ ملنے کے لیے آنے ہیں۔ تا کہ وہ مل کر واپس آجائیں گے۔ اور بندہ آپ کے ہمراہ جاوے۔ بندہ کی طرف سے اہل مجلس کو سلام۔ 02 مارچ 1931

....

جناب قبلہ کونین و کعبہ دارین دام فیوضکم

از طرف بندہ محمد عظیم بعد قدم بوسی و نیاز بے انداز کے دست بستہ گزارش ہے کہ مدت مزید کے بعد نامہ ارسال کرتا ہوں۔ مہربانی و نوازش فرما دیں۔ عرض ہے کہ بندہ ہمیشہ اسی قیل و قال میں رہتا ہے کہ قبلہ حضور پُر نور کی خود جا کر زیارت فیض بشارت حاصل کروں۔ خطِ اغیار روئے قبلہ یار دیکھے اور محمد عظیم سگِ دربار عالی کا کھر پیڑ شریف میں رہے۔ اس لیے معافی کا خواستگار ہوں۔ 17 ماہ بھادوں کو اِن شاء اللہ خود آ کر قدم بوسی کروں گا۔ کل طلباء دست بستہ نیاز کرتے ہیں۔ ہر وقت محبت حضور کی شراب نوش کرتے رہتے ہیں۔

میاں سلطان محمود و احمد شاہ و فتح دین و بوٹا رام و کل اہل مجلس کو السلام علیکم قبول باد۔ خاص کر برادر محمد دین و برکت علی و محمد اسماعیل کی طرف سے السلام علیکم قبول باد۔ 25 اگست 1931ء

....

جناب حضرت صاحب قبلہ دو جہان

از طرف غلامانِ غلام محمد عظیم بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے واضح ہو کہ بندہ بخیریت اہل خانہ میں پہنچ گیا ہے۔ اور گھر میں ہر طرح کی خیریت ہے۔ دیگر عرض ہے جس روز بندہ آپ سے رخصت لیکر گھر آیا تو دوسرے دن ایک مرید حضور کا بنام عبد اللہ نو مسلم ریاست سیّد پور کا بندہ کو آ کر حضور پر نور کا اسم مبارک لے کر کہتا کہ مجھ کو حضور نے تمھارے پاس روانہ کیا ہے کہ مبلغ 12 روپیہ لے آؤ۔ اور لینے بھی صرف مولوی محمد عظیم سے۔ سو عرض ہے بندہ کا مال جان حاضر ہے لیکن یہ لکھ دیں کہ یہ بندہ ٹھگ نہ ہو۔ برادرم بوٹا رام کو بعد دست بستہ نیاز کے عرض ہے۔ جواب میں دیری نہ فرماویں باقی میاں صاحب نور الصمد و دیگر احباب کو دست بستہ السلام علیکم۔ اندر عصمت پناہ نیاز بے انداز۔ الراقم محمد عظیم موضع کھر پیڑ چک نمبر 10، ڈاکخانہ پتو کی ضلع لاہور 03 اکتوبر 1931ء

....

جناب منبع الجود والکرم، فیض مآب قبلہ دو جہان

از طرف غلامان غلام محمد عظیم بعد دست بستہ و قدم بوسی کے واضح ہو کہ عافیت نامہ لکھنے میں اس لیے دیری ہوئی ہے کہ جناب قبلہ عالم پیر محل شریف تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اس لیے اب امید قوی ہے کہ قدم رنجہ و تشریف مبارک فتح پور شریف ہوں گے۔ سو عرض ہے اگر قبلہ عالم تشریف آور ہوئے تو بندہ کی طرف سے دست بستہ السلام علیکم عرض حضور کریں۔ باقی برخورداراں بمع اہل خانہ سب کی طرف سے نیاز بے

انداز عرض فرمادیں۔ دیگر کل درویشوں کی طرف سے خاص کر جناب میاں صاحب و برادر محمد دین و حاجی عبدالمجید و برکت علی و اسمعیل وغیرہ کی طرف سے اسلام علیکم و نیاز بے انداز قبول ہو۔ جلدی جواب دیں تا کہ حاضر خدمت ہو کر زیارت فیض بشارت حاصل کروں۔ خاص کر جناب صاحبزادہ صاحب حضرت غلام رسول کے دست بستہ نیاز سلام، کل عصمت پناہ والوں کو والدہ محمد اشرف کا دست بستہ سلام نیاز قبول فرمادیں۔ کل اخوانان کو خاص کر میاں سلطان محمود و پیر احمد شاہ و کرم شاہ و بوٹارام و فتح دین و گڑانگو کو السلام علیکم، کل مجلس کو السلام علیکم۔ محمد عظیم کھرپیڑ چک نمبر 10، 02 نومبر 1931ء

....

جناب قبلہ کونین

از طرف احقر محمد عظیم بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے واضح ہو کہ بندہ کا دل از حد بے چین رہتا ہے۔ آپ کے دیدار عالی کو عرصہ مزید گزرا ہے۔ عرض ہے آپ کی خادمہ کے گھر لڑکی 28 ماہ رجب کو ہوئی ہے۔

ان شاء اللہ بڑے دنوں میں حاضر خدمت ہو کر قدم بوسی کرونگا۔ حضور کی دُعا کا خواستگار ہوں۔

باقی سب اہل ساقی وحدت کو دست بستہ نیاز و سلام۔ جلدی جواب۔خاص کر میاں سلطان محمود و پیر احمد شاہ و برادر بوٹارام و میاں فتح دین کو السلام علیکم۔ الراقم: محمد عظیم موضع کھرپیڑ چک نمبر 10۔

13 دسمبر 1931ء

....

جناب قبلہ کونین و کعبہ دارین

از طرف غلامان غلام محمد عظیم بعد دست بستہ و علیکم السلام ورحمۃ اللہ کے واضح ہو کہ دستی نامہ فیض عمامہ مشرف باد ہوا۔ از حد فرحت و راحت قلبی ہوئی۔ کئی دفعہ دن میں آپ کی غلام دیکھ کر آتش فرقت بات کرتی ہے۔ حضور آپ کی خیر خبر سن کر کل غم پیش و پس رفع ہو گئے ہیں۔ اللہ حضور کا سایہ ازل ابد میں قائم و دائم رکھے اور بندہ کو آپ کی دہلیز کی خاک کا سرمہ ہمیشہ نصیب رکھے۔ آمین ثم آمین۔ اللہ آپ کو ہر دو فرزندان یعنی حضرت غلام رسول صاحب و حضرت فضل حسین صاحب کو ثمر شیریں حیات مقیمی عطا فرماوے آمین ثم آمین حضور اس خط کو اچھی طرح سن کر دعائے خیر فرمادیں تا کہ خیر گردد، دیگر عرض ہے کہ بندہ بمع اہل و عیال موضع قادر آباد ضلع امرتسر میں محمد اشرف کے ننہیال ہیں۔ عید الفطر کے دوسرے روز جانا ہے کیونکہ گھر میں زوجہ از حد و چھوڑا موت محمد افضل سے گھبر ا رہے ہیں۔ اس لیے صرف بارہ یوم کے لیے اس جگہ جانے ہیں۔ دعا

خیر فرماویں۔ تا کہ جلدی آکر آپ کی زیارت فیض بشارت حاصل کریں۔ باقی حضرت غلام رسول صاحب کو سلام و عصمت پناہ میں نیاز بے انداز، والدہ محمد اشرف کا دست بستہ سلام۔ جناب اخوان صاحب بوٹا رام کو و میاں سلطان محمود کو و میاں متعلی کو و پیر احمد شاہ و کرم شاہ و کل مجلس کو السلام علیکم قبول باد۔ 28 ماہ رمضان المبارک

محمد عظیم موضع کھر پیڑ شریف، 07 فروری 1932ء

....

حضرت پیر سیّد غلام رسول شاہ گیلانی کی خدمت میں

جناب ہادی گمراہان قبلہ عالم

از طرف غلامان غلام محمد عظیم بعد و علیکم السلام ورحمۃ اللہ و نیاز بے انداز کے حضور انور کا گرامی نامہ مشرف ہوا۔ احوال مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ صورت احوال یہ ہے آپ ہر بات کے نگہبان پر سرِ تابعدار اراں ہو۔ عرض ہے فدوی کی یہ عرض قلبی و حقیقی ہے۔ کیونکہ آپ کے در بغیر کوئی در نہیں۔ کہ جس پر بندہ عرض کرے۔ واضح ہو کہ بندہ کے قریب جو گاؤں ہیں وہ اکثر رافضی شیعہ ہیں۔ اور شیعہ بھی وہ کہ متعصب و گمراہوں نے ایک ایسا جعلی رقعہ بندہ کے نام پر لکھا جس میں پیر امیر علی شاہ کا نام خود رقم کر کے ایک آدمی کے ہاتھ بھیجا اور اُس آدمی نے بھی یہ قسم کھا کر کہا کہ امیر علی شاہ آپ کو بلاتا ہے۔ صرف وعظ کے لیے 25 چک گھر فارم میں تو بندہ یہ رقعہ دیکھ کر چلا گیا۔ آگے اس گاؤں میں ایک عالم شیعہ وعظ کل اہل علاقہ شیعہ کو مجلس کے طور پر سُنا رہا تھا اور خاص کر ایک سیّد جو پیر امیر علی شاہ کا چچا زاد بھائی ہے اور اصل شیعہ ہے اُس نے بندہ کی از حد بے عزتی کرنی چاہی۔ لیکن حضور پر نور کا بندہ کے سر پر سایہ ہے۔ اُس سے کچھ بن نہ آئی۔ لیکن یہ بات اس جگہ ہوئی کہ ہم سے مناظرہ کرو۔ اور مناظرہ کا ایک بہانہ تھا۔ دراصل وہ لڑائی کرنا چاہتے تھے۔ اور بندہ نے یہ کہا کہ مناظرہ معین کر لو۔ خیر انہوں نے مناظرہ تاریخ مقرر کی ربیع الاول کی نو، دس کو تو حضور عرض ہے یہ مناظرہ بندہ نے ضرور کرنا ہے۔ کیونکہ جو مولوی صاحب درویش محمد آپ حضور کے مرید ہیں اور اس کے خورد بھائی مولوی دوست محمد جو حضور قبلہ عالم پر نور کے مُرید ہیں اور بھی کئی لوگ غریب جو ان شیعوں کی بستیاں ہیں ان میں رہتے ہیں تو ان شیعہ لوگوں نے ان آپ کے تابعداروں کو اپنی بستیوں سے نکال دینا شروع کیا ہوا ہے۔ کہتے ہیں یا تو ہمارے ساتھ ماتم و نوحہ کرو یا بسترے گول کرو۔ اور کئی غریب تو نکال بھی دیئے۔ اور کئی ابھی تک نہیں نکلے خیر آپ دعا کرو اور ان کے حال پر مہربانی کرو کہ ان کے حال پر رحم ہو۔ کیونکہ فصلوں کا موقع ہے اور اکثر غریب لوگ ہی آپ کے مرید ہیں۔ اور ان لوگوں نے ان کی چھماہیاں ضبط کر لی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بھلا کیا کر سکتے ہیں۔ یہ اولیاء بنے پھرتے ہیں۔ تو آپ لجپال ہو اور ڈوبے بیڑے آپ نے ہی

تارے تھے۔ اور ان غریبوں کا جہاز بھی پار لاؤ۔ اور خاص کر حضرت صاحب میاں نور الصمد خان و حضرت صاحب مولانا مولوی صاحب غلام محمد و مناظرہ منعقدہ میں شمولیت کا حکم دو۔ اور ہم بے کسوں کے ساتھ شامل کرو۔ یہ علاقہ سب جو حنفی المذہب ہیں واہل حدیث ہیں سب مناظرہ کیلئے معاون و تیار ہیں۔ کیونکہ کئی بے سمجھ اور غریب لوگ شیعہ ہو رہے ہیں اور پیر امیر علی شاہ ان سے پیش نہیں آتے کیونکہ وہاں اکیلے ہیں۔ تو جنگ تین قسم کا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ہاتھوں کا بازبان کا یامال کا۔ اور ہاتھوں کا جنگ تو نہیں بنتا اور زبانی جنگ جو ہے وہ اس وقت ہو گا۔ کیونکہ قبلہ عالم حضور پیر محل شریف والے مروّج کر گئے ہیں۔ اور بندہ کی یہ آرزو ضرور منظور فرمادیں۔ اور دعا بھی کریں کہ اللہ کام اچھا کرے۔ اور جناب میاں صاحب کو ضرور امر کریں کہ اس کام کا صدر بنیں۔ یہ کام سرانجام کریں۔ کیونکہ رسول ﷺ کی امت کی بہت بُری حالت ہو رہی ہے۔ اور سب حال کے محرم ہیں۔ مجھے قسمیہ بات ہے اس مناظرہ کا ہم کو خیال بھی نہ تھا۔ اور نہ ہی میری طبیعت گوارا یہ بات کرتی ہے۔ اور خبر نہیں یہ کام کیوں ہو رہا ہے۔ لیکن گردونواح کے لوگ بہت اس کام میں راضی ہیں۔ دیگر دست بستہ عرض ہے کہ آپ کی خادمہ اکثر بیمار رہتی ہے۔ اور آپ کی دُعا کی خواستگاری کرتی ہیں۔ آپ برائے مہربانی ان کے حق میں دعا فرماویں۔ فقط برکت علی و عطا محمد و برادر محمد دین واحباب والد صاحب و مولوی اسماعیل و مولوی دوست محمد درویش محمد کیطرف سے دست بستہ عرض و نیاز۔ قبلہ عالم کے دربار شریف پر نیاز بے انداز۔

پیر اقبال حسین و بوٹا رام کو السلام علیکم۔

....

قدوہ حق شناسان، مظہر رحمت الٰہی و کرامت لامتناھی دام اقبالہ

بعد از آداب مریدانہ و غلامانہ عرض خدمت آستان فیض نشان یہ ہے کہ جو تعویز گلے میں ڈالنے والا مرحمت ہوا تھا۔ وہ سوتکیا گیا اور نوش کرنے والے تھے۔ وہ اب ختم ہو گئے ہیں۔ آپ نہایت نظر مہربانی فرما کر تعویز ہر دو روانہ فرما کر بندہ کو سرفراز فرماویں۔ اور دعائے بحق من غریب بدرگاہ ایزد متعال سے ضرور دست فیض اٹھا کر مانگیں۔ بیماری کا بالکل آرام ہو گیا تھا۔ مگر بوجہ تعویز سوتکے جانے کے بندہ کو دورہ بیماری پھر شروع ہو گیا ہے۔ اندرون ڈیوڈھی مبارک عصمت پناہ کی خدمت میں بعد نیاز بے انداز عرض ہے کہ دعائے خیر بندہ کی بابت بدرگاہ قاضی الحاجات دست بابرکات اُٹھا کر مانگیں۔ دیگر عرض یہ ہے کہ بندہ اب موضع قادر آباد میں چند روز سے آئے ہوئے ہیں۔ اور بموجب حکم حضور ماموں صاحب دوائی تھوڑی کر رہے ہیں۔ باقی والسلام دعائے خیر ضرور فرماویں۔ بخدمت اخوان صاحب جناب بوٹا رام صاحب واضح ہو کہ یہ الفاظ بگوش حضور انور یک بیک کر کے سُنا دیویں۔ اور اسی وقت تعویز گلے میں ڈالنے والا اور نوش کرنے والے یہاں قادر آباد روانہ

فرمادیویں۔ حضرت اقبال حسین ومیاں سلطان محمود کو السلام علیکم و تمام درویشان آستانہ حضور والوں کو السلام علیکم۔ غلام دستگیر ومیاں غلام جیلانی و محمد الدین السلام علیکم قبول۔بدست تمام درویشان قادر آباد والوں کا السلام علیکم۔راقم نیاز مند فقیر مولوی محمد عظیم عفی عنہ

....

جناب قدوۃ السالکین وہادی گمراہان وکعبہ وقبلہ عالمیان منبع الجود والکرم

از طرف غلامان غلام محمد عظیم

بعد نیاز بے انداز کے واضح باد۔ اور بندہ بمع اہل خانہ باخیریت خانہ خود پہنچ گیا ہے۔ ہر طرح سے حضور کے فضل وکرم سے خیریت ہے آپ کی نگاہ کرم سے دنیا عقبیٰ کی دام سے خلاص ہو گئے ہیں۔ اور سب کچھ حضور کی عفوورحمت سے ظہور میں آیا ہے۔ براہ کرم اسی حال وقال میں رکھیں۔ صرف آپ کے در کا جیسا کیا ہے۔ ویسا ہی تا ابد رکھیں۔ بس آپ ہی کے در کا سگ بنائی رکھیں۔ سگ گو پلید بھی ہے لیکن سائیں تو پاک ومطہر ہے۔ اگر کوئی پوچھتا ہے کہ یہ سگ کس کا ہے؟ تو خود سائیں فرمادیا کرتا ہے کہ یہ ہمارا سگ ہے، سگ تو زبان سے کچھ نہیں کہتا صرف مالک کے دروازے پر بیٹھا رہتا ہے۔ اگر اظہار کرنا منظور ہو تو کچھ آپ کی بیماری کا حال لکھ چھوڑیں۔ بندہ بھی اِن شاء اللہ ماہ اسوج میں حاضر خدمت ہو گا۔ آپ کی غلامہ کا نیاز منظور فرمادیں۔ برخورداران محمد اشرف ومحمد فاضل ومحمد افضل وفقیرنی کا نیاز دربار معلیٰ میں نیاز بے انداز۔ اندرون ڈیوڑھی مبارک بھی نیاز منظور فرماویں۔ حضرت اقبال حسین کو نیاز دیگر حاشیہ نشینوں کو السلام علیکم۔ اگر جناب میاں صاحب میاں نور الصمد خاں صاحب حاضر ہوں تو السلام علیکم باد۔

....

جناب ہادیِ گمراہان وقبلہ عالمیان

از طرف غلامان غلام محمد عظیم

بعد نیاز بے انداز وسلام دست بستہ کے واضح ہو کہ بندہ موضع قادر آباد میں ہے۔ اور اس جگہ بندہ کے جد آباء کی رشتہ داری ہے اور محمد اشرف کے ننھیال بھی یہیں ہیں اور ہر طرف سے بندہ بمع اہل وعیال راضی وخوشی ہیں۔ محمد اشرف ووالدہ محمد اشرف کی طرف سے وخالہ محمد اشرف کی طرف سے حضور کو دست بستہ سلام۔ اِن شاء اللہ بندہ بروز جمعرات 24 شوال کو قادر آباد سے رخصت ہو کر موضع کھر پیڑ میں آپ کی دعا

برکت سے پہنچ جائیں گے اور بشرط زندگی بندہ گھر میں صرف چار یوم ٹھہر کر 29،28 شوال کو درگاہ لا ابالی میں بمع اہل وعیال زیارت عالی جناب کریں گے اور موضع قادر آباد سے بھی چند اشخاص حضور کی بیعت حاصل کرنے کو آئیں گے۔ باقی وسلام نانی محمد اشرف ونانا احمد اشرف کا غلامانہ سلام حضور کا مرید غلام دستگیر کا سلام اور بندہ کا ماموں صاحب میاں فیروز الدین کا سلام اور وہ بندہ کے ہمراہ ہو گا۔ میاں سلطان محمود و میاں فتح الدین و پیر احمد شاہ و پیر کرم شاہ و برادر بوٹا رام کو السلام علیکم و دیگر کل پرسانِ حال کو سلام۔

محمد عظیم 22 شوال 28 فروری 1932ء

....

جناب ہادی گمراہان

از طرف غلامان غلام محمد عظیم

بعد دست بستہ السلام علیکم و نیاز بے انداز کے واضح ہو کہ بندہ جبکہ عرس مبارک سے گھر واپس آیا تھا تو آتے ہی بندہ بمع اہلخانہ موضع قادر آباد یعنی پیکے آپ کے مریدہ خوش و نیک عقیدہ والدہ محمد اشرف کے گیا تھا۔ آج 22 روز کے بعد بندہ واپس آیا ہے۔ لیکن سخت نادم ہوں۔ بندہ نے بوجہ کاہل و تساہل کے عریضہ خدمت مبارک میں ارسال نہیں کر سکا۔ آپ برائے مہربانی قصور ظاہر و باطن کے معاف فرمادیں۔ دیگر جناب مائی صاحبہ بغداد شریف والے بیمار تھے۔ انکی حالت ماضیہ استقبالیہ تحریر فرماویں کیا حال ہے۔ دیگر اگر بندہ پرگندہ کے لائق کار ہو تو حکم فرماویں۔ بندہ دل و جان سے حاضر ہے۔ دیگر عاجز ایک کتاب لکھ رہا ہے۔ آپ دعا فرمادیں تا آنکہ قبول ہدیہ درگاہ مقبول ہو اور اس میں اول مسئلہ صرف حیات النبی کا ہے اور حق کی بات ظاہر ہو اور ملمع سے بری و پاک ہو۔ دیگر آپ کی مریدہ نیک عقیدہ والدہ محمد اشرف کی طرف سے ہزار ہا نیاز بے انداز آپ کی فقیرنی فیض بتول آپ کی خدمت عالیہ میں سلام و محمد اشرف کی طرف سے السلام علیکم اور خاص دعا برائے محمد اشرف فرمادیں کہ آپ کے آستانہ کا قدم بوس رہے۔ عصمت پناہ والوں کو والدہ محمد اشرف کا نیاز بے انداز۔ دیگر بندہ کی طرف سے دربار معلیٰ و روضہ مبارک والوں کو از حد قدم بوسی وان کے عشق و محبت میں اللہ خیر کرے۔ بوٹا رام کو بندگی و پیر بالہ شاہ کو اسلام علیکم۔ حاضر مجلس والوں کو السلام علیکم۔ جواب سے سرفراز کریں۔

28 اپریل 1933ء

....

جناب حضرت قبلہ کونین و کعبہ دارین

از طرف تابعدار سگ دربار محمد عظیم

بعد از نیاز بے انداز کے واضح ہو اس جگہ غریب خانہ میں ہر طرح سے خیریت ہے خیریت حضور والا شان کی شب و روز نیک خواہاں ہوں۔ صورت احوال یہ ہے حضور کا غلام برخوردار محمد اشرف آج برائے علم عربی پڑھنے کے حضرت میاں صاحب نور الصمد خان صاحب کے گاؤں میں مولوی عبد الجبار صاحب کی خدمت میں چلا گیا ہے۔ موضع بونگہ صالح شریف میں اور بالکل عمر چھوٹی ہے۔ باعث دل کو از حد بے چینی ہے۔ حضور کے سپرد ہے۔ دعا فرمادیں کہ خداوند کریم اسکی دلی مراد پوری کرے۔

سپردم بتومایہ خویش را   تو دانی حسابے کم و بیش را

اگر حضرت صاحب میاں صاحب اس جگہ حضور کی خدمت عالیہ میں تشریف آور ہوں تو یاد کرادیں کہ آپ کے غلام محمد اشرف کا خیال مبارک رکھیں۔ آپ ہی کے دربار شریف کا سگ ہے، آپ حضور جب کنوئیں پر تشریف مبارک لاویں تو بندہ کو خبر کریں تانکہ بندہ بمع آپ حضور کی غلامہ کے آکر قدم بوسی حاصل کریں۔ آپ کی غلامہ کو نامہ میں تسلی بخشیں کہ برخودار محمد اشرف کا فکر نہ کرے۔ وہ حضور کے درِ دولت میں علم حاصل کرتا ہے۔ ڈیوڑھی مبارک میں اور دربار معلیٰ میں نیاز بے انداز۔ منشی بوٹا رام کے نام

....

جناب اخوان صاحب دام فیاضکم اللہ

الراجی العبد محمد عظیم بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے واضح ہو کہ ایک عریضہ پیش ازیں روانہ کر چکا ہوں لیکن جواب سے محروم رہا ہوں۔ عرض ہے حضور پُر نور کا چالیسواں کس تاریخ و وار ہونا ہے برائے نوازش مطلع فرماویں کیونکہ کاروبار کے دن ہیں اور اکثر لوگ حضور کے غلام بندہ کے ساتھ آویں گے۔ برائے مہربانی جناب حضرت میاں صاحب نور الصمد صاحب ادب سے السلام علیکم کے بعد دریافت کر کے خط جلدی روانہ کر دیں۔ تانکہ اطمینان ہو جائے۔ باقی حضرت صاحبزادہ صاحب کو دست بستہ السلام علیکم قبول باد۔ اور بندہ کی طرف سے حضور کے مزار شریف پر بندہ کے دست بستہ السلام علیکم و قدم بوسی کریں اور میاں سلطان محمود و دیگر احباب کو السلام علیکم قبول باد۔ اندرون ڈیوڑھی مبارک پر نیاز بے انداز۔ باقی برکت علی و مولوی اسماعیل و محمد دین کی طرف سے حضرت صاحب و کل درویش معرکہ کو السلام علیکم۔ 10 اپریل 1932ء

....

جناب اخوان صاحب مد شرفکم اللہ

از طرف خادم الفقراء محمد عظیم

بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ کے واضح ہو کہ اس جگہ ہر طرح سے خیریت ہے۔ خیریت جناب کی نیک خواہاں ہوں۔ صورت احوال ہے کہ حضور پُر نور حضرت سجادہ نشین غلام رسول صاحب مد فیاضہ اللہ پیر محل شریف سے تشریف آور ہوئے ہیں یا نہیں۔ اگر حضور تشریف لے آئے ہیں تو فی الفور راحت نامہ مرقومہ فرماویں۔ اگر نہیں تشریف لائے تو جب حضرت صاحب تشریف لاویں اُسی وقت خط لکھیں تاکہ بندہ بمع اہل خانہ آکر قدم بوسی حاصل کریں۔ اور حضور قبلہ دو جہان کے روضہ مطہرہ پر جاکر قدم بوسی بندہ کی طرف سے عنایت فرمادیں اور دربان درگاہ حضور کو السلام علیکم قبول باد۔ میاں سلطان محمود و دیگر حال پرسان را السلام علیکم۔ اگر کوئی ظاہر باطن کی خطا بندہ سے سرزد ہوئی ہو تو معاف فرمادیں۔ اندرون عصمت پناہ دست بستہ سلام و قدم بوسی عرض کریں، اگر ہو سکے تو حضور صاحبزادہ صاحب کی خدمت اقدس میں یاد فرماکر دست بستہ سلام عرض غریبانہ پیش کریں۔ باقی میاں روشن الدین و میاں فتح الدین محمد خان و میاں قاسم وغیرہ کو السلام علیکم قبول باد۔ جناب والد صاحب و محمد الدین و برکت و دیگر درویش معرکہ کی طرف سے دست بستہ بندگی و سلام قبول باد۔

خاکسار محمد عظیم موضع کھر یپڑ چک نمبر 10، اڈاکخانہ پتو کی ضلع لاہور 13 نومبر 1932

....

جناب اخوان صاحب بوٹا رام سلمہ اللہ

الراجی العبد تابعدار قدیم محمد عظیم

بعد دست بستہ سلام و نیاز کے التماس ہے آپ کا شفقت نامہ و ہدایت نامہ پہنچا۔ نصیحات و ادایات مرقومہ سے آگاہی ہوئی۔ آپ کی تعلیمات سے بندہ کو از حد خوشی حاصل ہوئی مصرع:

عیب کہ بمن گفت یار من اوست

جناب اخوان صاحب جو کچھ آپ نے سچ لکھا ہے۔ لیکن عرض ہے بندہ جب کا بیمار ہوا ہے طبیعت ناگوار رہتی ہے۔ کیونکہ کبھی مسہل بھی کوئی اور دوشاندہ وغیرہ۔ تو بندہ نے تین یا چار خط حضور پر نور کو از دست خود رقم نہیں کیے، بوجہ عذر کے۔ بندہ حضور کے دربار کا طالب علم ہے بندہ اپنے آپ کو منتہی نہیں سمجھتا بلکہ مقتدی و سگ دربار سے بھی کم سمجھتا ہے۔ کیونکہ میں نے زمانہ ظاہری حضور پُر نور کا بہت کم دیکھا ہے۔ بندہ آپ کو متقدمین و اولین و یاران حضور سے وخاص ندیم وزیر اعظم و رکن اعلی مجلس حضور کا تصور کرتا ہے۔ آپ جیسی

عقل وادراک کہاں۔ لیکن یہ بھی عرض ہے کہ انانیت و تکبّر کو بندہ نے کبھی دل میں نہیں آنے دیا۔ اور نہ میں نے اپنے آپ کو بھی کچھ ہونا تصور کیا ہے۔ یہ سب حضور کی مہربانی ہے بخشش وعطا ہے۔ بندہ میں کوئی لیاقت وعلم نہیں۔ آپ برائے مہربانی یہ الفاظ معاف فرمادیں۔ اور حضور کی مجلس میں بھی بندہ کی طرف سے عذر کریں۔ اور معاف کراویں۔ بندہ کچھ بیمار ہے جلدی حاضر ہوگا۔ حضور کے روضہ مطہرہ پر بھی معافی طلب کریں۔ اگر بندہ کے عیوب کی ستّاری حضور کراویں۔ تو از حد مہربانی ہوگی 24 اگست 1934ء

....

خلیفہ میاں سلطان محمود و پیر احمد شاہ لانگری کے نام

جناب اخوان صاحب دام اقبالکم اللہ

از طرف احقر محمد عظیم

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے واضح ہو کہ بندہ ہر طرح سے خیریت سے ہے اور آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک خواہاں ہوں۔ صورت احوال ہے بندہ کا دل حضور کے دیکھنے و دیدار کے لیے از حد بے چین ہے۔ اور صبح شام از حد بے قرار ہوں۔ دیگر پیر محل شریف وروضہ شریف و دیگر حضور کی نشست گاہ دیکھنے کو از حد دل چاہتا ہے۔ تو واضح ہو کہ آپ کسی روز پیر محل تشریف لے جاؤ گے جلدی لکھو۔ تانکہ منٹگمری گاڑی پر میل ہو جائے۔ یا موضع مسیت والہ میں میل ہو جائے۔ وہ کون سے صاحب ہیں جن کے گھر ہم رہیں گے۔ اگر بندہ آگے پیچھے ہو جائے تو پوچھ کر آن ملے۔ جس وقت خط پہنچے اسوقت جواب لکھو اور گاڑی بھی لکھو اور دن و تاریخ سب لکھنا کہ کس دن عرس شروع ہوتا ہے۔ پیر احمد شاہ صاحب و دیگر جو صاحب حاضر ہوں سب کو السلام علیکم قبول۔ 08 مئی 1931ء

....

31 جولائی

موضع کھر پیڑ چک نمبر 10 ڈاک خانہ پتوکی ضلع لاہور

بخدمت شریف مولوی محمد عظیم کے جاوے

۷۸۶

مکرم، معظم میاں مولوی صاحب مولوی محمد عظیم دعا باشد

السلام علیکم کے بعد واضح ہو کہ اس جگہ ہر طرح سے خیریت ہے اور آپکی خیریت خداوند کریم سے شب وروز مطلوب ہے، صورت احوال آنکہ جناب کا کاغذ احوال سے آگاہی ہوئی نیز جناب قبلہ عالم صاحب نے

آپ کے حق میں ہر طرح سے دعا خیر مانگی۔ ان شاء اللہ بفضل خدا ہر طرح سے آرام ہو جائیگا، نیز جناب صاحب قبلہ عالم کی جانب سے اہل و عیال کے لیے دعائیں اور محمد اشرف علی کے سر پر پیار، سب درویشوں کو دعائیں، میاں نور الصمد کی جانب سے السلام علیکم بندہ کی جانب سے اور محبوب شاہ، محمد خاں کی جانب سے السلام علیکم قبول ہو۔

از جانب قبلہ عالم، الراقم اقبال حسین از فتح پور تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری

....

10 جون 1930 صبح 08 بجے

بمقام موضع کھر پیپڑ شریف چک 10 ڈاک خانہ پتو کی ضلع لاہور

بخدمت شریف مولوی محمد عظیم کی جاوے

بخدمت جناب بھائی صاحب، جناب مولوی محمد عظیم صاحب جی سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد از خیریت طرفین کے واضح ہو کہ آپ کا خط ملا کلی حالات سے آگاہی ہوئی اور جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ جناب حضرت صاحب گھر ہیں یا کہ پیر محل شریف ہیں آپ کے سوال کا جواب دیا جاتا ہے کہ جناب قبلہ و کعبہ سائیں صاحب جی خاص فتح پور شریف اپنے دولت خانہ پر رونق افروز ہیں اگر آپ نے آنا ہو تو بے شک فتح پور تشریف لے آویں مگر اس چاند کی سولہ تاریخ سے پہلے آجاویں چونکہ جناب قبلہ و کعبہ سائیں صاحب جی نے خاص تحصیل جڑانوالہ میں ایک آدمی کی دعوت ہے اس نے چاند کی سولہ تاریخ کو لے جانا ہے۔

اس کو ایک ہفتہ تک صرف لگ جاوے گا فقط زیادہ از حد دعا۔

الراقم دعاء گو متعلی درویش جناب حضرت صاحب سیّد شیر محمد صاحب از فتح پور شریف۔

....

08 جون 1930

بمقام موضع فتح پور شریف ڈاک خانہ بنگلہ گوگیرہ

بخدمت شریف سائیں شیر محمد کی جاوے

جناب اقدس پیر صاحب دام فیاضکم اللہ تعالیٰ

الراجی محمد عظیم بصد دست بستہ السلام علیکم ورحمتہ

عرض ہے کہ بندہ کی بہت کم نصیبی ہے کہ مدت مزید ہوئی ہے کہ صورت کا دیدار نہ کیا کیونکہ خدمت

گار کے گھر کے بہت مدت سے بیمار ہیں دیگر کشش یک طرفی ہے، اگر دو طرفی ہوتی تو بندہ کئی دفعہ حاضر خدمت ہوتا، اچھا خدمت بر بندہ فرض است نہ بر مولا اکثر مولا بے پرواہ ہوتے ہیں اگر مولا رحم کی نگاہ کرے تو بندہ کی قسمت۔ نہیں تو بس کی کوئی بات نہیں یہ کسی پہ مقولا درست ہے، حضرت صاحب کا جلد بتائیں آپ اس جگہ ہیں یا پیر محل

کہ مزدور خوش دل کند کار بیش۔ حدیث میں یہی وارد ہے کہ مزدور کو پسینہ خشک ہونے سے پہلے اجرت دے دی جائے تا کہ اللہ تعالیٰ اس صدقہ کا ثواب عطا کرے، اچھا اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے بندہ کی طرف سے سلطان محمود، پیر احمد شاہ، کو سلام باقی کو سلام جلدی جواب حضرت صاحب فتح پور شریف یا پیر محل جلدی۔

....

بمقام چک نمبر 10 کھر یپڑ ڈاک خانہ پتو کی ضلع لاہور۔

بخدمت جناب مولوی محمد عظیم صاحب محمد اشرف ہو۔

از طرف خاکسار عاجز پر خطا غلام بوٹا رام کا السلام علیکم

جناب کی یاد تو۔ جس کا مشکور ہوں آپ کا نوازش نامہ جناب قبلہ سائیں صاحب جی کی خدمت اقدس میں سنایا گیا حضور پاک سن کر از حد خوش ہوئے اور ہر ایک کے لیے دعا خیر فرمائی نیز سڑک صاف ہونے پر آپ جلد تشریف لے آویں گے۔ میاں صاحب بھی تشریف لانے والے ہیں حافظ صاحب کے شاگرد بھی دس بارہ یوم سے آئے ہوئے ہیں ان کی طرف سے و تمام درویش جو کہ میاں سلطان، احمد شاہ، کرم شاہ، غلام علی شاہ صاحب، فتح اللہ وغیرہ کا السلام علیکم۔

....

بمقام موضع کھر یپڑ شریف چک 10 ڈاک خانہ پتو کی ضلع لاہور

پاس عزیز القدر مولوی محمد عظیم صاحب پہونچے

عزیز القدر عزیز از جان میرے پیارے مولوی محمد عظیم صاحب دعا باشد

بعد از دعا و خیریت طرفین کے عرض ہو کہ لفافہ آپ کا ملا حالات سن کر دل کو از حد خوشی ہوئی شکر ہے خداوند کریم کا جس نے اپنے فضل سے آپ کو صحت عنایت فرمائی دیگر فیض سبحانی کی مجلس ہر روز کیا کریں اگر کوئی غیر محرم آپ کو پوچھے حق پرستی کیا ہے تو حق حق کہہ دیا کریں بیشک اجازت ہے بے خوف سوائے باری

تعالیٰ کسی سے ہر گز نہ رکھیں اور کوئی جھگڑا کرے تو اس سے کنارہ کشی کریں اور ہر وقت کی مجلس ہو۔ دیگر ہم کو اب خدا کے فضل سے بات سمجھ آ جائے گی، برخوردار غلام رسول شاہ کی دعائیں و عزیزاں وکلی درویشوں کو دعائیں۔

خود راقم

سیّد شیر محمد بقلم خود از فتح پور 22 پوہ

....

بمقام چک نمبر 10 کھرپیڑ شریف ڈاک خانہ خاص پتو کی ضلع قصور

پاس عزیز القدر مولوی محمد عظیم صاحب کو پہونچے

عزیز القدر و عزیز از جان برخوردار میرے پیارے مولوی محمد عظیم صاحب دعا باشد

بعد از دعا و خیریت طرفین واضح ہو کہ کارڈ مرسلہ تمہارا کل 10 بھادرو کو ملا احوال مطلع ہوا تمہارے سب کے لیے دعا طلب کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو اپنا کرم کرے اور اپنا ذوق شوق عطا کرے دیگر ہم بفضل اللہ تعالیٰ ہر کے راضی خوشی ہوئے

برخوردار غلام رسول کی طرف سے ہر ایک کو دعائیں۔ باقی احمد شاہ، کرم شاہ و تمامی محبین کو السلام علیکم برخورداران محمد دین، برکت علی، محمد اسماعیل، حافظ وغیرہ خورد و کلاں سب کو ہر روز یہی نصیحت کیا کرو کہ صرف اللہ تعالیٰ وہ خود کرم کرے گا زیادہ سلام و دعا۔

الراقم سیّد شیر محمد فتح پور، 27 اگست 1931

....

27 جولائی 1942

بمقام کھرپیڑ شریف چک نمبر 10 ڈاکخانہ پتو کی ضلع لاہور

محمد عظیم کو ملے

مکرمی و محترمی جناب مولوی محمد عظیم صاحب

سلام مسنون خیریت طرفین مطلوبہ، احوال آنکہ کارڈ جوابی ملا حال معلوم ہوئے آپ کے مرید سے دریافت کیا تھا کہ اس نے بتایا کہ مولوی صاحب بالکل تندرست ہو گئے ہیں آپ کے لیے دعا بھی کی گئی ہے، اللہ

کریم رحمت کاملہ عطا فرماویں، اندرون پیشتر سے آرام ہے، اہل پردہ میں دعوات فقیرنی کو دعائیں

بقلم خود

سیّد غلام رسول

از فتح پور

....

بمقام چک نمبر 10 کھر یپڑ ڈاک خانہ پتو کی ضلع لاہور

بخدمت جناب مولوی محمد عظیم صاحب و محمد اشرف کو ملے

عزیز القدر و عزیز از جان برخوردار مولوی محمد عظیم صاحب

بعد از دعا و خیریت طرفین کے واضح ہو کہ کارڈ مرسلہ آپ کا ملا احوال تمام معلوم ہوا آپ سڑک اوکاڑہ تک صاف ہے تانگے، موٹر آتی رہتی ہے، دیگر تمہارے سب کے لیے دعا طلب کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنا ذوق شوق عطا کرے، ہماری طرف سے آپ کے والد صاحب و محمد الدین و برکت علی و اسماعیل و اندرون پردہ و عزیزان کو بے حد شوق سے دعائیں برخوردار غلام رسول شاہ کی طرف سے دعائیں۔ تمام معرکہ درویشوں کا السلام علیکم زیادہ حد دعا۔

سیّد شیر محمد بقلم خود

....

از طرف خاکسار عاجز پر خطا غلام بوٹا رام کا السلام علیکم

جناب کی یاد کروانے کا مشکور ہوں آپ کا نوازش نامہ جناب قبلہ سائیں صاحب جی کی خدمت اقدس میں سنایا گیا، حضور پاک سن کر از حد خوش ہوئے اور ہر ایک کے لیے دعا خیر فرمائی، نیز سڑک صاف ہے آپ جلد تشریف لے آویں، میاں صاحب بھی تشریف لانے والے ہیں حافظ صاحب آپ کے شاگرد بھی دس بارہ یوم سے آئے ہوئے ہیں، ان کی طرف سے و تمام درویش معرکہ میاں سلطان، احمد شاہ، کرم شاہ، غلام علی شاہ صاحب متعلی وغیرہ کا السلام علیکم۔

....

بمقام: چک نمبر 10 کھر یپڑ ڈاک خانہ پتو کی تحصیل و ضلع لاہور

پاس مولانا محمد عظیم کے

مکرم و معظم جناب مولانا محمد عظیم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے بعد۔ شریف جناب میاں جمال الدین سے سب کچھ وصول کیا گیا بمع اپنی خیریت کے ہمیشہ مطلع کرتے رہا کریں اندروں و اہل پردہ بہت بہت شوق سے دعوات محمد اشرف کو پیار سب مریدان وحال پرسان کو بہت بہت دعوات۔

سیّد غلام رسول بقلم خود

برخوردار اقبال حسین کی جانب سے بہت بہت سلام و دعاء قبول ہو۔

....

بمقام موضع کھر یپڑ شریف چک نمبر 10 ڈاکخانہ پتو کی ضلع لاہور

مولوی محمد عظیم کو ملے

جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب

سلام مسنون خیریت طرفین اور احوال کیسا ہے خط آپکا پھاگن کو یہاں چاہ پر ملا اندرون قدم آرام ہے۔ چاول مل گئے ہیں، باقی ہر طرف خیریت ہے۔ ہم بھی چھ روزہ کو واپس چلے جاویں گے۔ اندرون کو دعوات فقیرنی کو دعائیں۔ راقم سیّد غلام رسول از چاہ پیر والا

....

از فتح پور 09 جون 1943

بگرامی جناب مولوی محمد عظیم صاحب مشرف

بمقام کھر یپڑ شریف ڈاکخانہ واں رادھارام تحصیل چونیاں ضلع قصور

بخدمت جناب مولوی صاحب دام اقبالہ

السلام علیکم مزاج شریف احوال آنکہ اس جگہ خیریت ہے اور آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک

مطلوب، صورت احوال آنکہ آپ اپنے پھوڑے کا حال لکھیں کہ اب کیسا ہے اور اب کس کا علاج شروع ہے اور کس قدر آرام ہے۔ دوسرا جو چاول حضور واسطے آپ نے دھان رکھے ہیں وہ کسی آدمی کے ہاتھ جلدی روانہ کریں کیونکہ حضور ان چاولوں کے سوا اور کوئی چاول پسند نہیں کرتے باقی سب خیریت ہے، حضور کی طرف سے اہل پردہ میں دعائیں اور بچوں کے سر پر پیار، عزیزی فیض بتول کو پیار۔

اقبال حسین سکنہ فتح پور

....

بمقام موضع کھرپیڑ شریف چک نمبر 10 ڈاک خانہ خاص پتو کی ضلع لاہور

بخدمت شریف جناب والاشان بھائی صاحب

مولوی محمد عظیم صاحب، محمد اشرف

بخدمت جناب والاشان بھائی صاحب مولانا صاحب

مولوی محمد عظیم صاحب السلام علیکم کل مورخہ 29 جنوری کو آپ کا نوازش نامہ جناب قبلہ وکعبہ صاحب کی خدمت شریف میں پہنچا پڑھ کے از حد درجہ افسوس ہوا جناب نے فرمایا: حکم الٰہی کے بارہ میں صبر سے کام لیویں اندرون پردہ بھی سلام و دعا کے بعد تسلی دینا عزیزان کو بے حد پیار تمام درویش متعلی پیر احمد شاہ، کرم شاہ، میاں سلطان محمود، پیر سردار شاہ صاحب، کمی فتح الدین، روشن الدین، امام الدین لانگری ہر دو کا السلام علیکم اور عزیزہ کی نسبت افسوس ہے مگر چارہ نہیں، مولوی محمد الیاس صاحب و بابا صاحب و تمامی معرکہ کو السلام علیکم زیادہ نیاز،

الراقم خاکسار عاجز پُر خطا

بندہ بوٹا رام از فتح پور

30۔ جنوری 1931ء

....

نمونہ جات خطوط

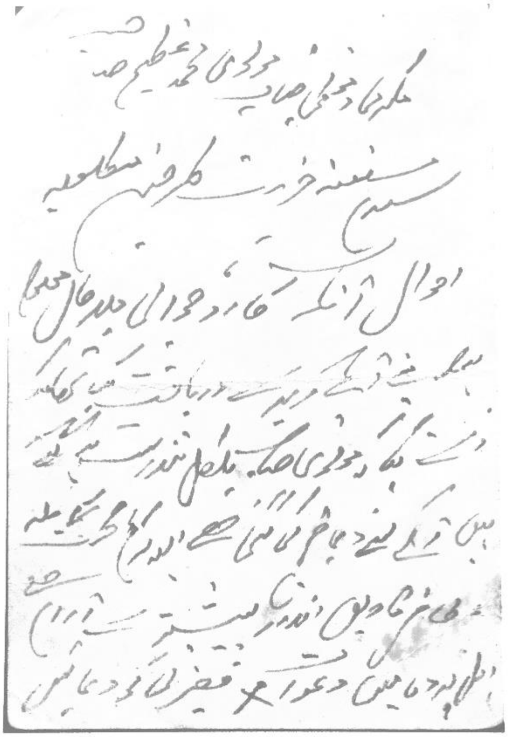

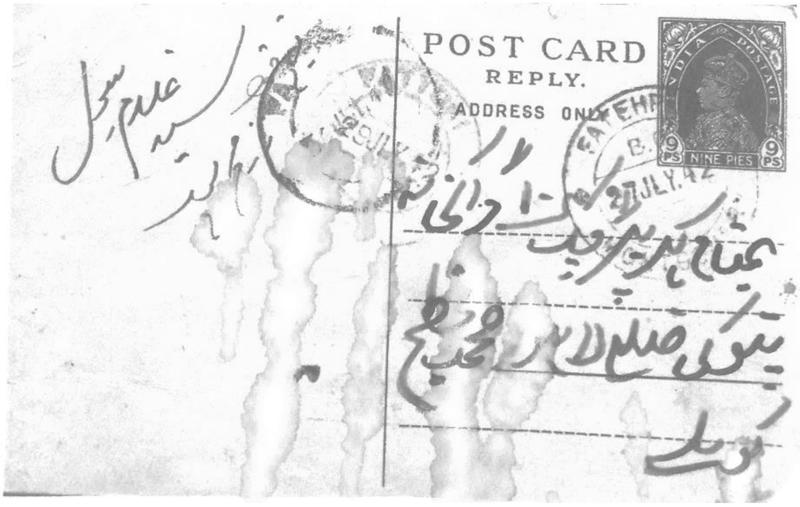

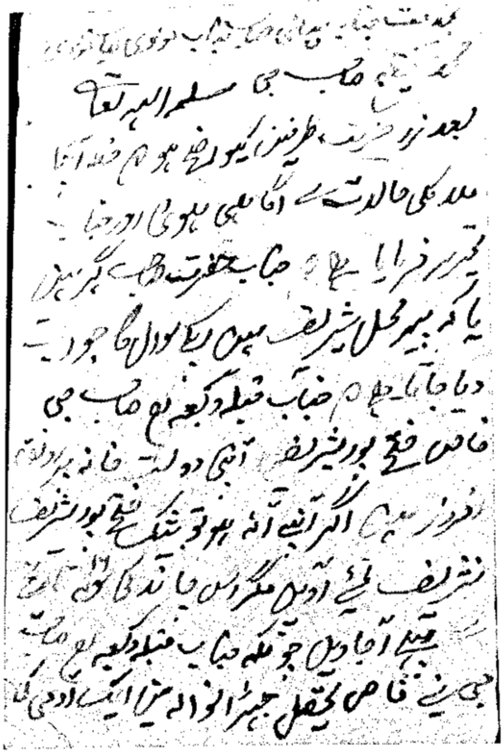

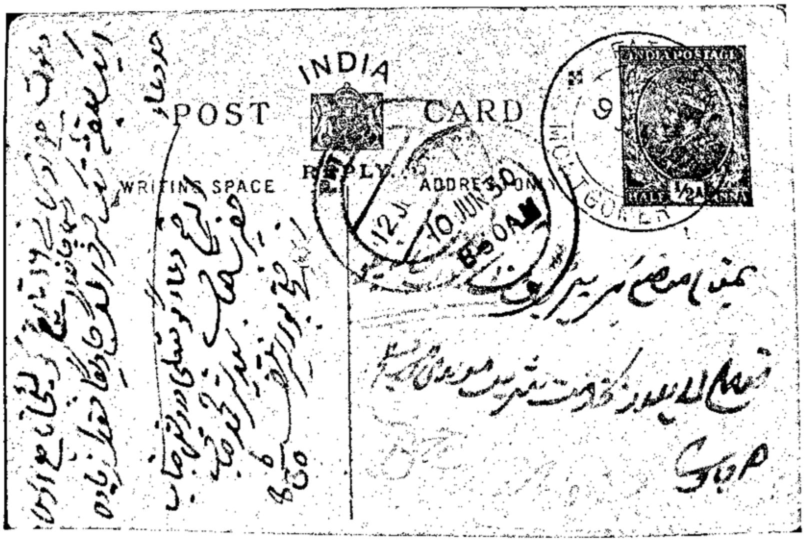
INDIA
POST CARD
REPLY
WRITING SPACE
ADDRESS ONLY
INDIA POSTAGE
HALF ANNA

منظوم شجرہ عالیہ قادریہ عظیمیہ

اے خداوندا تُو ذات کبریا کے واسطے
کر کرم مجھ پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
مشکلیں آسان ہوں سب دین و دنیا کی شہا
حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ مشکل کُشا کے واسطے
ہو حضور پاک میں اِک دن مجھے جانا نصیب
حضرت باقر امام الاولیاء کے واسطے
اُمتِ خیر الاُمم میں تو مجھے مقبول رکھ
حضرت جعفر امام دوسرا کے واسطے
ہو عطاء مجھ کو بصیرت مالکِ کون ومکاں
سیّد موسی کاظم اصفیاء کے واسطے
ہو عنایت آپ کی مجھ پر اے مولا روز و شب
حضرت امام علی موسی رضا کے واسطے
میں ہوں طالب تیری رحمت کا اے مولا صبح و شام
حضرت معروف کرخی پادشاہ کے واسطے
منکشف ہوں ہم پہ سب اسرار اے ربُ الرحیم

سری سقطی جناب مقتدا کے واسطے

چشمہ عرفان سے ہم کو بھی ہو قطرہ نصیب

خواجہ جنید بغدادی شاہ کے واسطے

تیری الفت میں رہیں ہم سب سدا سر شار و مست

شیخ شبلی پیر کامل اولیاء کے واسطے

محو ہو جائے سوا تیرے دل مضطرب سب

حضرت عبد الواحد شہنشاہ کے واسطے

یا الٰہی اس گدا کو رنج سے راحت ملے

حضرت ابو الفرج طرطوس کے واسطے

دستگیری ہو میری دین و دنیا میں کریم

شیخ ہنکاری حسن پیشوا کے واسطے

یا الٰہی میری آنکھوں سے اٹھا دے سب حجاب

حضرت ابو سعید را ہنماء کے واسطے

نفس شیطان پر مجھے قدرت ہو تیرے فضل سے

پیر پیراں شاہ عبد القادر کے واسطے

سرخرو ہوں ہم سبھی ہر دو جہاں میں اے وہاب

سیّد عبد الوہاب بادشاہ کے واسطے

یا علیم میری مدد کرو نادار ہوں

حضرت خواجہ فضل اللہ کے واسطے

پاک روزی ہو میری قسمت میں اے رب جہاں

حضرت سیّد ابو الفرح اتقیاء کے واسطے

والیٔ ہر دو سرا تیری رہے ہر دم لگن

سیّد احمد گنج بخش صوفیاء کے واسطے

تیری رحمت کی طلب مجھ کو ہے اے رب زمان

سیّد نورالدین علی اصفیاء کے واسطے

اے خدا مقبول کر لو مجھ کو تم درگاہ میں

حضرت شاہ میر فخر اولیا ءکے واسطے

راضی بر آفات ہوں تیری عنایت سے سبھی

شاہ شمس الدین الاولیاء کے واسطے

دستگیری کیجئے اے سرور دنیا و دین

حضرت سیّد غوث محمد اولیاءکے واسطے

شافعِ روز جزا کی ہو شفاعت اے خدا

شاہ عبد القادر ثانی لقاء کے واسطے

محرم اسرار حق ہو جائیں تیرے کرم سے

حضرت شیخ محمد قدسی کے واسطے

اپنے لطف و رحم سے میرے گناہ کر دو معاف

سیّد عبد القادر ثالث مقتدا کے واسطے

متقی ہو جائیں ہم سب اس بروئے سنسار میں

حضرت عبد الوہاب صاحب رضا کے واسطے

بخشو سب کی خطائیں مالک ہر دو جہاں

سیّد زین العابدین باخدا کے واسطے

یا الٰہی رکھ تو قائم مجھ کو راہ حق پر

سیّد عبد الرزاق پیشوا کے واسطے

یا الٰہی دین و دنیا میں ہو جاؤں سرخرو

حضرت سیّد مصطفی راہنما کے وسطے

سرفرازی کر عطا مجھ جہان فقر میں

سیّد حیدر بخش صاحبِ پارسا کے واسطے

اے شہنشاہ محمد صلی اللہ علیہ سلم کی غلامی ہو نصیب

سیّد غلام غوث اولیاء کے واسطے

ہو عطا مجھے الٰہی روزی وصل و لقاء

شاہ امان اللہ صاحب بے ریا کے واسطے

یا الٰہی عشق احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منور دل رہے

سیّد چراغ شاہِ اصفیاء کے واسطے

میرے دل میں حب اہل اللہ پیدا ہو خدا

سیّد قطب علی بادشاہ کے واسطے
میرے ایمان ویقین کو دے دوام رب کریم
حضرت شیر محمد شہنشاہ کے واسطے
یا الٰہی قبر کی منزل میری آسان ہو
پیر غلام رسول مرد حق نما کے واسطے
یا الٰہی رحم فرماتا کہ ہو جاوں عظیم
خواجہ محمد عظیم ہادی راہ نما کے واسطے
ساقیا بخشو مجھے مجبور ہوں لاچار ہوں
سرکار لالہ پاک مرد حق لقاء کے واسطے
بخش دے اپنی محبت اور قطع ماسوا
حضور پیر محمد اشرف عظیمی صفا کے واسطے
کر عطا مجھ کو خلوصِ دل اے ربُ العلی
حضرت سردار احمد عالم باوفا کے واسطے
عاقبت بالخیر کر ان اولیاء کے واسطے
برکت پیران شجرۂ قادریہ کے واسطے